جنوں اور شیطانوں کی دُنیا

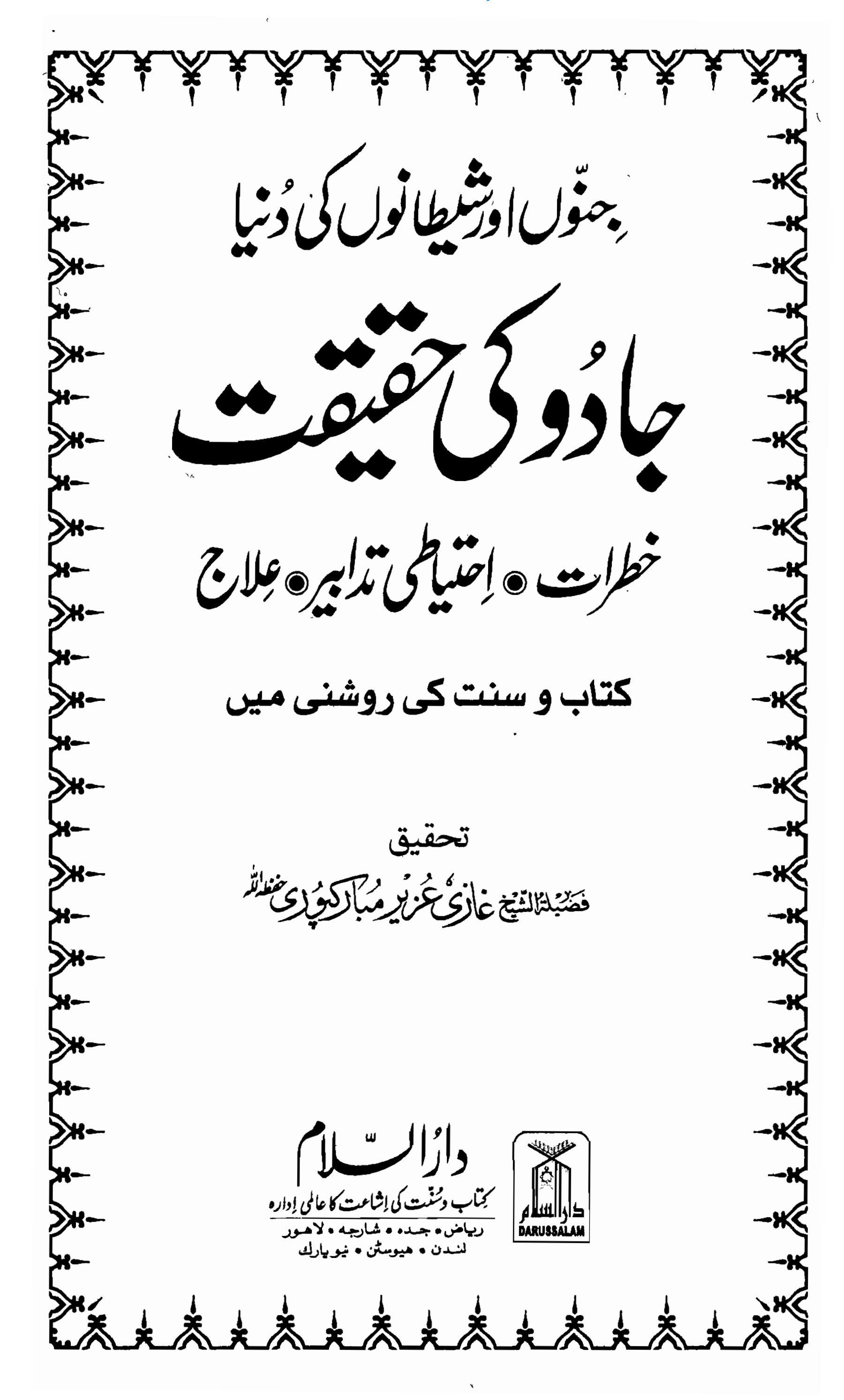
جادُو کی حقیقت

خطرات • اِحتیاطی تدابیر • عِلاج

کتاب و سنت کی روشنی میں

تحقیق
فضیلۃ الشیخ غازی عُزیر مُبارکپوری حفظہ اللہ

دارالسلام
DARUSSALAM



جنّوں اور شیطانوں کی دُنیا

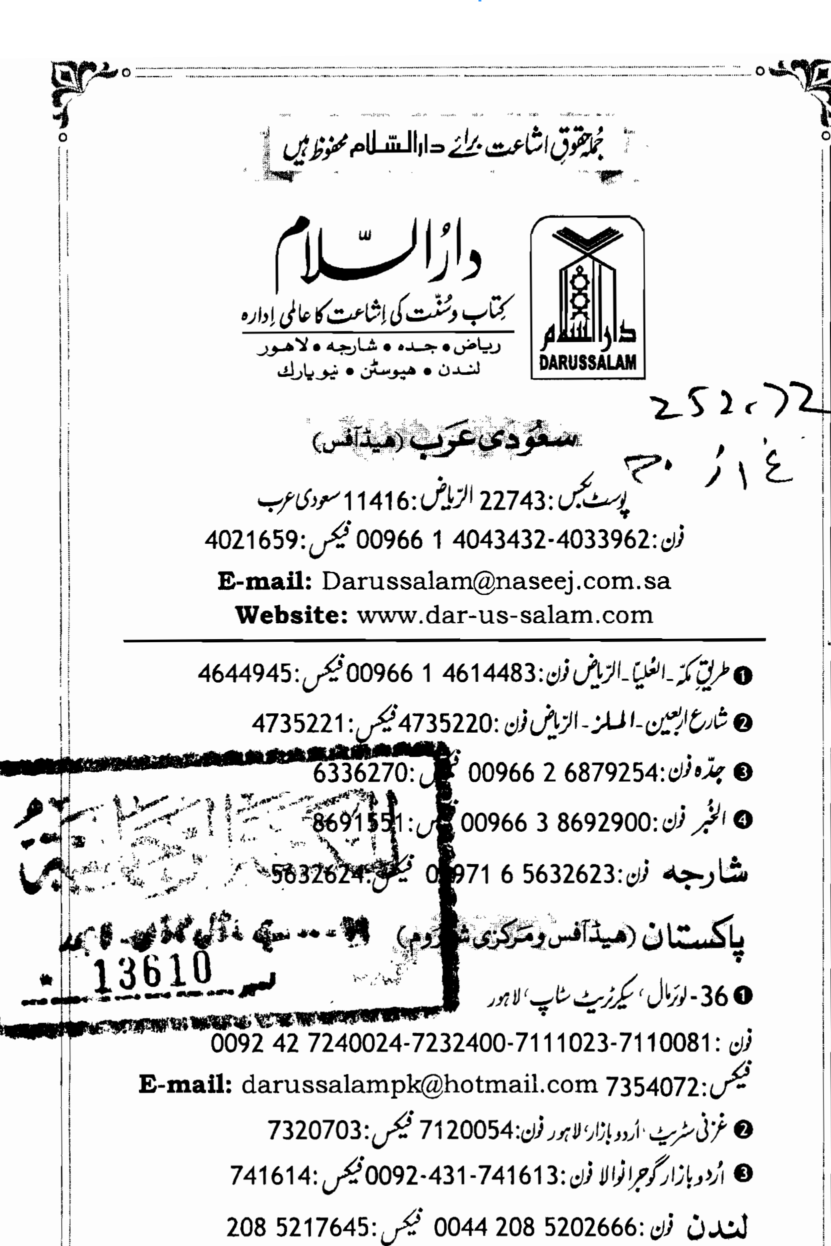
جادُو کی حقیقت

خطرات • اِحتیاطی تدابیر • عِلاج

کتاب و سنت کی روشنی میں

تحقیق
فضیلۃ الشیخ غازی عُزیر مُبارکپوری حفظہ اللہ

دارُالسّلام
کِتاب و سُنّت کی اِشاعت کا عالمی اِدارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاهور
لندن • هیوسٹن • نیو یارك
دارالسلام DARUSSALAM



دارُالسّلام

کتاب وسُنّت کی اِشاعت کا عالمی اِدارہ

ریاض • جدہ • شارجہ • لاھور

لندن • هيوسٹن • نيو يارك

DARUSSALAM

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الرّیاض: 11416 سعودی عرب

فون: 4043432-4033962 00966 1 فیکس: 4021659

E-mail: Darussalam@naseej.com.sa

Website: www.dar-us-salam.com

---

1 طریقِ مکہ۔ العُلیا۔ الرّیاض فون: 00966 1 4614483 فیکس: 4644945

2 شارع الاربعین۔ المسلز۔ الرّیاض فون: 4735220 فیکس: 4735221

3 جدّہ فون: 00966 2 6879254 فیکس: 6336270

4 الخُبر فون: 00966 3 8692900 فیکس: 8691551

شارجہ فون: 00971 6 5632623 فیکس: 5632624

پاکستان (ہیڈ آفس ومرکزی شوروم)

1 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 0092 42 7240024-7232400-7111023-7110081

فیکس: 7354072 **E-mail:** darussalampk@hotmail.com

2 غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

3 اُردو بازار گوجرانوالا فون: 0092-431-741613 فیکس: 741614

لندن فون: 0044 208 5202666 فیکس: 208 5217645

امریکہ 1 ہوسٹن فون: 001 713 7220419 فیکس: 7220431

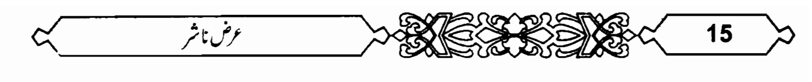
2 نیویارک فون: 001 718 6255925



فہرست عناوین

(ب) جنوں اور شیاطین کے احوال اور خطرات

(ج) جنوں اور شیطانوں سے مقابلہ کے لئے مؤمن کے ہتھیار اور بعض احتیاطی تدابیر



عرض ناشر

الْحَمْدُلِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ؛وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ،مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ. أَمَّا بَعْدُ!

زیر نظر کتاب کے مؤلف غازی عزیر مبارک پوری حفظہ اللہ ایک مشہور علمی خاندان کے گل سرسبد ہیں آپ جامع الترمذی کی مشہور شرح تحفۃ الأحوذی کے مؤلف علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری کے نبیرہ رشید ہیں۔ بہت سی کتابوں کے مؤلف ہیں اور سعودی عرب کے صنعتی شہر الجبیل میں ایک نیم سرکاری ادارہ کے پلاننگ ڈیپارٹمنٹ میں ایک شعبہ کے انچارج ہیں۔ کچھ عرصہ قبل انہوں نے کمال مہربانی سے اس کتاب کا ایک نسخہ مجھے تحفتاً ارسال کیا۔ کتاب پر نگاہ پڑتے ہی میں نے اس کو شائع کرنے کا فیصلہ کرلیا اس لئے کہ اس میں ایک نہایت اہم اور سلگتے ہوئے موضوع پر قلم اٹھایا گیا تھا۔ چنانچہ میں غازی صاحب کا شکریہ ادا کرنے اور ان سے بالمشافہ ملاقات کے لئے ان کی رہائش گاہ کے لئے عازم سفر ہوا اور مولانا کو توقعات کے مطابق ہی پایا۔ مولانا موصوف نے نہ صرف پذیرائی فرمائی بلکہ بخوشی کتاب کی طباعت کی اجازت بھی دے دی۔

قرآن وحدیث سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ جادو اور آسیب وغیرہ کی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ جادو کرنے والے عاملین اور معصوم انسانوں کو اپنی مشق ستم کا نشانہ بنانے والے جنات کفر وشرک، ظلم اور جھوٹ کی بنیاد پر ان افعال شنیعہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ دین اسلام کی ہمہ جہتی خوبیوں اور صفات میں سے ایک نمایاں خوبی یہ بھی ہے کہ ہمارے دین نے ہمیں بحمداللہ زندگی کے کسی میدان میں بھی رہنمائی کے بغیر نہیں چھوڑا۔ جادو اور آسیب کے علاج اور بچاؤ کے سلسلہ میں بھی ہمارا دین مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے مگر برصغیر کے ممالک میں بے حد دکھ بھری اور افسوسناک صورتحال دیکھنے میں آتی ہے کہ تہذیب وتمدن سے عاری، اخلاقیات واسلامیات سے بے بہرہ

ننگ دھڑنگ' بے عمل اور بے دین لوگوں نے جگہ جگہ سادہ' معصوم اور ضعیف العقیدہ لوگوں کو لوٹنے اور ان کی خون پسینے کی کمائی اینٹھنے کے لیے پھندے لگا رکھے ہیں۔ بڑے بڑے تجارتی بورڈوں اور قدآدم اشتہارات کے ذریعہ لوگوں کو ان مراکز کی طرف مائل کیا جاتا ہے اور نہ صرف ان کی جیبیں مختلف حیلوں بہانوں سے خالی کروائی جاتی ہیں بلکہ ان کی بہو بیٹیوں کی عصمت دری بھی کی جاتی ہے۔ یہ تمام سزائیں لوگوں کو اس وقت ملتی ہیں جب وہ قرآن وحدیث کی تعلیمات سے بے گانہ رہ کر ان شیاطین انس کے غیر شرعی طور طریقوں پر اعتماد کر بیٹھتے ہیں۔

نچلے طبقے کے ان پڑھ عوام تو ان شعبدہ بازوں کا شکار ہوتے ہی ہیں مگر زیادہ افسوس اس وقت ہوتا ہے جب بڑے بڑے سیاستدان' اعلیٰ مناصب پر فائز لوگ اور پڑھے لکھے جاہل ان ''ننگے پیروں'' سے اپنی مرادیں پوری کروانے کے لیے اپنے جسموں پر ان سے ڈنڈے کھاتے ہیں۔

ان حالات میں اس نوعیت کی کتاب کی اشاعت بہت ضروری محسوس ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس کتاب کے ذریعہ نہ صرف بہت سے مسلمان گھرانوں کو جادوگروں کاہنوں اور جنات و شیاطین کے شر ور سے محفوظ فرمائے گا بلکہ بے شمار لوگوں کو ان دھوکا بازوں اور شعبدہ بازوں کے چنگل میں پھنسنے سے بھی مأمون فرمائے گا۔

آخر میں دارالسلام ریاض کی علمی کمیٹی کے ارکان کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے بڑی دقت نظر سے کتاب کا مراجعہ کیا اور اس کی عربی عبارات کو اعراب بھی لگا دیئے تاکہ عربی سے نسبتاً کم واقفیت رکھنے والے احباب بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

عبدالمالک مجاہد

مدیر مسؤل



پیش لفظ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا، أَمَّا بَعْدُ:

برصغیر کے خطہ میں جادو (Magic) کا وجود ہمیشہ سے لوگوں کی توجہ کا مرکز رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ قدیم ادوار میں اکثر بیرونی لوگ ہندستان کو جادونگری سمجھتے رہے ہیں۔ بنگال کا کالا جادو تو پوری دنیا میں آج بھی اپنا ایک امتیازی مقام رکھتا ہے۔ یہ جادو پہلے زیادہ تر غیر مسلم طبقہ تک ہی محدود تھا لیکن اگر آج برِّصغیر کے موجودہ مسلمانوں کے عمومی کوائف اور احوال پر غور وفکر کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ گزشتہ چند دہائیوں میں جادو کی وبا اس خطہ ارضی کے مسلم طبقہ میں اس قدر تیزی سے پھیلی ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ ہر روز مسلم گھرانوں میں کوئی نہ کوئی نیا واقعہ رونما ہوتا ہے اور سننے میں آتا ہے۔ باہمی رشتہ داریاں باہم خلوص وخیر خواہی، اُنسیت ومحبت، عفو ودرگذر، اعتماد اور قربت کی بجائے نفرت، بغض وعناد، عداوت وانتقام، بدخواہی و بے اعتمادی، شکوک وشبہات اور بُعد سے عبارت ہو کر رہ گئی ہیں۔ کوئی جادو کے زور پر کسی کے کاروبار کو بگاڑنے اور باندھنے کے درپے ہے تو کوئی کسی باپ کو بیٹے سے متنفر کرنے کے لئے کوشاں، کوئی شوہر اور بیوی کے درمیان اختلافات وافتراق پیدا کرنے کی فکر میں ہے تو کوئی خاندانی نزاعات کو بھڑکانے میں مصروف' کوئی کسی کے ذہنی سکون واعتدال کا دشمن بنا ہوا ہے، چنانچہ اسے ذہنی انتشار اور ہیجان میں مبتلا دیکھنا چاہتا ہے، تو کوئی حاسد دوسروں کو جسمانی اذیت پہنچانے میں سکون محسوس کرتا ہے اور ان تمام کاموں کو سرانجام دینے کے لئے وہ

شیطان نما عاملوں اور جادوگروں کی خدمات لینے میں قطعاً کوئی تردد نہیں کرتا خواہ وہ نام نہاد مسلم ہوں یا کھلے طور پر غیر مسلم۔

راقم نے بچشمِ خود اچھے چلتے کاروباروں کو تباہ ہوتے، لہلہاتی فصلوں کو سوکھتے، خوشحال لوگوں کو مفلس ہوتے، صحت مندوں کو لاغر اور سوکھا ہوا مریض بنتے، محبت کرنے والے شوہروں اور بیویوں کو ایک دوسرے سے دور اور نفرت کرتے، خوش مزاج لوگوں کو انتہائی بدمزاج، چڑچڑا، ذہنی انتشار اور ہیجان بلکہ ہذیانی کیفیت میں مبتلا، جنت نما گھرانوں کو جہنم کا نمونہ بنتے، عزیز واقارب بلکہ اہل خانہ کو ایک دوسرے کا جانی دشمن بنتے، بالکل معتدل اور نارمل نظر آنے والے لوگوں کو دہاڑ مار کر بیہوش ہوتے، کپڑے پھاڑتے، بالوں کو نوچتے، دیواروں سے ٹکراتے، طرح طرح کی لایعنی آوازیں نکالتے، گھر سے نکل بھاگتے اور غیر معمولی طاقت کا اظہار کرتے دیکھا ہے۔

دورِ حاضر میں خود کو ترقی یافتہ کہلانے والے بعض لوگ جادو کا انکار صرف یہ کہہ کر کر دیتے ہیں کہ یہ سب محض خیالی باتیں یا فرضی افسانہ ہیں۔ آج زمانہ کہاں سے کہاں ترقی کر گیا ہے مگر نہ اس کا کوئی سائنٹفک ثبوت ملتا ہے اور نہ ہی اب تک اس کی کوئی قابلِ قبول منطقی تشریح پیش کی جاسکی ہے۔ لہٰذا اس قسم کی جہالت کی باتوں پر کان دھرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جن لوگوں کی سائنس کی درجہ بدرجہ ترقی کی تاریخ پر نگاہ ہے، وہ بخوبی جانتے ہیں کہ علمِ سائنس کی رو سے کسی چیز کا عدم اثبات یا عدم توجیہ اس کے عدم وجود کی دلیل نہیں ہوتی۔ ہوسکتا ہے کہ جو چیز آج ایک نا قابلِ فہم معمہ بنی ہوئی ہے کل اس کا کوئی معقول حل مل جائے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ آج کے مشینی دور میں زندگی اتنی مصروف اور تیز رفتار بن چکی ہے کہ کسی کے پاس اتنا فاضل وقت موجود نہیں ہے کہ وہ اس قسم کی فضولیات اور لغو باتوں کو کوئی اہمیت دے یا جادوگروں اور عاملوں کے پاس جا کر کسی سے محض دشمنی نبھانے کیلئے اپنا قیمتی

وقت اور پیسہ برباد کرتا پھرے۔ بعض کہتے ہیں کہ جادو اور اس کی بعض دوسری قسمیں مثلاً، نظر بندی، شعبدہ بازی، قیافہ شناسی اور پیشین گوئی وغیرہ صرف ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، اور نیپال وغیرہ کے خطوں ہی میں کیوں پائی جاتی ہیں؟ آخر مغربی ممالک ان وباؤں سے کیوں اور کس طرح محفوظ ہیں؟ کیا ایسا ان کے ترقی یافتہ ہونے اور اس قسم کے توہمات سے بُعد کے باعث نہیں ہے؟ حالاں کہ واقعہ یہ ہے کہ مغربی (بالخصوص یورپی) ممالک زمانہ قدیم سے ہی اس وبا میں شدید طور سے مبتلا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے یہاں جادو کی مختلف اقسام، مثلاً White-Magic, Black-Magic, witchcraft Soothsaying, sorcery, اور Occultism وغیرہ نیز جادوگروں (Magicians) کی اقسام میں Conjurer اور Juggler وغیرہ بہت مشہور ہیں اور ان کو آج اس ترقی یافتہ دور میں بھی ان ناگہانی مصیبتوں سے نجات کی کوئی راہ نظر نہیں آتی ہے۔ اس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے ''سحر کی تاریخی حیثیت'' کے تحت بیان کی جائے گی۔

افراط وتفریط صرف اسی طبقہ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے معاشرہ کا ایک بڑا طبقہ جو جادو اور اس کے اثرات نیز جنوں اور شیطانوں کی ایذاء رسانی پر یقین رکھتا ہے وہ بھی مختلف النوع بے دینی باتوں، توہمات اور خرافات میں مبتلا ہے، جن کا تذکرہ انشاءاللہ تعالیٰ آگے کیا جائے گا۔

برِّصغیر کے انہی مخصوص حالات کے پیشِ نظر ایک عرصہ سے اس بات کی شدید ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ جادو اور ان سفلی اعمال کے موضوع پر ایسی کوئی مستقل کتاب منظر عام پر آئے جو مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ جامع بھی ہو اور عام مسلمانوں کی رہنمائی کا کماحقہ حق ادا کر سکے۔ یہ عنوان علمی دنیا میں جس قدر دقیق اور خامہ فرسائی کے لئے سنگلاخ زمین سمجھا

جا تا رہا ہے، اہلِ علم اور مبصرین اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں۔

یوں تو عربی اور اردو میں جادو کے موضوع پر متعدد کتابچے اور رسائل موجود ہیں، لیکن ان میں جادو سے متعلق بحثیں نہایت تشنہ ہیں۔ اکثر کتب میں علمائے سلف وخلف کی آراء، فتاویٰ، اجتہادات اور کاوشوں نیز مسنون طُرقِ علاج بیان کرنے کی بجائے غیر مستند قسم کے دیو مالائی قصص اور واقعات کی تفصیلات ہیں یا پھر غیر منصوص اور خود ساختہ اوراد ووظائف، از خود منتخب کردہ قرآنی آیات اور نقوش وتعاویذ کے ذریعہ علاج کے طریقوں اور ذاتی یا بعض نام نہاد بزرگوں کے مجربات کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ اسی طرح بعض دوسری کتب میں تو علمی اور تحقیقی اسلوب ہی سرے سے مفقود ہے، فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

وقت کی اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ''جادو کی حقیقت، جنوں اور شیطانوں کی دنیا، ان کے خطرات، احتیاطی تدابیر اور علاج (کتاب وسنت کی روشنی میں)'' قارئین کے پیشِ خدمت ہے۔ یہ کتاب اصلاً راقم کی ایک عربی تالیف: ''السحر، حکمه وخطره والوقاية منه (في ضوء القرآن والسنة)'' کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ کتاب ۱۴۱۹ھ میں المؤسسة العامة لتحلية المياه المالحة کی تابع لجنة الأنشطة العامة (فرع الجبيل) کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والے سالانہ عظیم الشان علمی مقابلہ (المسابقة الكبرىٰ) میں پیش کی گئی تھی اور کئی صد علمی بحوث میں سے اس کو اوّل درجہ کے انعام کا مستحق قرار دیا گیا تھا، جس کا اعلان مؤسسة کے سابق معالی المحافظ (گورنر) الدکتور/ فھد بن عبد الرحمٰن بالغنیم حفظہ اللہ نے بتاریخ ۲۲/ ذوالحجۃ ۱۴۱۹ھ کو الحفل الختامی میں کیا اور راقم کو گراں قدر انعام سے نوازا تھا، فالحمد لله على ذلك ۔ بعد میں ''مؤسسة'' کے بعض ذمہ داروں کی طرف سے اس کتاب کو چھپوانے کا اصرار ہونے لگا، چنانچہ ''مركز الأبحاث والتطوير'' کے سعادۃ مدیر مکرمی/ الأخ عبد اللہ بن محمد العجلانؔ حفظہ اللہ کے تعاون اور کوششوں

سے ۱۴۲۰ھ میں یہ کتاب زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آ گئی، فجزاه الله أحسن الجزاء۔

کتاب مذکورہ کی عوام وخواص میں مقبولیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب تقریباً تمام عرب، بالخصوص خلیجی، ممالک کے طول وعرض میں بکثرت تقسیم ہوئی اور صرف چار ماہ کی قلیل مدت ہی میں اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہوگیا۔ سعودی عرب کی متعدد ممتاز اور مقتدر علمی شخصیات نے اس پر کلمۂ تقریظ رقم فرمایا ہے، جن میں الندوة العالمية للشباب الإسلامي (الریاض) کے سکریٹری جنرل اور سعودی مجلس شوری کے عضو الدکتور/مانع بن حماد الجہنی رحمہ اللہ، حرم النبوی الشریف کے مدرس شیخ علامہ أبوبکر جابر الجزائری، رابطة العالم الإسلامي (مکہ مکرمہ) کے نائب سکریٹری جنرل شیخ محمد بن ناصر العبودی، وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف کے مفوض شیخ/عبداللہ بن حسین راشد الزریق اور جامعة أم القرى (مکۃ المکرّمہ) کے سابق استاذ الدکتور/عبداللہ عباس الندوی حفظہم اللہ وغیرہم کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ جن لوگوں نے اس کتاب پر اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور راقم کو دعاؤں سے نوازا ان میں سے محدثِ شہیر شیخ علامہ محمد ناصر الدین الالبانی، راقم کے مرشد ومربی ووالد شیخ محمد امین الاثری الرحمانی المبارکفوری، رحمہما اللہ، إدارة البحوث العلمية والإفتاء (الریاض) کے عضو شیخ صالح بن عبدالرحمٰن الأطرم، جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية (الریاض) کے مدیرِ جامعہ الدکتور محمد بن سعد السالم، البحث العلمي بالجامعة الإسلامية (مدینہ منورہ) کے عمید الدکتور محمد بن خلیفہ التمیمی، الجامعة الإسلامية کی هيئة التدريس بكلية الشرعية کے عضو شیخ عبداللہ بن ابراہیم الزاحم، الجامعة الإسلامية کے استاذ شیخ الدکتور/عاصم بن عبداللہ القریوتی، المؤسسة العامة لتحلية المياه کے نائب المحافظ للشؤون الفنية والمشروعات صاحب السعادة المهندس/أحمد بن محمد المديهيم، الجامعة الإسلامية کے سابق

استاذ شیخ عبدالغفار حسن الرحمانی اور مرکز دعوۃ الجالیات (الجبیل) کے سرپرست شیخ راہراہیم السلطان، حفظہم اللہ، وغیرہم کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

عربی زبان میں کتاب کی اشاعت وتقسیم اور پذیرائی کے بعد سے متعدد حلقوں کی طرف سے مسلسل اس بات پر اصرار ہورہا تھا کہ راقم اس کتاب کا اردو اور انگریزی زبانوں میں بھی ترجمہ کردے، بلکہ قدیم سعودی شہر ''الدمام'' کی المحکمۃ الشرعیۃ الکبری' (سپریم کورٹ) کے قاضی شیخ ریحیٰ حفظہ اللہ وغیرہ نے اپنے نفقہ پر ان تراجم کو چھپوانے کی پیش کش بھی کی لیکن بعض دوسری علمی اور دعوتی مصروفیات نے اس بات کی مہلت ہی نہیں دی کہ فوراً اس کا ترجمہ کیا جاسکتا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آج اس کتاب کا ترجمہ مکمل ہوا، فالحمد للہ علی ذلک۔

بعض چیزیں اصل عربی کتاب میں مقابلہ کے منتظمین کی جانب سے مقرر کردہ شرائط اور محدود صفحات کی قید کے باعث شامل نہیں ہو پائی تھیں لیکن برِصغیر کے مخصوص حالات یا موضوع کی مناسبت کے پیش نظر ان مباحث یا ان کی تفصیلات کا اضافہ ضروری اور مفید محسوس ہوا (بالخصوص جنوں اور شیاطین کے احوال وخطرات اور احتیاطی تدابیر سے متعلق تفصیلات) چنانچہ انہیں اس اردو ترجمہ میں مناسب مقامات پر درج کردیا گیا ہے۔ اس طرح زیرِ مطالعہ یہ اردو کتاب اصل عربی کتاب کے حجم کے مقابلہ میں تقریباً پانچ گنا بڑھ گئی ہے۔ ساتھ ہی پیشِ نظر اس اردو کتاب کا عنوان بھی بدل دیا گیا ہے، لہٰذا اگر اسے اصل عربی کتاب کے ترجمہ کی بجائے ایک علیحدہ اور مستقل تالیف کہا جائے تو بھی کسی حد تک غلط نہ ہوگا۔

پیشِ نظر کتاب کے مضامین کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے: پہلا باب جادو کی حقیقت، اس کا حکم اور اس کے خطرات پر مشتمل ہے، دوسرا باب جنوں اور شیاطین کے احوال اور خطرات کے تعارف سے متعلق ہے، تیسرے باب میں جنوں اور شیطانوں سے مقابلہ کے لئے مؤمن کے ہتھیار

اور بعض احتیاطی تدابیر بیان کی گئی ہیں، چوتھا باب جنوں کی آسیب زدگی اور جادو سے خلاصی، بعض دیگر احتیاطی تدابیر اور ان عوارض کے علاج سے متعلق ہے اور پانچویں باب میں برِصغیر میں رائج جادو وغیرہ سے احتیاط اور علاج کے بعض غیر شرعی طریقوں پر بحث کی گئی ہے۔

کتاب کی ترتیب کے دوران اِس بات کی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ جو چیزیں محلِ استدلال ہیں ان کی روایت بہر طور ضعف اور وضع سے پاک ہو۔ اسی طرح تمام منقولہ احادیث کی صحت کا بھی خصوصی لحاظ رکھا گیا ہے اور اس سلسلہ میں ہر ممکن احتیاط کی گئی ہے۔ اگر کسی جگہ اتفاقاً ایسی کوئی روایت آ بھی گئی ہے تو وہاں مختصراً اس کے ضعف کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے اور حاشیہ میں اس کے ضعف کی تفصیل نیز علمائے کرام کے نزدیک اس کے مقام و مرتبہ کی بالکلیہ صراحت کر دی گئی ہے تاکہ قارئین اس سے متنبہ ہو سکیں۔

ناسپاسی ہوگی اگر مکرمی جناب شیخ ر انصار زبیر محمدی صاحب، حفظہ اللہ، کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جنہوں نے نہ صرف عربی کتاب السحر کے جزوی ترجمہ اور اس کی کمپوزنگ کروانے میں معاونت فرمائی بلکہ اس کے پورے مسودہ کو بغور پڑھنے کے لئے اپنا قیمتی وقت بھی صرف کیا۔ اپنی شریکِ حیات رسلمٰی پروین، سلمہا اللہ (بنت جناب حاجی مرزا بشیر بیگ صاحب، حفظہ اللہ) کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے اپنی عائلی مسئولیات سے وقت بچا بچا کر عربی کتاب کی ترتیب، اس اردو ترجمہ کے مقابلہ اور مصادر و مراجع کی چھان بین میں راقم کے ساتھ تعاون فرمایا۔ اسی طرح مکرمی جناب شیخ مختار احمد مدنی صاحب، حفظہ اللہ، بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے کتاب کے عین آخری مراحل میں پورے مسودہ کو نہایت عرق ریزی کے ساتھ پڑھا اور بیحد مفید مشوروں سے نوازا، **فجزاهم الله أحسن الجزاء**۔

قبل از اختتام تمام قارئین سے مؤدبانہ التماس بلکہ تاکید اور وصیت ہے کہ کتاب ہٰذا میں جادو



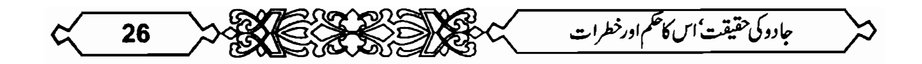
سے تحفظ اور علاج کے ضمن میں جو مسنون ومشروع چیزیں پیش کی گئی ہیں انہیں پیشہ کے طور پر قطعاً استعمال نہ کریں اور جو غیر مسنون یا باطل چیزیں اور خرافات تنبیہ وحذر کے لئے نقل کی گئی ہیں ان سے مکمل طور پر اجتناب کریں کیونکہ انہیں دلیل بنانا یا آزمائش وتجربہ کے طور پر ان پر عمل کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

اپنی گزارش کے اختتام پر دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عرب دنیا کی طرح اردو داں حلقہ میں بھی قبولِ عام عطا فرمائے، عامۃ المسلمین کے لئے رُشد وہدایت، نیز سحر وساحر کے شر سے مکمل تحفظ وامان کا ذریعہ اور مؤلف، ناشرین نیز جملہ معاونین کے لئے توشۂ آخرت بنائے،

اللھـــم آمـــین۔

غازی عزیر

جادو کی حقیقت
اس کا حکم اور خطرات



جادو اور اس کی حقیقت

سحر انسان کے لئے ایک ناگہانی آفت و مصیبت سے کسی طرح کم نہیں ہوتا۔ یہ بیشتر انسان کی قوتِ متخیلہ پر اثر انداز ہوتا ہے، جس کے بگڑ جانے کی وجہ سے انسان کا اندرونی نظام مختل ہو جاتا ہے اور یہی ساحر کا اصل مقصد بھی ہوتا ہے کہ وہ مسحور کے تمام نظامِ عصبی کو مختل کر کے چھوڑے۔ ساحر جو مخصوص کلماتِ سحر پڑھتا ہے وہ اپنی شدت وجودت نیز غیر طبعی اور غیر تدریجی قوت کے اعتبار سے مسحور کی روح و جسم دونوں میں طوفان و ہیجان برپا کر دیتے ہیں لیکن اس بارے میں یقینی طور پر کچھ کہنا محال ہے کہ ساحر کے منہ سے نکلے ہوئے بعض کلمات بلا واسطہ مسحور کے جسم پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں؟ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ چونکہ ساحروں، جنوں اور شیاطین کی جبلت میں فسادِ نظم کا مادہ پایا جاتا ہے لٰہذا جب مسحور کی تدبیرِ جسم ان کے تابع ہو جاتی ہے تو اس کی فکر و عقل، قلب واحساس اور نظر اس کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔ پھر حسب اختیارِ الٰہی ساحر اس کے قوائے جسمانی کو اپنی منشا کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ نتیجہ کے طور پر اس کے قویٰ بھی ساحر کی مرضی کے مطابق عمل شروع کر دیتے ہیں۔ مثلاً امراض یا تکالیف یا خبط یا جنون وغیرہ کا لاحق ہو جانا، حتیٰ کہ مسحور خود کو چاروں سمتوں، چاروں مادوں اور چاروں خلطوں سے جکڑا ہوا محسوس کرنے لگتا ہے۔

''شاہکار اسلامی انسائکلو پیڈیا'' کے مرتب جناب قاسم محمود صاحب لکھتے ہیں: ''جادو کے متعلق یہ بات سمجھنی چاہیئے کہ اس میں دوسرے شخص پر اثر ڈالنے کے لئے شیاطین یا ارواحِ خبیثہ یا ستاروں کی مدد مانگی جاتی ہے...... جادو دراصل ایک نفسیاتی اثر ہے جو نفس سے گزر کر جسم کو بھی اسی طرح متاثر کر سکتا ہے جس طرح جسمانی اثرات جسم سے گزر کر نفس کو متاثر کرتے ہیں، مثلاً خوف ایک نفسیاتی چیز ہے مگر اس کا اثر جسم پر یہ ہوتا ہے کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بدن میں

کپکپاہٹ سی ہو جاتی ہے۔ دراصل جادو سے حقیقت تبدیل نہیں ہوتی، مگر انسان کا نفس اور اس کے حواس اس سے متاثر ہو کر یہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ حقیقت تبدیل ہوگئی ہے۔''[1]

سحر کی تعریف:۔ مشہور انگلش ڈکشنری ''کیسِل'' میں جادو کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے: ''واقعات پر اثر انداز ہونے یا ان کو قابو میں کرنے کے لئے مافوق الفطرت قوتوں کو استعمال کرنے کے مزعومہ فن کا نام جادو ہے۔''[2]

جب کہ انسائکلو پیڈیا برٹینیکا میں جادو کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے: ''یہ وہ مذہبی عبادت یا عمل ہے جس کے بارے میں گمان کیا جاتا ہے کہ یہ بنی آدم یا قدرتی واقعات پر عام انسانی حلقہ سے ماوراء بیرونی پُر اسرار قوتوں تک رسائی کے ذریعہ اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ بہت سے مذہبی نظاموں کا مرکز ہے، متعدد غیر نوشتہ تہذیبوں میں بھی اس کا مرکزی معاشرتی کردار رہا ہے۔''[3]

عربی لفظ ''سحر'' میں سین کو کسرہ (یعنی زیر) ہے۔ جادوگر کے بعض مخصوص کلمات یا گرہ لگانے کے عمل یا ان دواؤں یا ان چیزوں کو جن کے ذریعہ جادو کیا جاتا ہے، نیز گرہوں (گنڈوں) میں پھونکنے وغیرہ کو جادو کہا جاتا ہے، جنہیں ساحر عموماً جنوں اور شیطانوں سے سیکھتا ہے۔ جادو وہ ہے جو لوگوں کو سحر زدہ کردے۔ اس کو جادو اس لئے کہتے ہیں کہ جادوگر اسے خفیہ طریقوں سے کرتا ہے۔

امام ابنِ قدامہ المقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جادو وہ گرہ یا منتر یا کلام ہے جو پڑھا یا لکھا جاتا ہے یا کچھ دوسرے طریقوں سے عمل کیا جاتا ہے اور جو سحر زدہ شخص کے بدن یا اس کے دل یا

۱۔ اسلامی انسائکلو پیڈیا ص ۵۸۸
۲۔ کیسل کونسائس انگلش ڈکشنری ص ۸۱٤
۳۔ انسائکلو پیڈیا برٹینیکا ۶۷۱/۷

دماغ پر بلاواسطہ اثرانداز ہوتا ہے۔''(۴)

علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ وغیرہ کا قول ہے: ''سحر کا اطلاق کئی معانی پر ہوتا ہے: اوّل: جو مہربان ہونے اور بکھرنے یا ریزہ ریزہ ہونے سے عبارت ہے۔ چنانچہ اس معنی میں کہا جاتا ہے: میں نے بچہ پر جادو کردیا، یعنی اسے دھوکہ سے اپنی طرف مائل کرلیا۔ ہر وہ شخص جو کسی چیز کو مائل کرلے اسے کہا جائے گا کہ اس نے جادو کردیا۔ شعراء اس کا اطلاق جادو بھری آنکھوں (اور نگاہوں) پر بھی کرتے ہیں، کیوں کہ وہ نفوس کو مائل کرتی ہیں۔ اس کا اطلاق اطباء کے قول: جادوگرانہ مزاج پر بھی ہوتا ہے۔ اس کا یہ معنی اللہ عزوجل کے اس کلام میں بھی مذکور ہے: ﴿بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَسْحُورُونَ ﴾(۵) [بلکہ ہم لوگ ایک سحر زدہ قوم ہیں]۔ اس کا یہ معنی حدیثِ نبوی میں بھی یوں مذکور ہے: ''إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا '' [کسی کسی بیان میں جادو ہوتا ہے]، دوم: جو قریب اور حقیقی چیزوں کے تخیل (خیال بندھ جانا) وغیرہ کے وقوع سے متعلق ہے اور جسے شعبدہ بازنظر بندی اور ہاتھ کی صفائی کے ذریعہ کرتے ہیں۔ اسی طرف اللہ تعالیٰ کے ان فرامین میں اشارہ ہے: ﴿يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى ﴾(۶) [(موسیٰ علیہ السلام کو) ان کے جادو سے یہ خیال بندھا کہ ان کی لاٹھیاں اور رسیاں (سانپ بن کر) دوڑ رہی ہیں] اور ﴿سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ ﴾(۷) [لوگوں کی آنکھوں پر (نظر بندی کردی یا) جادو کردیا]۔ اسی معنی میں انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہا تھا۔ اس قسم کی شعبدہ بازی کے لئے جادوگر کسی خاص چیز کی مدد لیتے ہیں، مثلاً وہ پتھر جس میں لوہے کو اپنی طرف کھینچنے کی صفت ہوتی ہے جسے مقناطیس کہتے ہیں، وغیرہ۔ سوم: جس میں جادوگر شیاطین کے ساتھ قربت حاصل ہونے کے باعث ان کا تعاون حاصل کرتا ہے۔

٤۔ المغنی ١٥٠/٨ والكافي لا بن قدامة ١٦٤/٣

٥۔ سورة الحجر:١٥

٦۔ سورة طه:٦٦ ٧- سورة الأعراف:١١٦

اسی طرف اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اشارہ کیا گیا ہے: ﴿وَلَـٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾[8] [البتہ شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے]۔ چہارم: جادوگروں کے دعویٰ کے مطابق وہ ستاروں کو سامنے رکھ کر، اور ان کی روحانیت کے نزول سے اسے حاصل کرتے ہیں۔''[9]

سحر کا اطلاق اس چیز یا آلہ پر بھی ہوتا ہے جسے ساحر اپنی مراد اور مقصد کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اس کا اطلاق جادوگر کے عمل پر بھی ہوتا ہے۔ آلہ سحر کبھی معنوی ہوتا ہے، مثلاً گنڈوں میں منتر پڑھ کر پھونکنا، اور کبھی حسّی ہوتا ہے، مثلاً کسی سحر زدہ کی صورت پر صورت کشی کرنا، اور کبھی اس میں حسّی اور معنوی دونوں امور جمع ہوتے ہیں۔ آلہ سحر کی یہ آخری صورت انتہا کو پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ سحر کے متعلق علماء کی مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ اس میں کسی چیز کے متعلق خیال بندھ جاتا ہے یا رائے قائم ہو جاتی ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ اس قول کو شوافع میں سے امام جعفر استرباذی رحمہ اللہ نے، احناف میں سے امام ابوبکر رازی رحمہ اللہ نے اور ظاہریہ میں سے امام ابنِ حزم رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے پسند کیا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''صحیح تر بات یہ ہے کہ جادو ایک حقیقت ہے۔ جمہور ائمہ کے نزدیک یہ امر قطعی ہے۔ بیشتر علماء بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ اور کتاب اللہ اور مشہور صحیح سنت رسول بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔''[10]

امام ابنِ قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جادو کی حقیقت (مسلّم) ہے۔ چنانچہ یہ قتل اور بیمار کرتا

۸۔ سورة البقرة: ۱۰۲

۹۔ كذا في فتح الباري ۲۲۲/۱۰

۱۰۔ كذا في فتح الباري ۲۲۲/۱۰

ہے، مرد کو عورت سے دور رکھ کر اس کے ساتھ جماع سے روکتا ہے، زن و شوہر کے مابین جدائی پیدا کرتا ہے، ایک کو دوسرے سے ناراض یا غصہ ور بناتا ہے، یا دو انسانوں کے درمیان محبت پیدا کرتا ہے۔ یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے۔ لیکن ان کے بعض اصحاب اس طرف گئے ہیں کہ جادو کی کوئی حقیقت نہیں ہے، بلکہ یہ صرف تخیلِ محض (یعنی خیال کا پیدا ہو جانا) ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى﴾[11] [(موسیٰ علیہ السلام کو) ان کے جادو سے یہ خیال پیدا ہوا کہ (ان کی لاٹھیاں اور رسّیاں) دوڑ رہی ہیں]۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب کا قول ہے کہ اگر کوئی اور چیز سحر زدہ کے بدن تک پہنچتی ہو، مثلاً دھواں یا ایسی ہی کوئی چیز، تو جادو سے ایسا نتیجہ حاصل ہونا درست ہے۔ لیکن اگر اس کے بدن تک کسی چیز کے پہنچے بغیر ہی بیماری یا موت واقع ہو جائے تو ایسا ہونا درست نہیں ہے...... ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ☆ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ☆ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ☆ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾[12] [(اے محمد ﷺ!) کہہ دیجئے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ ہر اس چیز کی بدی سے جو اس نے پیدا کی، اور اندھیری رات کی تاریکی کی بدی سے جب کہ وہ چھا جائے، اور گنڈوں میں پھونکنے والے نفوس کی بدی سے بھی، (یعنی ان جادوگروں اور جادوگرنیوں کے شر سے جو اپنے جادو میں گرہیں لگاتی اور اس میں پھونکتی ہیں]۔ اگر جادو کی کوئی حقیقت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس سے پناہ طلب کرنے کا حکم کیوں دیتا؟ اللہ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتا ہے: ﴿يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ﴾ [وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور وہ چیز جو شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اتاری گئی تھی] سے ﴿يَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ﴾[13] [اس پر بھی وہ ان دونوں سے ایسی باتیں سیکھتے

۱۱۔ سورة طه:٦٦
۱۲۔ سورة الفلق: ۱۔٤
۱۳۔ سورة البقرة:۱۰۲

ہیں جس سے وہ زن وشوہر کے درمیان جدائی ڈال دیں] تک۔''(۱۴)

امام عبداللہ قتیبہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''تأویل مختلف الحدیث ''میں اس عورت کے قصہ کا تذکرہ کیا ہے جو سحر کے متعلق شرعی حکم دریافت کرنے آئی تھی۔(۱۵) اس قصہ کی تفصیل ان شاءاللہ آگے ''جادو کا ایک عجیب وغریب واقعہ'' کے زیرِ عنوان پیش کی جائے گی۔ امام عبداللہ قتیبہ رحمہ اللہ مذکورہ کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ جو کوئی سحر کے وجود پر ایمان نہیں رکھتا وہ اس چیز کا مخالف ہے جو قرآن کریم میں نازل ہوئی ہے، کیوں کہ نبی ﷺ کو اس سے پناہ طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے: ﴿مِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾ (۱۶)[(اے محمد! ﷺ کہہ دیجئے) اور گنڈوں میں پھونکنے والے نفوس کی بدی سے (صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں)] اور جادو گروں کے بارے میں اس کثرت سے احادیث مروی ہیں کہ ان تمام راویوں کا کسی جھوٹ پر متفق ہو جانا ناممکن ہے۔ اصلاً جو چیز نزاع کی جڑ ہے وہ یہ ہے کہ جادو سے قطعی طور پر انقلاب واقع ہوتا ہے یا نہیں؟ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ یہ محض تخیل (خیال کا بندھ جانا) ہے تو انہوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ مگر جو اس بات کے قائل ہیں کہ اس کی اپنی ایک حقیقت ہے تو ان کے درمیان بھی اس بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ کیا اس میں فقط یہ تأثیر ہے کہ مزاج میں تبدیلی پیدا کر دے؟ اس طرح تو یہ بیماریوں میں سے ایک قسم کی بیماری ہوئی، یا اس میں یہ تأثیر بھی ہے کہ کسی چیز کی حقیقت کو بدل دے، مثلاً جماد کو حیوان، یا اس کے برعکس حیوان کو جماد بنا دے؟ جس چیز پر جمہور علماء کا اتفاق ہے وہ پہلی رائے ہے۔ لیکن علماء کی ایک چھوٹی سی جماعت دوسری رائے کی طرف بھی گئی ہے۔

١٤۔ المغنى ١٥٠/٨۔١٥١ والكافى لا بن قدامة ١٦٤/٣

١٥۔ أخرجه الحاكم وغيره عن عائشة رضى الله عنها

١٦۔ سورة الفلق:٤

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے امام خطابی رحمہ اللہ سے نقل فرمایا ہے: ''ایک جماعت نے جادو کا مطلقاً انکار کیا ہے۔ وہ جادو کے صرف تخیلِ محض ہونے کے قائلین کی طرح ہی ہیں، ورنہ یہ تو مکابرہ یعنی کٹ حجتی ہوئی۔''(١٧)

علامہ اسماعیل التیمی الأصبہانی نے اپنی کتاب ''الحجة'' میں ایک مستقل فصل ''في بيان أن السحر له حقيقة وليس بتخيل'' [اس بیان میں کہ سحر کی ایک حقیقت ہے، یہ محض تخیل نہیں ہے] کے عنوان سے قائم کی ہے، اور اس میں منکرینِ سحر، مثلاً معتزلہ وغیرہ، کی زبردست تردید فرمائی ہے۔(١٨)

علامہ محمد بن اُبی العز الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سحر کی حقیقت اور اس کی اقسام کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، لیکن اکثر علماء کا قول ہے کہ جادو مسحور تک بظاہر کسی چیز کے پہنچے بغیر ہی اس کی موت یا مرض کی تأثیر رکھتا ہے، مگر بعض کا دعویٰ ہے کہ یہ خیالِ محض ہے۔''(١٩)

علامہ مازری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جمہور علماء جادو کی حقیقت کے اثبات کے قائل ہیں۔ ان میں سے بعض نے اس کی حقیقت کا انکار بھی کیا ہے اور اسے باطل خیالات سے عبارت بتایا ہے لیکن سحر کے اثبات میں منقول روایات کے وارد ہونے کی وجہ سے یہ رائے قابلِ رد ہے۔''(٢٠)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جادو کی تأثیر اس سے زیادہ نہیں ہے کہ جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اس

١٧۔ فتح الباری ٢٢٢/١٠

١٨۔ كتاب الحجة ٤٨١/١ ونقله عنه د/محمد الخميس فی كتابه اعتقاد أهل السنة ص ١٥٦

١٩۔ شرح العقيدة الطحاوية ص ٥١٩

٢٠۔ المعلم بفوائد مسلم للمازری ٩٣/٣۔٢٩٤ ونيل الأوطار للشوكانی ٧٦٢/٤ وفتح الباری ٢٢٢/١٠

آیت میں فرمایا ہے: ﴿يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ﴾[21] [جس سے وہ زن وشوہر کے درمیان جدائی ڈال سکیں] لیکن چونکہ یہ ڈرانے (تہویل) کا مقام ہے، لہٰذا اگر اس سے زیادہ واقع ہوتا تو اس کا تذکرہ بھی ضرور کیا جاتا۔

علامہ مازری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عقلی طور پر یہ بات صحیح ہے کہ اس سے زیادہ واقع ہونا درست اور ممکن ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ مذکورہ بالا آیت اس سے زیادہ اثر انداز ہونے کی ممانعت کی دلیل نہیں ہے، اگر چہ ہم یہ کہیں کہ یہ آیت بظاہر اسی مفہوم پر محمول ہے۔ امام الحرمین رحمہ اللہ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ سحر کا ظہور صرف فاسق سے ہی ہوتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے ''زیادات الروضة'' میں علامہ متولی رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔ چنانچہ اگر کسی سے خلافِ عادت کوئی چیز صادر ہوتی ہو تو اس کے حال کے اعتبار سے ہی اس پر حکم لگانا چاہیئے۔ پس اگر وہ شخص شریعت کا پابند ہو اور ہلاکت خیز چیزوں سے پرہیز کرتا ہو، پھر اس کے ہاتھ سے کوئی خلافِ عادت بات واقع ہو جائے تو یہ کرامت ہے، ورنہ نری جادوگری ہے۔ کیوں کہ خلافِ عادت کاموں کی قسموں میں سے ایک قسم صرف شیاطین کی مدد سے ہی پروان چڑھتی ہے۔''[22]

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حق بات یہ ہے کہ جادو کی بعض قسموں کا اثر دل پر ہوتا ہے، مثلاً محبت اور نفرت یا بھلی اور بری چیز کا سامنا ہونا، جسموں میں درد یا بیماری کا لاحق ہونا۔ جس چیز کا انکار کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جادوگر کے جادو سے کسی جماد کا حیوان یا حیوان کا جماد وغیرہ بن جانا''۔[23]

اور شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بلاشک جادو ایک حقیقت ہے اور حقیقتاً یہ

۲۱۔ سورۃ البقرۃ:۱۰۲
۲۲۔ کذا فی فتح الباری
۲۳۔ فتح الباری ۱۰/۲۲۲۔۲۲۳ ملخصاً

مؤثر بھی ہے لیکن کسی چیز کی ہیئت بدل جانا یا ساکن کا حرکت میں آ جانا یا متحرک کا ساکن ہو جانا، یہ صرف خیالی باتیں ہیں' ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔'' چنانچہ جہاں تک چیزوں کی تبدیلی یا ساکن کے حرکت میں آنے یا متحرک کے سکون میں آنے کے اعتبار سے جادو کی تأثیر کا تعلق ہے تو اس بارے میں جادو قطعاً غیر مؤثر ہے لیکن جادوگر جادو کے ذریعہ سحر زدہ شخص پر اس طرح اثر انداز ہوتا ہے کہ اسے ساکن چیز متحرک اور متحرک ساکن نظر آنے لگتی ہے۔ جادو کا یہ اثر بہت زیادہ عام ہے اور صرف یہی اس کی حقیقت ہے لہٰذا جادو سحر زدہ کے جسم، عقل اور حواس پر اثر انداز ہوتا ہے اور کبھی کبھی تو اسے ہلاک بھی کر دیتا ہے۔''(۲۴)

۲٤ ۔ فقه العبادات ص ٦٩

سحر کی تاریخی حیثیت

سحر کی ابتدا کب، کس دور میں اور کس جگہ سے ہوئی اس بارے میں وثوق کے ساتھ کچھ کہنا بہت دشوار ہے۔ جادو قدیم زمانوں سے آج تک ہر دور میں ہر جگہ نظر آتا ہے، حتیٰ کہ آسٹریلیا کے قبائلی لوگوں (Aborigines)، امریکہ کے قدیم باشندوں (Red Indians)، وسطی افریقہ کے قبائلیوں (Azande & Cewa)، قدیم مصریوں، یونانیوں، رومیوں، بابل ونینوا کے باشندوں، کلاہاری سانیوں، مالدیپ، انڈمانی اور نکوباری جزائریوں، فرانسیسی، نیز جرمنی، اٹلی، ہندوستان، پاکستان، نیپال، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملیشیا، سری لنکا، چین، برما اور جاپان وغیرہ کے باشندوں میں زمانہ قدیم سے آج تک سحر کسی نہ کسی شکل میں ضرور موجود رہا ہے۔

اسلامی انسائکلو پیڈیا کے مرتب جناب قاسم محمود صاحب لکھتے ہیں:

''یہ علم (جادو) ہر زمانہ میں ہر قوم کے افراد کے عقیدہ میں داخل رہا ہے، اور مختلف اشخاص ہر جگہ اس کا دعویٰ کرتے چلے آئے ہیں۔ قدیم مصر کے پجاری اس دعویٰ پر اپنی عبادت اور مذہب کی بنیاد رکھتے تھے۔ قدیم مصری، بابلی، ویدک اور دیگر روایتوں میں دیوتاؤں کی طاقت کا ذریعہ بھی جادو ہی کو خیال کیا جاتا تھا۔ یورپ میں باوجود عیسائیت کی اشاعت کے جادو کا رواج برابر جاری رہا، اور افریقہ میں اب تک ایسے ڈاکٹر موجود ہیں جو جادو کے علاج کا صرف دعویٰ ہی نہیں کرتے بلکہ ان کے دعووں کو حبشی لوگ عملاً تسلیم کرتے اور ان سے خائف رہتے ہیں۔''[۲۵]

اور انسائکلو پیڈیا برٹینیکا میں ہے:

۲۵۔ اسلامی انسائکلو پیڈیا ص ۵۸۸

''جملہ معروف مذہبی نظاموں کے تاریخی ارتقا کے تمام مدارج میں جادو کسی نہ کسی شکل میں ان مذاہب کا ایک حصہ نظر آتا ہے، اگر چہ اس کو دی جانے والی اہمیت کا مرتبہ بے حد متفاوت ہے۔ قابلِ اعتماد ریکارڈ کی عدم موجودگی کے باعث تدوینِ تاریخ سے قبل کے ادوار میں سحر کے متعلق معلومات بہت محدود بلکہ ناپید ہیں۔ دنیا کے ہر حصہ کے غاروں میں پائی جانے والی بیشتر تصاویر (پینٹنگز) یا پتھروں پر تراشیدہ یا کندہ تصاویر اور مجسموں کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ان میں سحر کی تصویر کشی کی گئی ہے لیکن یہ دعویٰ محض اٹکل اور قیاس آرائی سے عبارت ہے۔ سحر کے مظہر کے متعلق زیادہ قابلِ بھروسہ اطلاعات قدیم مشرقِ وسطیٰ، یونانی و رومی (Greco-Roman)، نصرانی یورپ (Christian Europe) اور ان کی ہم عصر قبل از نوشتہ تہذیبوں (Preliterate Societies) کے بارے میں موجود ہیں۔ مصر اور بابل ونینوا (Mesopotamia، جس کا عہد تقریباً ۲۲۰۰ قبل مسیح بتایا جاتا ہے) کے متعلق بہت سا تحریری مواد ریکارڈ میں موجود ہے جو دیکھنے میں جادوئی منتر، جادوئی ضوابط اور ترکیبات پر مشتمل محسوس ہوتا ہے۔

صحیح معنی میں جادوئی منتر اور جادوئی ضوابط و ترکیبات کی بہت سی مثالیں مصر اور بابل ونینوا کی تہذیبوں سے ریکارڈ کی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر جادوگروں اور شعبدہ بازوں کو دور بھگانے کا منتر، دیوتاؤں، آگ، نمک اور غلہ کو مخاطب کرنے کا منتر اور مُردوں کی روحوں کو بلانے کا وظیفہ، جسے ساحر وردِ زبان کرتے ہیں مصر اور بابل ونینوا کی تہذیبوں سے ریکارڈ کیا گیا ہے۔ اس بارے میں پیپرس (Papyrus) کے اوراق پر درج اول تا چہارم صدی عیسوی کے دور کی یونانی و مصری (Greco-Egyptian) تہذیبوں کے منتر ابتدائی دور سے حاصل شدہ معلومات کی بہترین مثالیں ہیں۔ ان میں جادوئی نسخے بھی ہیں جن میں جانوروں اور ان کے اعضاء، مذہبی رسومات نیز تزکیہ سے متعلق ہدایات ہیں جو کہ جادو کی تاثیر کو یقینی بنانے کے لئے ضروری ہیں۔ جب کہ قدیم رومی تہذیب میں زیادہ اہمیت شعبدہ بازی اور شعبدہ بازی کی ضد (توڑ) کو دی گئی ہے۔ یہ منتر

دشمنوں کو مقابلہ میں شکست دینے، ان پر فتح حاصل کرنے اور عشق یا تجارت یا کھیل یا تقریری مقابلوں میں کامیابی کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔

یورپ کے عہدِ وسطیٰ اور بعد کے زمانوں میں سحر کی موجودگی کے متعلق تحریری ریکارڈ کا ایک بڑا انبار موجود ہے۔ یورپ کے جادو کی تاریخ کے تین اہم پہلو ہیں، جن میں سے بیشتر کو غیر مناسب طریقہ پر نامعقول اور ناکافی تفصیلات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کا پہلا پہلو یہ ہے کہ قدیم دنیا کے خاتمہ کے بعد سے دورِ حاضر تک سحر قومی سطح پر روزمرہ کے تعلقات میں موجود رہا ہے۔ یہ عقیدہ عام طور پر معاشرہ کے نچلے طبقہ کے گنواروں میں پایا جاتا تھا مگر اس کے بارے میں ریکارڈ ناکافی ہے۔ مگر چودھویں صدی عیسوی اور اس کے بعد اٹلی اور اسپین کے متمول اور شہری لوگوں میں بھی سحر کا وجود ملتا ہے۔ اس کا دوسرا پہلو جو زیادہ بہتر طریقہ پر معلوم لیکن اکثر غلط فہمی کا باعث ہوتا ہے اور کنیسا (Church) کی طرف سے بیان کیا گیا ہے، کہ جادو ایک نئی ایجاد یا بدعت (Heresy) ہے جس سے شیطانوں اور بد روحوں کے ساتھ تعلق قائم کیا جاتا ہے۔ پادری آگسٹائین (St. Augustine) اور کنیسا کے دوسرے قدیم مصنفین نے سحر کو کفر (Paganism) کی علامت اور تعلیم و تبدیلی مذہب کے ذریعہ اسے مٹا دینے کے لائق قرار دیا ہے۔ یہ یورپی جادوگر مادّی اشیاء، مرکبات، منتر اور زہر کا استعمال بھی کیا کرتے تھے۔ منتر ابلیسانہ انجام کے لئے زیادہ تر مقدس دعاؤں کو الٹ پلٹ کر کے بنائے جاتے تھے۔ یورپی جادو کا یہ پہلو خود ساختہ شیطانیت کے لئے قریبی دور تک قائم رہا۔ اس کا تیسرا پہلو خوش آئند اور اچھے مقاصد کے لئے ”سفید جادو“ سے تعبیر کیا جاتا رہا ہے اور صومعوں کے راہبوں کی سنت (Hermetic Traditions) کے طور پر استعمال ہوتا رہا ہے۔

غیر نوشتہ معاشروں (Non-Literate Societies) میں سحر کے وجود سے متعلق زیادہ

تر معلومات علم الانسان (Anthropology) کی ان تفصیلات سے مأ خوذ ہیں جو غیر یورپی دنیا سے متعلق ہیں اور آج بھی وہ جادو میں یقین رکھتے ہیں۔ سحر کا یہ تفصیلی بیان زیادہ تر جزائر بحرالکاہل اور افریقہ کے معاشروں کی حکایات پر مشتمل ہے۔ متعدد مسلم معاشروں میں بھی قبل از اسلام کے بعض عقائد ہنوز باقی رہنے کے باعث سحر کا وجود منقول ہے، بالخصوص ملیشیا اور انڈونیشیا وغیرہ میں۔''(۲۶)

آگے چل کر بعض جن دوسری قوموں میں جادو کے وجود کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ بالاختصار یہ ہیں: آسٹریلیا کے Aborigines(۲۷)، وسطی افریقہ کے Azande، کلاہاری San، انڈمان کے جزائری، جاپانی(۲۸)، مشرقی وسطی افریقہ کے Cewa، جنوب مغربی امریکہ کے Navajo، ہمالیہ کی ترائی کے باشندے، بحرالکاہل کے جزائری(۲۹) اور جرمنی، بابلی ونینوائی، قدیم مصری، کنعانی، یونانی اور رومی وغیرہ(۳۰) کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے جسے بنظرِ اختصار یہاں پیش نہیں کیا جار ہا ہے۔

۲۶۔ انسائکلوپیڈیا برٹینیکا ۸۸/۲۵۔۸۹ ملخصاً

۲۷۔ انسائکلوپیڈیا برٹینیکا ۹۱/۲۵

۲۸۔ انسائکلوپیڈیا برٹینیکا ۹۲/۲۵

۲۹۔ انسائکلوپیڈیا برٹینیکا ۹۳/۲۵

۳۰۔ انسائکلوپیڈیا برٹینیکا ۹٤/۲۵



برِ صغیر میں سحر کی ترویج واشاعت

اس بارے میں جناب محمد طاہر صاحب لکھتے ہیں: ''یہ بات مشہور ہے کہ سحر کی ابتدا ارضِ ایران سے ہوئی ہے، اور وہیں سے یہ علم برصغیر اور بلادِ عرب میں پھیلا ہے۔ قدیم ایران میں ایک قوم ''مگ'' تھی جو زرتشت کے پیرو تھے۔ سنسکرت میں جادو کو ''مای گگ''، یعنی ''مگوں کا علم'' کہتے ہیں۔ انگریزی میں لفظ میجک اسی سے ماخوذ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایران سے جب یہ ''مگ'' قوم ہندوستان آئی تو جادو کا علم بھی اپنے ساتھ لائی، پھر ان سے ہندوستان کے باشندوں نے اسے سیکھنا شروع کر دیا، جس سے وہ لوگوں کو کرشمہ دکھا کر مفتون ومسحور کیا کرتے تھے۔ زمانہ قدیم سے باشندگانِ ہندوپاک میں سے ہنود کے نزدیک سحر کو ایک خاص اہمیت اور شہرت حاصل رہی ہے۔ آج بھی وہی لوگ اس سے زیادہ شغف رکھتے ہیں بلکہ بعض لوگ تو اسے ہندو مذہب کا ایک اہم جز بھی قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک چار یوگوں میں سے ''ہٹ یوگ'' سحر کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جبر، ہٹ، ضد اور زبردستی خالقِ کائنات تک پہنچنا۔''(۳۱)

مذکورہ بالا لفظ ''ماگی'' (Magi) کی تحقیق میں انسائکلو پیڈیا برٹینیکا میں مذکور ہے: ''لفظ ماگی Magus کی جمع ہے۔ یہ ایک ایرانی قبیلہ تھا جو مذہبی رسومات (اور پوجا وغیرہ) کے لئے مختص تھا۔ اسی سے لاطینی نژاد لفظ Magoi ہے اور اس کی اصل بھی ایرانی ہے۔ اسی سے لفظ Magic بھی نکلا ہے۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ ماگی قبیلہ ابتدا ہی سے زرتشت (Zoroaster) کے پیروکار اور مبلغ تھے یا نہیں؟ ماگی Seleucid، پارسی اور ساسانی ادوار میں ایک مذہبی طبقہ

۳۱۔ جادو کی حقیقت اور اس کا قرآنی علاج ص ۱۲۱۔۱۳۲ مخلصاً

کے طور پر جانا جاتا تھا۔ زرتشتی مذہبی کتاب ''اَوِستا'' (Avesta) کا آخری حصہ شاید اسی سے مأخوذ ہے۔ پہلی صدی عیسوی کے بعد سے یہ لفظ بالخصوص بابل کے جادوگروں اور پیشین گوئی کرنے والوں کے لئے شامی لہجہ میں Magusai کے طور پر استعمال ہوتا رہا ہے۔''(۳۲)

اسی طرح مشہور انگلش ڈکشنری ''کیسِل'' میں ہے: ''Medes اور ایرانی جادوگر یا ان کے پجاریوں کی ایک قوم کا رکن میگس کہلاتا تھا۔''(۳۳)

۳۲۔ انسائکلوپیڈیا برٹینیکا ۶۹۱/۷

۳۳۔ کیسل کونسائس انگلش ڈکشنری ص ۸۱۵

جادو کے اجزائے ترکیبی

جادو ایک کسبی علم ہے جو بغیر شدید ریاضت کے حاصل نہیں ہوتا، اگرچہ بعض لوگ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ جادو وراثت میں نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا ہے، اسے سیکھا نہیں جا سکتا لیکن اس بارے میں صحیح تربات یہ ہے کہ اسے کسی پختہ کار جادوگر کی شاگردی اختیار کر کے سیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے بعض اصول وضوابط، اجزائے ترکیبی اور شروط ہیں جنہیں پورا کئے بغیر کسی جادوگر میں ملکہ پیدا ہونا ناممکن ہے۔

جادو کے اجزائے ترکیبی کے متعلق انسائکلو پیڈیا برٹینیکا میں مذکور ہے: ''یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جادو کے تین اہم اجزاء ہوتے ہیں: منتر یا اوراد، بعض رسوم اور عامل کے لئے ان رسوم کی شرائط۔ ان منتروں کی بہترین مثالیں ابتدائی دور میں پیپرس کے بنے ہوئے اوراق پر ضبط قلم میں آئی ہیں جو اول تا چہارم صدی عیسوی کے مصری اور یونانی عہد سے متعلق ہیں۔ ان میں سحر کے نسخے ہیں جن میں جانور یا ان کے اعضاء، اوراد پڑھنے اور ان منتروں کو مؤثر بنانے کی ہدایات شامل ہیں۔ ان منتروں میں بعض اشخاص، جن کو نفع یا نقصان پہنچانا مقصود ہو، ان کے ذاتی نام بھی لئے جاتے ہیں۔ بہت سے معاشروں میں ان منتروں کے ساتھ مادی اشیاء اور ادویات بھی استعمال کی جاتی ہیں۔''(۳۴)

جناب محمد طاہر صاحب نے ہندوؤں کے نزدیک جادو سیکھنے کے لئے مطلوبہ ریاضت کے آٹھ مراحل بیان کئے ہیں۔ ان مراحل کو اصول یا سِدھیاں کہا جاتا ہے۔ ہندوؤں کی مقدس کتاب ''اِسکنڈ پُران'' کی رو سے آٹھ سِدھیاں اس طرح ہیں: ''ا۔ یَم (انسدادِ پراگندگی خاطر اور ترکیز قلب)

۳۴۔انسائکلوپیڈیا برٹینیکا ۸۹/۲۵،۶۷۲/۷

۲۔ نیَم (افعالِ جسمانی کی تنظیم اور ضبطِ اوقات)، ۳۔ آسَن (ضوابط نشست و برخواست)، ۴۔ نپرانایام (حبسِ دم)، ۵۔ پرتیاہار (ظہورِ خوارقِ عادت افعال)، ٦۔ دھیان (معرفتِ کمال کے لئے حواسِ خمسہ کو دنیا سے بے خبر بنا لینا)، ۷۔ دھارنا (دل سے مالک کی لَو لگانا اور حواسِ خمسہ کا تعلق)، ۸۔ سمادھی (فنا میں کمال)۔ سحر کے ان آٹھوں اصولوں کے اہتمام سے انسان کے اندر کمالِ انانیت پیدا ہو جاتی ہے، اور وہ جِنّات و شیاطین کی مدد سے خود کو عالم میں دخیل و متصرف سمجھنے لگتا ہے۔"(۳۵)

۳۵۔ جادو کی حقیقت اور اس کا قرآنی علاج ص ۱۲۱۔۱۳۲ مخلصاً

جادو کے متعلق بعض سائنسی اور غیر سائنسی نظریات

انسائکلو پیڈیا برٹینیکا میں ہے: ''سحر کے بارے میں لٹریچر کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ یہودی اور عیسائی علماء (Judiac-Christian Scholars) نے اس کا ابتدائی مطالعہ کیا تھا، جو اپنے عقائد سے جادو کے تعلق کے بارے میں متفکر تھے۔ یہ دونوں اسے کفر و لادینیت کی نشانی اور بدعت قرار دیتے تھے۔ انیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں ماہرینِ علم الانسان اس میدان میں اس مقصد سے اترے کہ جادو اور دنیاوی مذاہب کے ارتقا میں اس کے حصہ کی تحلیل کر سکیں۔ (انہوں نے اس میدان میں بہت کچھ کام کیا بھی لیکن ان میں سے بیشتر مفکرین کے نظریات ایک دوسرے سے مختلف بلکہ متضاد نظر آتے ہیں، جیسا کہ انسائکلو پیڈیا برٹینیکا کے صفحات پر درج ہے)۔

جہاں تک سائنس زدہ عقل کا تعلق ہے تو ان کے لئے یہ بات ایک معمہ بنی ہوئی ہے کہ لوگ اب تک سحر پر کیوں کر یقین رکھتے ہیں، جب کہ یہ واضح طور پر معلوم ہے کہ جادوئی منتر اور مطلوبہ مقاصد کے مابین تجرباتی طور پر (یعنی Empirically) ''اسباب و انجام'' (Cause-Effect) کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

صدیاں گزر جانے کے ساتھ ساتھ تہذیبی، معاشرتی، اقتصادی اور تکنیکی ترقیات نے جدید غیر مذہبی نظریہ کو جنم دیا ہے، جس میں جادو کے عقیدہ کی کوئی جگہ نہیں ہے بلکہ اس نظریہ کی رو سے جادو محض ایک وہم یا فرضی خیال ہے۔[٣٦]

٣٦۔ انسائکلوپیڈیا برٹینیکا ٢٥/٩٠،٩٥ مخلصاً



جادو کا انکار خلافِ واقعہ ہے

چونکہ یہ سفلی اعمال جن اور شیاطین انجام دیتے ہیں، اور ان کا وجود محقق ہے، اس لئے جادو یا جادوئی واقعات کا انکار کسی ذی شعور سے ممکن نہیں ہے۔ اممِ سابقہ اور عہدِ نبوی میں متعدد ایسے خارق العادات واقعات رونما ہوئے ہیں، بعد کے ادوار میں بھی ہوتے رہے اور آج بھی ہو رہے ہیں۔ یہ واقعات اس قدر تواتر کے ساتھ پیش آئے ہیں کہ ان کا انکار تو کجا، ان کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھنے کی بھی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔

امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''پس جو شخص جنوں، شیطانوں اور جادو کا انکار کرے اور جنوں کے انسانوں کے بدنوں میں داخل ہونے اور قسموں یا منتروں کے ذریعہ انہیں بلانے اور حاضر کرنے کا انکار کرے تو اس نے ایسی بات کو جھٹلایا جس کا اسے علم نہیں ہے۔''(۳۷)

۳۷۔ مجموع الفتاوی ۲۸۰/۲۴

جادو کا ایک عجیب وغریب واقعہ

امام حاکم رحمہ اللہ نے ''المستدرک علی الصحیحین'' میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے، فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ کی وفات کے تھوڑے عرصے بعد دومۃ الجندل کے باشندوں میں سے ایک عورت میرے پاس آئی۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے مل کر جادو سے متعلق کسی چیز کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتی تھی، جس سے وہ لاعلم تھی۔ فرماتی ہیں: جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں پایا تو میں نے اسے اس قدر روتے ہوئے دیکھا کہ اس کے رونے کی شدت سے مجھے اس پر ترس آ گیا۔ وہ کہہ رہی تھی: مجھے ڈر ہے کہ میں ہلاکت میں جا پڑی ہوں۔ میں نے اس سے پورا قصہ دریافت کیا تو اس نے مجھے بتایا: میرا شوہر مجھ سے دور چلا گیا تھا۔ پھر ایک بوڑھی عورت میرے پاس آئی تو میں نے اس سے اپنے حال کا شکوہ کیا۔ اس نے کہا کہ: اگر تو وہ سب کرے جس کا میں تجھے حکم دوں تو تیرا خاوند تیرے پاس لوٹ آئے گا۔ میں نے کہا کہ میں کروں گی۔ جب رات ہوئی تو وہ میرے پاس دو سیاہ کتوں کو لے کر آئی۔ ان کتوں میں سے ایک پر وہ خود سوار ہوگئی اور دوسرے پر میں سوار ہوئی۔ ان کی رفتار زیادہ تیز نہ تھی۔ (ہم چلتے رہے) حتیٰ کہ شہر بابل پہنچ کر رکے۔ وہاں دو آدمی اپنے پیروں سے ہوا میں لٹکے ہوئے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ تجھے کیا ضرورت ہے؟ اور کیا ارادہ لے کر آئی ہے؟ میں نے جواب دیا: جادو سیکھنا چاہتی ہوں۔ انہوں نے کہا: بیشک ہم آزمائش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر اور واپس لوٹ جا۔ میں نے انکار کیا اور کہا کہ: میں نہیں لوٹوں گی۔ انہوں نے کہا: تو اس تندور میں جا کر پیشاب کر۔ میں وہاں تک گئی تو کانپ اٹھی (میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے)۔ میں خوفزدہ ہوگئی اور پیشاب نہ کر سکی۔ اور یوں ہی ان دونوں کے پاس لوٹ آئی۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: کیا تو نے پیشاب کیا؟ میں نے جواب

دیا: ہاں ۔انہوں نے پوچھا: کیا تو نے کوئی چیز دیکھی؟ میں نے جواب دیا: میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا: تو نے پیشاب نہیں کیا، تو نے پیشاب نہیں کیا۔اپنے وطن لوٹ جا اور کفر نہ کر۔ میں نے انکار کیا۔ چنانچہ انہوں نے پھر کہا کہ: اس تندور تک جا اور اس میں پیشاب کر۔ میں وہاں تک گئی ۔ پھر مجھ پر کپکپاہٹ طاری ہوگئی اور میں ڈر گئی۔ پھر میں ان کے پاس لوٹ گئی۔ انہوں نے مجھ سے پھر پوچھا تو نے کیا دیکھا؟ یہاں تک کہ اس نے بتایا کہ میں تیسری مرتبہ گئی اور تندور میں پیشاب کر دیا۔ پس میں نے دیکھا کہ میرے اندر سے لوہے کے گلو بند والا ایک گھوڑ سوار نکلا اور آسمان کی طرف چلا گیا۔تب میں ان کے پاس آئی اور انہیں اس بات کی خبر دی۔ انہوں نے کہا: تو نے سچ کہا۔ یہ تیرا ایمان تھا جو تیرے اندر سے نکل چکا ہے، اب تو لوٹ جا۔ پس میں نے اس عورت سے کہا: اللہ کی قسم میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتی ۔اور کیا انہوں نے اس کے علاوہ بھی تجھے کچھ بتایا ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں، ضرور بتایا ہے۔ آپ جو چاہیں گی وہ ہو جائے گا۔ یہ گیہوں کے دانے لیجئے اور ان کو زمین میں بو دیجئے ۔ چنانچہ میں نے وہ دانے لے لئے ۔اس نے کہا: نکل آ، تو پودے نکل آئے ۔ پھر اس نے کہا: فصل کٹ جا، تو فصل کٹ گئی۔ پھر اس نے کہا: پس کر آٹا بن جا، تو آٹا بن گیا۔ پھر اس نے کہا روٹی پک جا، تو روٹی پک کر تیار ہوگئی۔ جب اس نے دیکھا کہ میں پھر بھی کچھ نہیں بولتی تو وہ میرے سامنے شرمندگی سے گر پڑی اور کہنے لگی: اے اُم المؤمنین میں نے اس کے علاوہ کبھی کچھ نہیں کیا۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بارے میں دریافت کیا لیکن انہیں بھی اس بارے میں معلوم نہیں تھا کہ وہ کیا کہیں ۔جس چیز کا علم نہ ہو اُس بارے میں فتویٰ دینے سے وہ لوگ ڈرتے تھے۔انہوں نے صرف اتنا ہی کہا: اگر آپ کے والدین یا اُن میں سے کوئی بھی بقید حیات ہوتے تو وہ آپ کے لئے کافی ہوتے۔"

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔[۳۸] اس قصہ کا تذکرہ امام قتیبہ رحمہ اللہ نے ''تأویل الحدیث''[۳۹] میں اور امام ابنِ قدامہ المقدسی رحمہ اللہ نے ''المغنی''[۴۰] میں باختصار کیا ہے، لیکن میں کہتا ہوں کہ اس روایت کی صحت محلِ نظر ہے، واللہ أعلم بالصواب۔

۳۸۔ ولكن هذه القصة فى صحتها نظر، لأن فى سندها محمد بن عبدالرحمن بن أبى الزناد، ضعفه ابن معين، ووثقه ابن سعيد، وأطنب فى ذكره، وقيل: لم يحدث عنه سوى الواقدى، وذكره ابن عدى مختصرًا، كذا فى ميزان الاعتدال ۳/ ٦٣٥

۳۹۔ تأويل الحديث، كذا فى حقيقة الجن والشياطين ص ٨٤۔٨٥

٤٠۔ المغنى ١٥٢/٨

قرآنی آیات کی روشنی میں جادو کا ثبوت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾[41] [اور اس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے شیاطین سلیمان علیہ السلام کی حکومت میں پڑھتے تھے۔ حالانکہ سلیمان علیہ السلام نے تو کفر نہ کیا تھا بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا جو لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔ اور بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر۔ پھر بھی لوگ ان سے وہ سیکھتے تھے جس سے خاوند اور بیوی میں جدائی ڈال دیں' حالانکہ وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انہیں (سراسر) نقصان پہنچائے اور (ہرگز) نفع نہ پہنچا سکے۔ اور وہ یقیناً جانتے ہیں کہ اسے مول لینے (سیکھنے) والے کا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں ہے۔ بیشک اگر وہ سمجھتے تو یہ برا بدلہ ہے جس کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا ہے]۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى﴾[42] [اور جادوگر کہیں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا]۔

٤١۔ سورة البقرة: ١٠٢ ٤٢۔ سورة طه: ٦٩

لیکن حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ اس آیت: ﴿وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''اس میں جادوگر کی فلاح (کامیابی) کی نفی کی گئی ہے۔ اس میں جادوگر کے مطلق طور پر کافر ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ اگر چہ قرآن مجید میں کامیابی کا ثبوت مؤمن کے لئے اور ناکامی کافر کے لئے کثرت سے وارد ہے لیکن اس میں فاسق اور گنہگار کے لئے کامیابی کی نفی موجود نہیں ہے۔''(۴۳)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مزید فرمایا: ﴿أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ﴾(۴۴) [پھر کیا وجہ ہے جو تم آنکھوں دیکھتے جادو میں آ جاتے ہو]۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى﴾(۴۵) [(موسیٰ علیہ السلام) کے دل میں یہ خیال گزرا کہ (جادوگروں کی رسیاں اور لاٹھیاں) ان کے جادو سے دوڑ رہی ہیں]۔

اور پھر فرمایا: ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾(۴۶) [اور گنڈوں یا گرہ (لگا کران) میں پھونکنے والے نفوس کے شر سے بھی (پناہ مانگتا ہوں)]۔

اس آیت میں ''النَّفَّاثَاتِ'' اصلاً ''مِنْ شَرِّ النُّفُوسِ النَّفَّاثَاتِ'' سے موصوف محذوف ''النُّفُوس'' کی صفت ہے، لہٰذا ''النَّفَّاثَاتِ'' کی تفسیر میں مرد اور عورت دونوں یکساں طور پر شامل ہیں، واللہ أعلم۔

امام بخاری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''النَّفَّاثَاتِ'' سے مراد وہ جادوگرنیاں

۴۳۔ فتح الباری ۱۰/۲۲۵
۴۴۔ سورۃ الأنبیاء: ۳
۴۵۔ سورۃ طٰہٰ: ٦٦
۴٦۔ سورۃ الفلق: ۴

ہیں جو جادو کرتی ہیں۔"(۴۷)

علامہ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "النَّفَّاثَاتِ" وہ جادوگرنیاں ہیں جو پھونکتی ہیں یعنی بغیر تھوک کے تھتکارتی ہیں"۔(۴۸)

اور حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾ میں "النَّفَّاثَاتِ" سے مراد جادوگرنیاں ہیں۔ یہ حسن بصری رحمہ اللہ کی تفسیر ہے اور امام طبری رحمہ اللہ نے صحیح سند کے ساتھ اس کی تخریج کی ہے۔ ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے بھی "مجاز" میں اس کا تذکرہ کیا ہے، فرماتے ہیں: "النفاثات" سے مراد وہ جادوگرنیاں ہیں جو پھونک مارتی ہیں۔ امام طبری رحمہ اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت اور ان کے علاوہ بعض دوسروں سے بھی اس کی تخریج کی ہے کہ رقیہ (جھاڑ پھونک) میں پھونکا جاتا ہے۔"(۴۹)

شیخ عبدالرحمن بن حسن آل شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یعنی وہ جادوگرنیاں جو اپنے جادو میں گرہ لگاتی اور اپنی ان گرہوں میں پھونک مارتی ہیں۔"(۵۰)

شیخ عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ان جادوگرنیوں کے شر سے کہ جو اپنے جادو میں گرہوں پر پھونک مارنے سے مدد لیتی ہیں، وہ گرہیں (گنڈے) جنہیں وہ جادو کے لئے لگاتی ہیں"۔(۵۱)

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ﴾(۵۲) [وہ لوگ "جبت" (یعنی جادوگر، ٹونے ٹوٹکے کرنے والے اور کاہن وغیرہ) اور باطل معبودوں کا اعتقاد رکھتے ہیں]۔

۴۷۔ صحیح البخاری مع الفتح ۲۲۱/۱۰
۴۸۔ شرح السنۃ ۱۸۵/۱۲
۴۹۔ فتح الباری ۲۲۵/۱۰
۵۰۔ فتح المجید ۲۳۸
۵۱۔ تیسیر الکریم الرحمن ص ۸۶۷
۵۲۔ سورۃ النساء ۵۱

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جبت'' سے مراد 'جادو' اور 'طاغوت' سے مراد 'شیطان' ہے[۵۳]۔ اس اثر کو امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔''[۵۴]

ابن عباس، ابو عالیہ، مجاہد اور حسن وغیرہم کے اقوال بھی اسی بات کی تائید کرتے ہیں۔[۵۵]

مگر عکرمہ کا قول ہے کہ حبشہ کی زبان میں 'الجبت' کے معنیٰ 'شیطان' اور 'الطاغوت' کے معنیٰ 'کاہن' کے ہیں۔[۵۶]

جابر رضی اللہ عنہ کا قول بھی یہی ہے: ''طواغیت'' سے مراد 'کاہن' ہیں کہ جن پر شیطان نازل ہوتا تھا، اور ہر قبیلہ کا اپنا ایک کاہن ہوا کرتا تھا۔''[۵۷]

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے اس اثر کو تفصیل کے ساتھ روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: ''میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ان طواغیت کے سلسلے میں پوچھا کہ جن کے پاس لوگ فیصلہ کے لئے جاتے تھے تو انھوں نے فرمایا: ایک قبیلہ جہینہ میں تھا، ایک قبیلہ اسلم میں، ایک ہلال میں' بلکہ ایک ایک کاہن ہر محلّہ (یا قبیلہ) میں ہوا کرتا تھا اور یہ وہ کاہن ہی تھے کہ جن پر شیاطین نازل ہوا کرتے تھے۔''[۵۸]

۵۳۔ علقه البخاری فی الصحیح ۲۵۱/۸، قال الحافظ فی فتح الباری ۲۵۲/۸: وإسناده قوی

۵۴۔ أخرجه الطبری (۹۷۶۶) ورجاله ثقات، شرح العقیدة الطحاویة ص ۵۶۸

۵۵۔ کذا فی فتح المجید ص ۲۲۲

۵۶۔ علقه البخاری فی الصحیح ۲۵۱/۸، قال الحافظ فی فتح الباری ۲۵۲/۸: وصله عبد بن حمید بإسناد صحیح عنہ

۵۷۔ أخرجه الطبری (۵۸٤۵)

۵۸۔ هذا الأثر رواه ابن أبی حاتم فی التفسیر کما فی الدر المنثور ۲۲/۲ وفتح المجید ص ۲۳۹

علامہ جوہری کا قول ہے: ''کلمہ ''الـجـبـت'' کا استعمال ہر صنم، کاہن اور ساحر وغیرہ پر ہوتا ہے۔''(۵۹)

شیخ عبد الرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''پھر اس طرح ان کے اندر سحر اور کہانت، غیر اللہ کی عبادت اور شیطان کی اطاعت داخل ہو گئی۔ یہ تمام چیزیں ''الـجـبـت'' اور ''الطاغوت'' میں سے ہی ہیں۔''(۶۰)

اور صاحب ''زبـــدة التفسير'' فرماتے ہیں: ''الـجـبـت'' سے مراد سحر (جادو) ہے اور ''الـطـاغوت'' سے مراد کاہن، اور اللہ کے سوا جن کی پرستش ہوتی ہو یا اللہ کے سوا وہ تمام معبود ہیں جو اللہ کی نافرمانی سے راضی یا مطاع ہوں۔''(۶۱)

سماحۃ الشیخ علامہ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ لوگ ''الـجـبـت'' یعنی جادوگر اور ''الـطـاغـوت'' یعنی شیطان پر ایمان رکھتے ہیں۔ اصحابِ لغت کہتے ہیں کہ: ''الـجـبـت'' ہر وہ چیز ہے جس میں کسی قسم کی بھلائی نہ ہو، جیسے کہ جادو اور بت وغیرہ۔ اور جادوگر نیز کاہن طاغوت ہیں کیونکہ وہ راہِ راست سے ہٹ گئے اور اپنے فعل سے لوگوں کو دیدہ دلیری کے ساتھ ناحق ایذا پہنچاتے ہیں۔''(۶۲)

ان شاء اللہ عنقریب احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں جادو کے اثبات پر مزید دلائل پیش کئے جائیں گے۔

۵۹۔ الصحاح للجوهرى ١/ ٢٤٥ ونقله عنه الذهبى فى الكبائر ص ١٨٦

٦٠۔ تيسير الكريم الرحمن ص ١٤٧

٦١۔ زبدة التفسير ص ١٠٩ ٦٢۔ التعليق المفيد ص ١٣٩۔١٤٠



سحر کی اقسام

جادو کی قسموں کی تفصیل امام فخر الدین الرازی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی وغیرہما نے اپنی تفسیروں میں بیان کی ہے۔ان کے نزدیک سحر کی آٹھ قسمیں ہیں۔ انہوں نے اقسامِ سحر کے ساتھ از روئے سحر کلدانیوں کے طلسمات بھی نقل کئے ہیں، جنہیں ہم یہاں نقل کرنے سے بخوفِ طوالت گریز کرتے ہیں۔ البتہ مختصراً یہ سمجھ لینا کافی ہے کہ بنیادی طور پر سحر کو مندرجہ ذیل تین گروپ میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ سحرِ سفلی: سحر کی اس قسم میں ساحر جنوں اور شیطانوں سے مدد حاصل کر کے لوگوں کی حاجت روائی کرتا ہے۔

۲۔ سحرِ علوی: سحر کی اس قسم میں ساحر ستاروں اور سیّاروں کی غیر مرئی قوتوں سے استمداد کرتا اور محیّر العقول طلسمات بناتا ہے۔

۳۔ سحرِ فکری ونظری وقلبی: سحر کی اس قسم میں ساحر اور شعبدہ باز ہوشرُبا اور خوشنما قسم کے کرشمے اور کرتب دکھاتے اور لوگوں کو اپنا گرویدہ بناتے ہیں۔ یہ دراصل ساحر کی طرف سے تماشہ بینوں کی نظر بندی ہوتی ہے جس کے ذریعہ وہ ایک غیر واقعی اور محض خیالی چیز کو لوگوں کے سامنے واقعی چیز بنا کر پیش کر دیتا ہے، اور یہ اس طرح ہوتا ہے کہ جب مسحور کی فکر اور قلب ونظر پر جنوں اور شیاطین کا قبضہ ہو جاتا ہے تو ان کے قوی النفوذ اور سریع النفوذ ہونے کی وجہ سے انسان وہی دیکھتا، وہی سوچتا، وہی سمجھتا اور وہی محسوس کرتا ہے جو یہ مخفی مخلوق دکھاتی، سمجھاتی اور محسوس کراتی ہے۔ ایسی صورت میں وہ انسان اور اس کی تدبیرِ جسم آزاد اور خود مختار نہیں رہتی بلکہ اس مخفی مخلوق کی مرضی کے تابع ہو جاتی ہے۔اس کے نتیجے میں عارضی طور پر اس کی عقل، فکر، قلب، احساس اور نظر کی باگ ڈور ساحر کے ہاتھوں میں چلی جاتی ہے۔

جادو سے ڈرو کہ یہ بڑی ہلاکت خیز چیز ہے

صحیح بخاری و مسلم وغیرہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَاهُنَّ؟ قَالَ : الشِّرْكُ بِاللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ "(٦٣) [نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سات ہلاکت خیز چیزوں سے بچو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اللہ کے نبی وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو، ناحق کسی کا خون بہانا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدانِ جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا، اور پاکدامن مومن عورتوں پر بہتان لگانا]۔

سماحۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ان باتوں کو ان کے مہلک ہونے کہ وجہ سے مہلکات کہا جاتا ہے۔ ان میں سب سے ہلاکت خیز چیز شرک ہے، پھر جادو، اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر و بیشتر جادو بھی شرک ہی ہوتا ہے کیونکہ جادو سے شیطان کی عبادت، ان سے مدد طلبی اور قربت حاصل کی جاتی ہے۔"(٦٤)

شیخ عبداللہ بن جاراللہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: "یہ حدیث سحر کے جرم کی سنگینی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس کا ذکر شرک باللہ کے بعد کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ موبقات یعنی مہلکات میں سے ہے۔ سحر کفر ہے کیونکہ کفر کے بغیر اس تک رسائی ناممکن

٦٣۔ رواه البخاری (مع الفتح) ٣٩٣/٥، ٢٣٢/١٠ ومسلم في الإيمان (٨٩) وأبو داود (مع العون) في الوصايا ٣/ ٧٤ (٢٨٧٤) والنسائي (مع التعليقات) في الوصايا ٢/ ١٢٥

٦٤۔ التعليق المفيد ص ١٤٠



ہے۔"(٦٥)

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَقَاطِعُ رَحِمٍ، وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ "(٦٦) [تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے: شراب کا رسیا، خونی رشتہ توڑنے والا، اور جادو کی تصدیق کرنے والا]۔

واضح رہے کہ علامہ الالبانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

٦٥۔ تذكير البشر ص ٢٤

٦٦۔ رواه أحمد فى مسنده ٤/ ٣٩٩ والحاكم ٤/ ١٤٦ وصححه ووافقه الذهبى وابن حبان فى الصحيح ٣٦٦/٧ (١٣٨٠،١٣٨١) وذكره الذهبى فى الكبائر ص ١٧ ولكن ضعفه الألبانى فى سلسلة الأحاديث الضعيفة ٦٥٨/٣



جادو کی بعض دیگر اقسام

میں چاہتا ہوں کہ یہاں چند اُن چیزوں کا تذکرہ بھی کردوں جنہیں جادو کہا جاتا ہے تاکہ ہر صاحبِ ایمان ان سے خبردار رہے، ان سے پرہیز کرے اور دوری اختیار کرے۔ ان چیزوں کو جادو کبھی اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ یہ تکلیف دیتی اور نقصان پہنچاتی ہیں، اگرچہ معنی اور حقیقت کے اعتبار سے یہ اس طرح کا جادو نہ بھی ہو جس میں اصلاً شیطانوں سے خدمت طلب کی جاتی ہے، ان کی عبادت کی جاتی ہے اور جو اعمال کو برباد کردیتا ہے۔ رہی بات دوسری قسم کی یعنی جو حقیقت کے اعتبار سے جادو تو نہ ہو لیکن اس میں جادو کی طرح عمل ہوتا ہو اور اس سے تکلیف بھی پہنچتی ہو تو اس کی چند قسمیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ شگون اور بدفالیاں جادو میں داخل ہیں: امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے قطن بن قبیصہ بن ابی المخارق سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''إِنَّ الْعِيَافَةَ وَالطَّرْقَ، وَالطِّيَرَةَ مِنَ الْجِبْتِ''[٦٧] [پرندوں کو اڑا کر فال نکالنا، زمین پر لکیریں کھینچنا اور بدشگونی جادو میں داخل ہیں]۔

٦٧۔ رواہ أبوداود فی سننہ (مع عون المعبود) ٢٣/٤ وأحمد ٤٧٧/٣، ٦٠/٥ وفیہ قال الحسن: إنہ شیطان، وھو صواب، واللّٰہ أعلم، ورواہ ابن حبان فی الصحیح ٦٤٦/٧ (١٤٢٦) وأخرجہ أبو عبید القاسم بن سلام فی غریب الحدیث ٤٥،٤٤/٢ وعبدالرزاق فی المصنف ٤٠٣/١٠ وابن سعد فی الطبقات ٣٥/٧ والنسائی فی الکبریٰ کما فی تحفۃ الأشراف ٢٧٥/٨ والطحاوی فی شرح المعانی ٣١٢/٤، ٣١٣ والطبرانی فی الکبیر ٣٦٩/١٨ والبیھقی ١٣٩/٨ وأبو نعیم فی أخبار الأصبھان ١٥٨/٢ والخطیب ٤٢٥/١٠ والبغوی فی شرح السنۃ ١٧٧/١٢ وفی تفسیرہ ٥٤٦،٥٤٥/١ (علی ھامش الخازن) وذکرہ الذھبی فی الکبائر ص ١٨٦ وابن رجب الحنبلی فی بیان فضل علم السلف ص ٣٥۔٣٦، وحسنہ النووی فی ریاض الصالحین ص ٤٩٣، قلت: وإسنادہ ضعیف، لأن فیہ حیان بن العلاء وھو مجھول، لم یوثقہ غیر ابن حبان وباقی رجالہ ثقات، وشیئاً من الاضطراب فی اسم حیان مما یدل علی ضعف الحدیث کما ھو مبین فی تھذیب الکمال ٣٤٦/١

امام ذہبی رحمہ اللہ امام ابوداود رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں: ''العیافۃ سے مراد خط یعنی لکیر ہے۔''[٦٨] آپ رحمہ اللہ ایک دوسرے مقام پر امام ابوداود رحمہ اللہ ہی سے مزید نقل کرتے ہیں کہ: ''الطرق سے مراد الزجر یعنی پرندوں کو اڑانا اوران کی اڑان سے اچھی یا بری فال لینا ہے اور وہ اس طرح کہ اگر پرندہ دائیں جانب پرواز کرے تو اسے مبارک سمجھنا اور اگر بائیں جانب پرواز کرے تو اسے بدفالی سمجھنا ہے۔''[٦٩] مگر عوف فرماتے ہیں: ''العیافۃ'' پرندہ اڑا کر اس سے فال لینے کو کہتے ہیں: ''الطرق'' وہ لکیر ہے جو زمین پر کھینچی جاتی ہے اور ''الجبت'' جادو کو کہتے ہیں، جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ اور حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ شیطان کی گونجی ہوئی آواز ہے۔ جب کہ امام ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''العیافۃ'' سے مراد پرندوں کو اڑانا اوران کے ناموں اوران کی آوازوں سے اچھی یا بری فال لینا ہے، اور ''الطرق'' سے مراد کنکریاں پھینکنا ہے جو کہ عورتیں پھینکا کرتی تھیں۔''[٧٠]

۲۔ **علمِ نجوم جادو ہی کی ایک قسم ہے:** ۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''**مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ، فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ، زَادَ مَا زَادَ**''[٧١] [جس نے علمِ نجوم میں سے کچھ سیکھا تو اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا۔ زیادہ نجوم سیکھنا تو سحر میں زیادتی کا ہی باعث ہوگا]۔

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وہ علمِ نجوم جس سے روکا گیا ہے یہ ہے کہ جس کے ذریعہ

٦٨۔ الکبائر ص ١٨٦ ٦٩۔ الکبائر ص ١٨٦

٧٠۔ النهاية ٣/ ١٢١، ٣٣٠

٧١۔ رواه أبو داود في سننه (مع عون المعبود) ٢٢/٤ والبغوى فى شرح السنة ١٨٢/١٢ وأحمد ٢٢٧/١، ٣١١ وابن ماجه (٣٧٦٦) وصححه النووى فى رياض الصالحين (٦٣٧) والذهبى فى الكبائر (١٢٣) وقال ابن تيمية فى مجموع الفتاوىٰ ١٩٣/٣٥: إسناده صحيح وقال ابن مفلح فى الآداب الشرعية ٤٣٤/٣: إسناده جيد وقال العلامة محمد بن عبدالوهاب: وإسناده صحيح وصححه الألبانى أيضاً فى صحيح الجامع ١٠٤٩/٢ وسلسلة الأحاديث الصحيحة ٤٣٥/٢

منجمین مستقبل میں واقع ہونے والی چیزوں یا حوادث کو بتانے، مثلاً بارش کی آمد کی خبر یا نرخ کی تبدیلی کی پیشین گوئی وغیرہ کے لئے دلالت کرتے ہیں مگر وہ علمِ نجوم جس کے ذریعہ نماز کے اوقات اور قبلہ کی سمت معلوم کی جائے تو وہ اس ممنوع قسم میں داخل نہیں ہے۔''(۷۲)

۳۔ چغلخوری کا جادو میں داخل ہونا:۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''أَلَا أُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ؟ هِيَ النَّمِيمَةُ : الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ ''(۷۳)[کیا میں تمہیں یہ نہ بتادوں کہ ''العضہ'' کیا ہے؟ یہ چغلخوری اور لوگوں کے درمیان باتوں کو پھیلانا ہے]۔

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''العضہ'' میں عین پر زبر اور ضاد پر سکون ہے۔ صاحبِ ''قاموس'' نے اسے جادو، جھوٹ اور چغلخوری کے معنی میں بیان کیا ہے۔ اسے یہاں اس لئے ذکر کیا ہے کہ جادو بھی جھوٹ، خیانت، شیطنت اور لوگوں کو دھوکہ دہی کا باعث بنتا ہے۔''(۷۴)

''عیون المسائل'' میں ابوخطاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''چغلخوری اور لوگوں میں فتنہ وفساد پھیلانا جادو میں داخل ہے۔''الفروع'' میں مذکور ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی کو مکر اور حیلہ کے ذریعہ اپنے کلام اور عمل سے تکلیف پہنچانے کا ارادہ جادو ہی کے مشابہ ہے۔ عرف کے مطابق یہی اس کی پہچان ہے۔ عادتاً یہ اثر انداز ہوتا ہے اور جادو جیسا ہی نتیجہ پیدا کرتا ہے بلکہ کبھی تو اس سے بھی زیادہ اثر خیز ہوتا ہے۔ لہٰذا دونوں کے درمیان قریبی مماثلت کی بنا پر اس پر بھی جادو ہی کا حکم لگایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے: ''جادوگر جادو کے وصف کی وجہ سے کفر کرتا ہے۔'' یہ خاص بات

۷۲۔ معالم السنن للخطابی ۲۳۰/٤ ونقله عنه صاحب عون المعبود ۲۲/٤
۷۳۔ رواه مسلم (۲٦۰٦). ۷٤۔التعليق المفيد ص ١٤٦

ہے اور اس کے لئے خاص دلیل بھی ہے۔ لیکن مکر وفریب کے ذریعہ ایذا پہنچانے والا اگرچہ جادوگر نہیں ہوتا لیکن چوں کہ جس طرح جادو مؤثر ہوتا ہے ٹھیک اسی طرح یہ عمل بھی مؤثر ہوتا ہے۔ اس لئے اس پر اسی حکم کا اطلاق ہوگا سوائے اس فرق کے کہ جادو کفر اور توبہ کی عدم قبولیت کے ساتھ مخصوص ہے''۔ (۷۵)

میں کہتا ہوں کہ اسی لئے امام یحییٰ بن کثیر رحمہ اللہ کا قول ہے، جیسا کہ امام ابنِ عبدالبر رحمہ اللہ نے ان سے روایت کی ہے: ''چغلخور اور جھوٹا ایک گھنٹہ میں اتنا فساد برپا کر دیتے ہیں جتنا جادوگر سال بھر میں نہیں کر سکتا۔''(۷۶) بہر حال اس کا شر بہت خطرناک ہوتا ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: **''لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ''**(۷۷) [چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا]۔

۴۔ گنڈے کرنا جادوئی عمل ہے: ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **''مَنْ عَقَدَ عُقْدَةً ثُمَّ نَفَثَ فِيهَا فَقَدْ سَحَرَ، وَمَنْ سَحَرَ فَقَدْ أَشْرَكَ، وَمَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ''**(۷۸) [جس نے کوئی گرہ لگائی پھر اس میں پھونک ماری تو اس نے جادو کیا اور جس نے جادو کیا اس نے شرک کیا اور جس نے کوئی چیز لٹکائی تو وہ اسی کے سپرد کر دیا جائے گا]

۷۵۔ ينظر: الفروع لابن المفلح ١٨٠/٦ ونقل كلام أبي الخطاب وذكره صاحب فتح المجيد ص ٢٥٠

۷۶۔ نقله ابن مفلح في الفروع ١٨٠/٦ ومؤلفا فتح المجيد ص ٢٥٠ والتعليق المفيد ص ١٤٦

۷۷۔ رواه مسلم في الإيمان و أحمد ٣٨٩/٥، ٣٩١، ٣٩٦، ٣٩٩، ٤٠٦، والترمذي (مع التحفة) في البر ١٥٣/٣-١٥٤

۷۸۔ رواه النسائي (مع التعليقات السلفية) ١٦٥/٢، وحسنه ابن مفلح في الآداب الشرعية ٧٨/٣ وكما قال صاحب فتح المجيد ص ٢٤٨، ولكن قال الشيخ عبدالعزيز بن عبدالله بن باز رحمه الله: وإسناد هذا الحديث فيه ضعف لأنه من رواية الحسن عن أبي هريرة، وقد ذكر جمع أن الحسن لم يسمع من أبي هريرة فيكون منقطعاً، وهو من رواية عباد بن ميسرة، وفيه ضعف لكن له شواهد من حيث المعنى، كذا في التعليق المفيد ص ١٤٥

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جان لو کہ جادوگر جب جادو کا عمل کرنا چاہتے ہیں تو دھاگوں میں گرہ (گنڈے) لگاتے ہیں اور ہر گرہ پر پھونکتے جاتے ہیں یہاں تک کہ جس جادوئی عمل کا وہ ارادہ کرتے ہیں وہ منعقد ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾ (۷۹) [اور (پناہ مانگتا ہوں) گرہ لگا کر اس میں پھونکنے والے نفوس کے شر سے بھی] یعنی ان (جادوگر اور) جادوگرنیوں کے شر سے جو ایسا عمل کرتی ہیں۔ اور ''نفث'' وہ پھونک ہے جو تھوک کے ساتھ پھونکی جائے (یعنی تھتھکار) اور جو بغیر تھوک کے ہو اسے ''تفل'' کہتے ہیں۔ تھتکارنا جادوگر کا فعل ہے۔ پس جب اس کا نفس مسحور (جس پر جادو کیا جائے) کے ساتھ شر اور خباثت پر آمادہ ہوتا ہے تو ارواحِ خبیثہ سے اس کام کے لئے مدد مانگتا ہے اور تھوک کے ساتھ ان گرہوں میں تھتکارتا ہے چنانچہ اس کے خبیث نفس میں سے شر اور اذیت سے پُر سانس نکلتی ہے جو تھوک کے ساتھ ملی جلی ہوتی ہے۔ کبھی وہ جادوگر اور شیطانی روح مسحور کو ایذا پہنچانے میں ایک دوسرے کے مددگار بھی ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے اذن کونی وقدری سے نہ کہ شرعی طور پر اسے تکلیف پہنچتی ہے، جیسا کہ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔''(۸۰)(۸۱)

۵۔ سحر بیانی بھی جادو کی طرح اثر انداز ہوتی ہے: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ''اَنَّهُ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا، فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا، أَوْ إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ سِحْرٌ'' (۸۲) [مشرق سے دو آدمی آئے جنہوں نے خطبہ دیا۔ ان کے بیان سے لوگوں کو حیرت ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یقیناً بعض بیان میں

۷۹۔ سورة الفلق: ٤

۸۰۔ ينظر: بدائع الفوائد ٢/ ٢٢١

۸۱۔ فتح المجيد ص ٢٤٨۔٢٤٩

۸۲۔ رواه البخاری (مع الفتح) ٢٠١/٩، ٢٣٧/١٠ ومالك فی الموطأ ٩٨٦/٢ وأبو داود (مع العون) في الأدب ٤٤٥٩/٤ (٥٠٠٧) والترمذی (مع التحفة) ١٥٤/٣۔١٥٥ (٢٩: ٢) وأحمد ١٦/٢، ٥٩، ٦٣، ٩٤، ورواه مسلم فی الجمعة (٨٦٩) وأحمد ٢٦٣/٤ من حديث عبدالله بن ياسر

جادو ہوتا ہے یا بعض بیان جادو ہوتا ہے]۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس بارے میں ایک حدیث مروی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ’’إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا، وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً ‘‘(۸۳)[یقیناً بعض بیان میں جادو ہوتا ہے، اور بعض شعر میں حکمت ہوتی ہے]۔

حدیث میں ’’البیـــان ‘‘ سے مراد فصاحت و بلاغت ہے کیونکہ ہر صاحبِ بیان شخص اپنے فصیح و بلیغ اسلوب سے لوگوں کو مسحور کرسکتا ہے اور بسا اوقات لوگوں کو دھوکہ دے کر حقائق کو ان سے پوشیدہ بھی رکھ سکتا ہے۔

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’امام ابنِ عبدالبر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ایک جماعت نے ’’بیـــان ‘‘ کی تاویل برائی سے کی ہے کیوں کہ جادو لائقِ مذمت چیز ہے۔ اہلِ علم کی اکثریت اور ادباء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ’’بیـــان ‘‘ کو جادو سے تعبیر کرنا تعریف کے معنیٰ میں ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ’’بیـــان ‘‘ کی تعریف فرمائی ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے کچھ طلب کیا۔ اس کے مانگنے کا انداز بڑا عمدہ تھا تو انھیں اس کی بات بہت پسند آئی، چنانچہ فرمایا: اللہ کی قسم ہے! یہ تو حلال جادو ہے۔(۸۴) لیکن پہلا قول ہی زیادہ صحیح ہے(۸۵) اور اس سے مراد وہ ’’بیـــان ‘‘ (گفتگو) ہے جس میں سننے والے کے لئے لاگ لپیٹ اور باتوں کی ملمع سازی سے کام لیا جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا یہ

۸۳۔ رواه البخاري في الأدب المفرد ص ۳۰۳۔۳۰۴ وابن ماجه في كتاب الأدب (۳۷۵٦) وصححه الألباني في سلسلة الأحاديث الصحيحة (۱۷۳۱)

۸٤۔ ينظر معالم السنن للخطابي ٤/۱۳٦

۸۵۔ قال ابن رجب في فضل علم السلف (۵۵): وإنما قاله في الذم ذلك، لا مدحاً له كما ظن من ظنه، ومن تأمل سياق ألفاظ الحديث قطع بذلك

فرمان: ''إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا '' تو یہ حدِ کمال کو پہنچی ہوئی تشبیہ میں داخل ہے۔ چوں کہ ''بیان'' بھی جادو جیسا ہی عمل ہوتا ہے لہذا بیان کرنے والا باطل کو حق اور حق کو باطل کے سانچہ میں ڈھال دیتا ہے۔ پس اس کی طرف جاہلوں کا دل مائل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ باطل کو قبول کر کے حق کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔''(۸۶)

''صحیح البخاری '' کے شارحین میں سے امام ابن التین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بیان دو طرح کا ہوتا ہے، پہلا وہ جو کہ مراد و مقصد کو واضح کر دے، اور دوسرا وہ جس میں لفظوں کو خوبصورت بنا کر پیش کیا جائے حتیٰ کہ سننے والوں کے دل اس کی طرف مائل ہو جائیں۔ یہ دوسری قسم ہی سحر کے مشابہ ہے اور اس میں سے وہ بیان مذموم ہے جس سے باطل مقصود ہو۔ اس کو سحر کے مشابہ اس لئے بیان کیا گیا ہے کیونکہ سحر بھی کسی چیز کو اس کی حقیقت سے پھیر دیتا ہے۔''(۸۷)

تقریباً یہی چیز امام خطابی رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے چنانچہ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا ہے: ''بیان'' دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ مقصد و مراد کو کسی نہ کسی طرح واضح کر دیا جائے اور دوسرا یہ کہ اس میں اس طرح کی بناوٹ کو دخل ہو کہ سننے والے کو بھا جائے اور اس کی طرف لوگوں کے دل مائل ہو جائیں۔ اگر یہ دل کو جکڑ لے اور نفس پر غالب آ جائے تو جادو کی مانند ہے۔ یہاں تک کہ یہ کسی چیز کی حقیقت کو بدل دے اور اس کا رخ پھیر دے اور دیکھنے والے کو وہ چیز دوسری جگہ موجود ہونے کے باوجود چمکتی ہوئی نظر آئے۔ بہر حال اس طرح کے ''بیان'' سے اگر حق کی طرف موڑا جائے تو یہ قابل تحسین ہے اور اگر برائی کی طرف موڑا جائے تو قابلِ مذمت ہے۔ چنانچہ اس بناء پر ''بیان'' کی جو قسم جادو کے مشابہ ہے وہ لائقِ مذمت ہے۔ خلاصہ کے طور پر اگر آخر الذکر قسم کو جادو کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کیوں کہ جادو کا اطلاق مائل

۸۶۔ فتح المجید ص ۲۵۰۔۲۵۱ ۸۷۔ کذا فی فتح الباری ۲۰۲/۹

کرنے پر بھی ہوتا ہے، جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ بعض لوگوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث کو مدح اور حسنِ کلام نیز تزئینِ الفاظ کی ترغیب پر محمول کیا ہے، جب کہ بعض نے اس کو اس شخص کے لئے مذمت پر محمول کیا ہے جو حسنِ کلام کے لئے تکلف و تصنع برتتا ہو اور اشیاء کو ان کے ظاہر سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہو۔ لہٰذا یہ اُس جادو کے مشابہ ہے جو غیر حقیقی چیز کا خیال پیدا کر دے اور لوگوں کو اپنے ''بیـــان'' کے جادو سے حق سے ہٹا دے۔ حدیثِ رسول ﷺ کو اس معنی پر محمول کرنا صحیح ہوگا۔ لیکن اگر دوسرے معنی میں لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے جب کہ حق کو خوبصورت بنا کر پیش کیا جائے۔ امام ابن العربی رحمہ اللہ اور مالکیہ کے فضلاء نے اسی بات کو ترجیح دی ہے۔ ابنِ بطال رحمہ اللہ کا قول ہے: اس بارے میں جو بہترین بات کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ یہ حدیث نہ تو ہر 'بیان'' کی مذمت کرتی ہے اور نہ ہی تعریف کیوں کہ اس میں ''مـــن البیـــان'' فرمایا ہے۔ اس میں لفظ ''مـــن'' 'بعض کے۔'' معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی ''بعض بیان''۔ علماء نے متفقہ طور پر مختصر اور آسان الفاظ میں زیادہ معانی پائے جانے کی مدح سرائی کی ہے اور خطابت میں حسبِ تقاضا طول دینے کو اچھا بھی سمجھا گیا ہے۔ یہ سب تفصیل 'بیان'' کے دوسرے معنی کے اعتبار سے ہے۔ ہاں غلو وافراط ہر چیز میں مذموم ہے اور میانہ روی ہی بہتر شے ہے۔''(۸۸)

امام ابنِ رجب حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''متأخرین میں سے اکثر لوگ اس فتنہ کا شکار ہوئے ہیں۔ انہوں نے یہ گمان کیا ہے کہ دینی مسائل میں بکثرت کلام وجدال کرنے والا زیادہ علم رکھنے والا ہوتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے، یہ جہلِ محض ہے۔ اکابر صحابہ اور ان میں سے جو علمائے صحابہ تھے مثلاً ابوبکر، عمر، علی، معاذ، ابنِ مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھو کہ وہ لوگ کیسے تھے؟ ان کا کلام ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے کلام سے کم تر ہوتا تھا، حالانکہ وہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ علم والے تھے۔ اسی طرح تابعین رحمہم اللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ

۸۸۔ فتح الباری ۲۳۷/۱۰۔۲۳۸

کلام کیا کرتے تھے حالانکہ صحابہ ان سے زیادہ علم والے تھے اور تبع تابعین میں تو کلام تابعین کے کلام سے بھی زیادہ پایا جاتا تھا جب کہ تابعین ان سے زیادہ جاننے والے تھے۔ لہٰذا علم کا معیار نہ کثرتِ روایت پر ہے اور نہ کثرتِ مقال پر۔ نبی ﷺ کو ''جوامع الکلم'' عطا کیے گئے تھے۔[89] لہٰذا آپ کا کلام بہت مختصر (مگر جامع المعانی) ہوا کرتا تھا۔ کثرتِ کلام اور قیل وقال میں توسع کی ممانعت وارد ہے۔[90] نبی ﷺ صرف اتنا ہی کلام کیا کرتے تھے جس سے بلاغ کا مقصد حاصل ہو جائے۔ کثرتِ قول اور تشقیقِ کلام مذموم ہے۔ نبی ﷺ کے خطبات درمیانہ (یعنی نہ بہت طویل اور نہ ہی بہت مختصر) ہوا کرتے تھے۔[91] اور جب آپ گفتگو فرماتے تھے تو اگر کوئی شمار کرنے والا چاہتا تو آپ کی گفتگو کو شمار کر سکتا تھا[92] اور آپ نے فرمایا ہے: ''إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا'' [بیشک بعض بیان میں جادو ہوتا ہے] آپ نے ایسا اس کی مذمت ہی میں فرمایا تھا، مدح اور تعریف میں نہیں فرمایا تھا جیسا کہ بعض گمان کرنے والوں نے گمان کیا ہے۔ جو شخص الفاظِ حدیث کے سیاق پر غور وفکر کرے اسے اس کی مذمت کی قطعیت معلوم ہو جائے گی۔''[93]

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے بھی ''التمهيد'' میں اس حدیث کی بہت تفصیل سے شرح بیان کی ہے، جو لائق مطالعہ ہے۔[94]

۸۹۔ أخرجه البخاری ۳۹۰/۱۲ ومسلم ۳۷۱/۱، ۳۷۲ واللفظ له عن أبی هريرة أن النبیﷺ قال: فضلت على الأنبياء بست: أعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب......

۹۰۔ يشير الحافظ ابن رجب إلى ما أخرجه البخاری ۳۴۰/۳، ۶۸/۵، ۴۰۵/۱۰، ۳۰۶/۱۱ ومسلم ۱۳۴۰/۳، ۱۳۴۱ واللفظ للبخاری عن المغيرة بن شعبة مرفوعاً: إن الله كره لكم ثلاثاً: قيل وقال وإضاعة المال وكثرة السؤال

۹۱۔ أخرجه مسلم ۵۹۱/۲ عن جابر بن سمرة قال: كنت أصلی مع النبیﷺ فكانت صلاته قصداً وخطبته قصداً

۹۲۔ أخرجه مسلم ۲۲۹۸/۴ عن عائشة قالت: إنما كان النبیﷺ يحدث حديثاً لو عده العاد لأحصاه

۹۳۔ بيان فضل علم السلف ص ۵۷۔۶۱

۹۴۔ التمهيد ۱۷۰/۵۔۱۸۱

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ''بیـــــان '' کو جب حق اور کتاب وسنت کی دعوت کے لئے استعمال کیا جائے تو ممدوح ہے لیکن اگر اس کے ذریعہ دھوکہ دھی اور مکر وحیلہ کا ارادہ ہو تو عیب اور قابلِ مذمت ہے۔ مذکورہ حدیث ان دونوں معانی پر محمول ہے، واللہ أعلم بالصواب۔

جادو کی ان چند دیگر اقسام کے علاوہ روزمرہ کی گفتگو میں ''جادو'' لفظ کا استعمال دن رات مختلف ناحیہ سے ہوتا ہے، مثلاً عشق کا جادو، حسن کا جادو، آواز کا جادو، علم کا جادو، روپیہ یا مال ودولت کا جادو، جادوگرانہ مزاج اور جادو بھری نگاہیں وغیرہ، مگر درحقیقت ان میں سے کسی بھی چیز کا براہِ راست تعلق جادو سے نہیں ہے۔

اسلام میں جادو کی حرمت کے دلائل اور جادوگر کا حکم

قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ میں واضح طور پر سحر، شعوذہ اور کہانت کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ جادوگروں، کاہنوں نیز مشعوذین کے پاس جا کر ان سے سوال کرنے اور ان کی باتوں کو سچا جاننے کی ممانعت اور تحریم بھی نصوصِ شرعیہ میں وارد ہے۔ ان چیزوں کا تعلق نواقضِ اسلام، گناہِ کبیرہ، سات مہلک (یا غارت گر) چیزوں اور کفر و شرک کی انواع سے ہے، چنانچہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ''اَلْکَاهِنُ سَاحِرٌ وَالسَّاحِرُ كَافِرٌ''[95] [کاہن ساحر اور ساحر کافر ہوتا ہے]۔

ساحروں کے جنوں اور شیطانوں سے روابط و مراسم اور موالات و تعلقات اسی وقت حدِ کمال کو پہنچتے ہیں جب کہ وہ علمِ حق سے صرفِ نظر کرنے کا عہد کر لیں، جملہ آدابِ شیاطین نیز ان کی نذر و نیاز اور ان کے لئے قربانی بجا لائیں، کبرائے شیاطین کے اسماء بصد تعظیم و توصیف نیز مہمل، پُر ظلمات، مشدد اور غیر فصیح قسم کے کلمات سحر کو وردِ زبان کریں، طہارت کو ترک کر کے جملہ قسم کی ناپاکیوں اور غلاظت میں ملوث ہو جائیں، حلال اشیاء کو حرام اور حرام چیزوں کو حلال بنا لیں اور سب سے بڑھ کر اللہ وحدہ لاشریک لہ کو چھوڑ کر شیطانوں نیز ستاروں اور سیاروں کی پرستش کرنے لگیں وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ ان میں سے بیشتر افعال ساحروں کو کافر قرار دینے کے لئے کافی ہیں۔

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''آیت: ﴿وَلَـٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾[96] سے استدلال کیا گیا ہے کہ جادو کفر ہے اور اسے سیکھنے والا کافر ہے، جیسا کہ جادو کی

۹۵۔ کذا فی الکبائر ص ۱۸٦

۹٦۔ سورۃ البقرۃ: ۲ ۱

بعض قسموں سے خود ہی واضح ہے کہ ان میں شیطانوں اور ستاروں کی پرستش ہوتی ہے۔مگر جادو کی دوسری قسم جو شعبدہ بازی کی قبیل سے ہو تو اس کو سیکھنے سے اصلاً کفر لازم نہیں آتا۔"(۹۷)

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "تیسرا گناہِ کبیرہ جادو ہے، کیونکہ جادوگر لازماً کفر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَـٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ (۹۸)[بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے]ملعون شیطان کا انسانوں کو جادو سکھانے کا مقصد اس کے سوا کوئی اور نہ تھا کہ وہ اس کے ذریعہ شرک میں مبتلا ہو جائیں۔اللہ تعالیٰ نے ہاروت و ماروت کے قصہ میں فرمایا ہے: ﴿وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ ...فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾(۹۹) [یعنی آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے]۔ہم بہت سی گمراہ خلقت کو دیکھتے ہیں کہ وہ جادو سیکھتے ہیں اور اس کو صرف حرام ہی خیال کرتے ہیں۔انہیں اس بات کا شعور ہی نہیں ہوتا کہ یہ کفر ہے چنانچہ وہ "علم السیمیاء" سیکھتے اور اس کا عمل کرتے ہیں حالانکہ یہ محض جادو ہی ہے۔اس کے ذریعہ وہ شوہر اور بیوی کے مابین گرہ لگاتے ہیں، جب کہ یہ جادو ہے۔اسی طرح کسی مرد کے دل میں عورت کی محبت یا اس کی نفرت بٹھاتے ہیں اور بعض مجہول (ناقابلِ فہم) کلمات کا ورد کرتے ہیں جن میں سے اکثر شرک و گمراہی کا مرکب ہوتے ہیں۔"(۱۰۰)

واضح رہے کہ "علم السیمیاء" جادو کی وہ قسم ہے جس سے جادوگر لوگوں کی نظروں کو دھوکہ دیتا اور جیسا وہ چاہتا ہے ان میں ویسا وہم پیدا کر دیتا ہے، عرفِ عام میں اسے بالفاظِ دیگر نظر بندی کہا جا سکتا ہے۔ یہ لفظ "علم الکیمیاء" کے بعض نسخوں میں بھی استعمال ہوتا ہے، مگر اس کا تعلق علم الکیمیاء کے تفاعلات، مسلمات اور مبادیات سے زیادہ ادنیٰ معدنیات کو قیمتی معدنیات، مثلاً سونے یا چاندی میں تبدیل کرنے سے ہے۔

۹۷۔ فتح الباری ۲۲۴/۱۰ ۹۸۔ سورۃ البقرۃ: ۱۰۲

۹۹۔ سورۃ البقرۃ: ۱۰۲ ۱۰۰۔ الکبائر ص ۱۶

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جادو کرنا حرام ہے اور اس کے گناہِ کبیرہ ہونے پر اجماع ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے سات ہلاکت خیز چیزوں میں شمار کیا ہے۔ ان میں سے بعض جادو ایسے ہیں جو سراسر کفر ہیں۔ اور بعض کفر تو نہیں مگر ان کا کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ پس اگر اس میں کفر کے متقاضی اقوال واعمال شامل ہوں تو وہ کفر ہے ورنہ نہیں۔ رہا اس کا سیکھنا اور سکھانا، تو یہ دونوں حرام ہیں۔ اگر اس میں کفر کی متقاضی کوئی چیز شامل ہو تو اس کا سیکھنا اور سکھانا دونوں کفر کہلائے گا۔ اس کو توبہ کی ترغیب دلائی جائے گی، قتل نہیں کیا جائے گا۔ اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور اگر اس میں کفر کی متقاضی کوئی چیز نہ ہو تو اس کو تعزیر دی جائے گی۔ امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے: جادوگر کافر ہے۔ وہ جادو کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ اس کو توبہ کی ترغیب نہیں دلائی جائے گی بلکہ اس کا قتل زندیق (بے دین) کے قتل کی طرح یقینی اور حتمی ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام مالک رحمہ اللہ کی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نیز تابعین رحمہم اللہ کی ایک جماعت کا قول بھی یہی ہے۔''(۱۰۱)

بہرحال اس مسئلہ میں کافی اختلاف ہے چنانچہ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بعض علماء نے ان دو شرطوں میں سے کسی ایک شرط کے ساتھ جادو کا سیکھنا جائز قرار دیا ہے: اوّل: کفر یا عدم کفر کی تمیز کرنے کی نیت سے سیکھا جائے۔ دوم: سحر زدہ سے جادو کا اثر ختم کرنے کے لئے سیکھا جائے۔ رہی پہلی قسم، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ عقیدہ کے اعتبار سے کچھ خطرات وشبہات لاحق ہو سکتے ہیں۔ اگر عقیدہ خطرہ میں نہ پڑے تو محض اس کی معرفت حاصل کرنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے جس طرح کہ بت پرستوں سے ان کے بتوں کی عبادت کرنے کا طریقہ معلوم کیا جائے کیونکہ جادوگر کے عمل کی کیفیت کا جاننا اس کے قول وفعل کی حکایت ہوگی برخلاف اس کو اخذ یا اس پر عمل

۱۰۱۔ شرح صحیح مسلم ۱۷۶/۱٤، فتح الباری ۲۲٤/۱۰، نیل الأوطار ٦۷۰/٤۔٦۷۱، تحفة الأحوذی ۳۳۸/۲

کرنے والے کے۔ رہی دوسری قسم، پس اگر وہ کفر وفسق کے بغیر مکمل نہ ہو جیسا کہ بعض لوگوں کا دعویٰ ہے تو یہ اصلاً حلال نہیں ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو مقصدِ مذکورہ کے لئے جائز ہے۔ یہی اس مسئلہ کی تفصیل ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت سے جادوگر کے کافر ہونے کا حکم اخذ کیا ہے: ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ (۱۰۲)[سلیمان علیہ السلام نے تو کفر نہ کیا تھا بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا۔ وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے]۔ اس آیت کا ظاہر بتا رہا ہے کہ انھوں نے اس جادو کی وجہ سے کفر کیا تھا اور کسی چیز کے سکھانے کی وجہ سے کوئی کافر نہیں ہوتا الا یہ کہ وہ چیز ہی کفر ہو۔ اسی طرح ﴿إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ (۱۰۳)[ہم تو تمہارے لئے آزمائش ہیں، لہٰذا تم کفر مت کرو]۔ اس آیت کے اندر فرشتوں کی زبان میں اس بات کا اشارہ موجود ہے کہ جادو سیکھنا کفر ہے، چنانچہ اس پر عمل کرنا بھی کفر ہوگا اور یہ پوری طرح سے واضح ہے جیسا کہ میں نے اس کی بعض انواع پر عمل کے بارے میں بیان کیا ہے۔ بعض لوگوں نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ کفر کے بغیر جادو صحیح ہو ہی نہیں سکتا۔'' (۱۰۴)

اور امام ابنِ قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' جادو سیکھنا اور سکھانا دونوں حرام ہیں۔ اس سلسلے میں اہلِ علم کے درمیان کسی قسم کے اختلاف کا مجھے علم نہیں ہے۔ ہمارے اصحاب کا قول ہے: جادوگر جادو سیکھنے یا کرنے کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے، خواہ اس کے جواز کا عقیدہ رکھے یا حرمت کا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ایک روایت مروی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جادوگر کافر نہیں ہوتا۔ آپ رحمہ اللہ سے ایک حنبلی شخص نے روایت کی ہے کہ میرے چچا عراف، کاہن اور ساحر کے بارے میں فرماتے تھے: میری رائے یہ ہے کہ اسے ان تمام کاموں سے توبہ کی ترغیب دلائی جائے

۱۰۲۔ سورۃ البقرۃ:۱۰۲ ۱۰۳۔ سورۃ البقرۃ:۱۰۲

۱۰۴۔ فتح الباری ۲۲۴/۱۰، ۲۲۵

گی کیونکہ وہ میرے نزدیک مرتد کے معنی میں ہے۔ پس اگر اس نے رجوع کرلیا اور توبہ کر لی تو اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا وہ قتل کر دیا جائے گا؟ تو فرمایا: نہیں' قید کیا جائے گا شاید کہ وہ رجوع کر لے۔ میں نے پوچھا: اسے قتل کیوں نہیں کر دیتے؟ فرمایا: جب وہ نماز ادا کرتا ہے تو شاید توبہ بھی کر لے اور رجوع اختیار کرے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے اس کو کافر نہیں کہا ہے کیونکہ اگر وہ اس کو کافر کہتے تو قتل کا حکم دیتے۔ ان کے اس قول کہ وہ مرتد کے معنی میں ہے، کا صاف مطلب یہ ہے کہ توبہ کی ترغیب دلانے والا معاملہ ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب نے کہا ہے: جادوگر اگر یہ عقیدہ رکھے کہ شیاطین اس کے لئے جو وہ چاہتا ہے کرتے ہیں تو کافر ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ صرف تخیل (خیال باندھنے) کا عقیدہ رکھے تو کافر نہیں ہوتا۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر ایسا عقیدہ رکھے جس سے کفر لازم آتا ہو، مثلاً کواکبِ سبعہ (سات ستاروں) سے تقرب حاصل کرنے کا عقیدہ اور یہ کہ وہ ان کے مطالبہ کے مطابق عمل کرتے ہیں یا جادو کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھے تو کافر ہو جاتا ہے کیونکہ قرآن مجید نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ احادیثِ صحیحہ اور اجماعِ امت سے بھی اس کی حرمت ثابت ہے۔ اگر یہ قرآن سے ثابت نہ ہوتا تو اسے فاسق سمجھا جاتا، کافر نہ کہا جاتا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک ایسی مدبرہ (وہ لونڈی جس کی آزادی اس کے مالک کی وفات کے ساتھ مشروط ہو) جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں جادو اتارا کرتی تھی، کو فروخت کیا تھا۔ اگر وہ کفر کرتی تو مرتد ہو جاتی، جسے قتل کرنا واجب ہو جاتا اور اس سے جھاڑ پھونک کرانا جائز نہ ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو چیز لوگوں کو نقصان پہنچائے (مثلاً انہیں تکلیف اور ایذا دے) اس سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا۔"[۱۰۵]

امام ابوبکر اسماعیلی فرماتے ہیں: "دنیا میں سحر اور ساحر دونوں موجود ہیں۔ سحر اور اس اعتقاد

۱۰۵۔ المغنی ۱۵۱/۸، ۱۵۲

کے ساتھ اس کا استعمال کہ یہ اللہ کے حکم کے بغیر نفع اور نقصان پہنچاتا ہے کفر ہے۔''[۱۰۶]

اسی طرح علامہ ابوعثمان الصابونی فرماتے ہیں: ''لوگ دیکھتے ہیں کہ دنیا میں جادو اور جادوگر دونوں موجود ہیں مگر وہ اللہ کے حکم کے بغیر کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا هُمْ بِضَآرِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ ا للهِ﴾[۱۰۷] [دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے] جو ان میں سے جادو کرے اور جادو کو اس عقیدہ کے ساتھ استعمال کرے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نفع یا نقصان پہنچاتا ہے تو اس نے اللہ جل جلالہ کے ساتھ کفر کیا۔''[۱۰۸]

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل شیخ رحمہ اللہ' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَالَهُ فِي الآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾[۱۰۹] [اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ اسے مول لینے (سیکھنے) والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے] کے بارے میں فرماتے ہیں: ''ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: ''من خلاق'' ''من نصیب'' ''حصّہ کے معنی میں ہے۔''[۱۱۰] قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہلِ کتاب کی طرف جو عہد (شریعت) نازل کی گئی تھی اس سے وہ جانتے تھے کہ جادوگر کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔[۱۱۱] حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا کوئی دین نہیں۔[۱۱۲] پس یہ آیت جادو کی حرمت پر دلالت کرتی ہے۔ٹھیک اسی طرح جادو تمام رسولوں کے

۱۰۶۔ اعتقاد أئمة أهل الحديث ص ۸۷ ونقله عنه د/محمد الخميس فى كتابه اعتقاد أهل السنة ص ۱۵۵

۱۰۷۔ سورة البقرة:۱۰۲

۱۰۸۔ عقيدة السلف أصحاب الحديث ص ۹۶ ونقله عنه د/محمد الخميس فى كتابه اعتقاد أهل السنة ص ۱۵٦

۱۰۹۔ سورة البقرة:۱۰۲

۱۱۰۔ أخرجه ابن أبى حاتم فى التفسير والطستى فى مسائله كما فى الدر المنثور ۲۵۱/۱

۱۱۱۔ أخرجه ابن جرير الطبرى فى التفسير (۱۷۰۵)

۱۱۲۔ أخرجه عبدالرزاق فى التفسير ۵٤/۱

دین میں بھی حرام رہا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى﴾ (۱۱۳) [اور جادوگر کہیں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا] ۔امام احمد رحمہ اللہ کے اصحاب نے اس سے دلیل پکڑی ہے کہ جادو سیکھنے اور سکھانے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ (۱۱۴) اور امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ تَعَلَّمَ شَيْئًا مِنَ السِّحْرِ – قَلِيلًا كَانَ أَوْ كَثِيرًا – كَانَ آخِرَ عَهْدِهِ مِنَ اللّٰهِ '' (۱۱۵) [جس نے جادو سیکھا، خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ، تو اس کا آخری عہد اللہ کے ساتھ ہے] یہ روایت مرسل (یعنی ضعیف) ہے۔اس سلسلے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ جادوگر کافر ہو جائے گا یا نہیں؟ سلف کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا۔امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام احمد، رحمہم اللہ، کی رائے بھی یہی ہے۔آپ رحمہ اللہ کے اصحاب کا قول ہے: اگر وہ جادو دواؤں، دھونی یا نقصان دہ چیزوں کے پلانے سے ہو تو وہ کافر نہیں ہوگا۔امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کسی نے جادو سیکھا تو ہم اس سے یہ کہیں گے کہ اپنے جادو کا وصف بیان کرو۔اگر اس نے کفر میں واقع ہو جانے والا وصف بیان کیا، جس طرح کہ اہل بابل کواکبِ سبعہ (سات ستاروں) سے تقرب کا عقیدہ رکھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ان سے جو کچھ طلب کیا جاتا ہے اسے وہ پورا کرتے ہیں، تو وہ کافر ہے۔اگر اس نے کفر لازم آنے والا وصف بیان نہیں کیا، مگر اس کے جواز کا عقیدہ رکھتا ہو تو بھی وہ کافر ہو جائے گا۔ (۱۱۶) اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں اسے کفر سے موسوم کیا ہے: ﴿إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ (۱۱۷) [ہم تو ایک آزمائش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر]، اور مزید فرمایا: ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا﴾ (۱۱۸) [سلیمان علیہ السلام

۱۱۳۔ سورة طه: ٦٩ ۱۱٤۔ ينظر المغني لابن قدامة المقدسي ٢/ ٢٠٠

۱۱۵۔ أخرجه عبدالرزاق في المصنف ١٠/ ١٨٤

۱۱٦۔ ينظر: كتاب الفروق للقرافي ٤/ ١٢٥

۱۱۷۔ سورة البقرة: ١٠٢ ۱۱۸۔ سورة البقرة: ١٠٢

نے تو کفر نہ کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا]۔ابنِ عباس رضی اللہ عنہما آیت: ﴿إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ (119) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''ایسا اس لئے ہے کہ وہ لوگ خیر و شر اور کفر و ایمان کو اچھی طرح جانتے تھے۔ چنانچہ ان فرشتوں نے انہیں سمجھایا کہ جادو کفر میں سے ہے۔'' (120)(121)

شیخ ابنِ باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جادو منکر اور شرک ہے، کیوں کہ یہ شیطانوں کی قربت اور اللہ تعالیٰ کی بجائے ان کی پرستش کئے بغیر حاصل نہیں ہوتا، جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے: ﴿مَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ (122) [وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک (جادو) نہیں سکھاتے تھے، جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں۔لہٰذا تو کفر نہ کر]۔پس یہ آیت جادو سیکھنے کو کفر قرار دے رہی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے: ﴿وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾ (123) [اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ اسے مول لینے (سیکھنے) والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے] اس میں ''اشتراہ'' کا معنی یہ ہے کہ کسی چیز کے بدلہ اس کو حاصل کیا اور اس کو برتا تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس نہ کوئی بہرہ مندی ہے اور نہ ہی کوئی اچھا حصہ۔ یہ آیت جادو کے منکر و حرام ہونے کی کھلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ (124) [اگر یہ لوگ صاحبِ ایمان متقی بن جاتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں بہترین ثواب ملتا، اگر یہ جانتے ہوتے] یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ جادو ایمان اور تقویٰ کی ضد ہے۔ چنانچہ اہلِ علم کہتے ہیں: جادو کفر اور گمراہی ہے، کیونکہ جادو شیاطین و جنوں کی عبادت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ بعض اہل علم کا قول ہے کہ اس میں تفصیل ہے۔ جو جن اور شیطانوں کی عبادت سے متعلق ہو وہ کفر باللہ اور شرکِ

۱۱۹۔سورة البقرة:۱۰۲

۱۲۰۔ كذا فى تفسير ابن كثير ۲۵۲/۱

۱۲۱۔ فتح المجيد ص ۲۳۸۔۲۳۹

۱۲۲۔ سورة البقرة:۱۰۲

۱۲۳۔ سورة البقرة:۱۰۲

۱۲۴۔سورة البقرة:۱۰۳

اکبر ہے۔ جو چیزیں جادو میں استعمال کی جاتی ہیں اگر چہ ان کا تعلق شیاطین اور ان کی عبادت سے نہیں ہوتا مگر وہ بھی حرام گناہِ کبیرہ اور منکرات میں سے ہیں، مثلاً بندوں پر ظلم اور ان کے حق پر دست درازی کرنا کیونکہ ان کے ذریعہ ہی جادوگر عقلوں میں فساد اور تغیر پیدا کرتے ہیں۔''(۱۲۵)

شیخ عبداللہ بن جاراللہ فرماتے ہیں: ''سحر حرام ہے کیونکہ یہ کفر باللہ اور ایمان وتوحید کے منافی ہے (پھر سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۰۲ سے اس پر استدلال کرتے ہیں)۔''(۱۲۶)

۱۲۵۔ التعلیق المفید ص ۱۳۹

۱۲۶۔ تذکیر البشر ص ۲۹

یہودیوں کا سلیمان علیہ السلام پر ایک صریح جھوٹ

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہودیوں اور ان کے پیروکار جو سحر کے ذریعہ جنوں کو استعمال کرتے ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام بھی جادو کے ذریعہ ہی جنوں سے خدمت لیا کرتے تھے۔ علمائے سلف میں سے متعدد لوگوں نے اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ جب سلیمان علیہ السلام وفات پا گئے تو شیطانوں نے جادو اور کفر سے پُر ایک کتاب لکھی اور اسے سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے نیچے دبا دیا۔ اسے دیکھ کر لوگ کہنے لگے کہ سلیمان علیہ السلام اس کے ذریعہ ہی جنوں سے خدمت لیا کرتے تھے بلکہ بعض نے تو یہاں تک کہا کہ اگر یہ کتاب برحق نہ ہوتی تو سلیمان علیہ السلام ایسا کیوں کرتے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ﴾[۱۲۷] [جب کبھی ان کے پاس اللہ کا کوئی رسول ان کی کتاب کی تصدیق کرنے والا آیا، ان اہلِ کتاب کے ایک فرقہ نے اللہ کی کتاب کو اس طرح پیٹھ پیچھے ڈال دیا گویا جانتے ہی نہ تھے] سے ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾[۱۲۸] [اگر یہ لوگ صاحبِ ایمان متقی بن جاتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں بہترین ثواب ملتا، اگر یہ جانتے ہوتے] تک۔''[۱۲۹]

پھر اللہ عزوجل نے یہ بیان کیا کہ وہ اس بات کی اتباع کر رہے ہیں جس کی تلاوت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں شیاطین کیا کرتے تھے اور سلیمان علیہ السلام ہر قسم کے جادو اور کفر کی

۱۲۷۔ سورة البقرة:۱۰۱

۱۲۸۔ سورة البقرة:۱۰۱۔۱۰۳

۱۲۹۔ مجموع الفتاویٰ ۴۲/۱۹

باتوں سے بری اور پاک ہیں، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا﴾[130] [اور اس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے شیاطین سلیمان علیہ السلام کی حکومت میں پڑھتے تھے۔ سلیمان علیہ السلام نے تو کفر نہ کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا]۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہود بہت متعجب ہوئے کہ محمد ﷺ نے سلیمان علیہ السلام کو اللہ کا نبی کس طرح کہہ دیا، وہ تو ایک عظیم ساحر تھے۔ ان کو جِنّات، شیاطین، چرند و پرند اور ساحرین پر جو غلبہ اور تسخیر حاصل تھی وہ تو محض کسبِ سحر کا نتیجہ تھی۔ لیکن اسلام نے یہود کے ان تمام باطل دعووں کو جھٹلایا ہے، جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

۱۳۰۔ سورة البقرة:۱۰۲

جادوگر قابلِ توبہ ہے؟ یا لائق قتل؟

امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس بارے میں دو روایتیں ہیں۔ پہلی روایت یہ ہے کہ اس کو توبہ کی ترغیب نہیں دلائی جائے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ظاہراً یہی منقول ہے۔ کیوں کہ کسی صحابی سے یہ منقول نہیں ہے کہ کسی بھی جادوگر کو توبہ کی ترغیب دلائی گئی ہو۔ اور ابن ہشام رحمہ اللہ کی روایت کردہ حدیث کہ جس میں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک جادوگرنی نے صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین سے جب کہ وہ بکثرت موجود تھے، اپنی توبہ کے بارے میں پوچھا تو کسی نے بھی اس کی توبہ کا فتویٰ نہیں دیا۔ مزید اس لئے بھی کہ جادو ساحر کے دل میں پیوست ہو جاتا ہے جو صرف توبہ سے زائل نہیں ہوتا لہٰذا وہ غیر تائب کے مشابہ ہی ہوا۔ دوسری روایت کے مطابق اسے توبہ کی ترغیب دلائی جائے گی۔ اگر توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی، کیونکہ جادو شرک سے بڑا گناہ نہیں ہے حالانکہ مشرک کو توبہ کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔ جادو کا علم رکھنا توبہ کی قبولیت کیلئے مانع نہیں ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے جادوگروں کی توبہ قبول فرما کر ایک ہی لمحہ میں انھیں اپنے اولیاء (دوستوں) میں سے بنا لیا تھا اور اس لئے بھی کہ جادوگر اگر کافر ہو پھر اسلام لے آئے تو اس کا اسلام اور اس کی توبہ صحیح ہوگی۔ پس جب ان دونوں کی توبہ درست ہے تو ان میں سے ہر ایک کی توبہ علیحدہ علیحدہ بھی درست ہوئی اور اس لئے بھی کہ کفر اور قتل کا حکم اس کے جادوئی عمل کی وجہ سے ہے نہ کہ صرف جادو جاننے کی وجہ سے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جادوگر جب اسلام لے آئے اور مسلمان ہو کر زندگی گذارنے لگے تو اس کی توبہ کا امکان ہے۔ اسی طرح ان چیزوں کا عقیدہ رکھنا جن کی وجہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے، مثلاً شرک باللہ، تو ان سے بھی توبہ کی گنجائش ہے۔ یہ دونوں روایتیں دنیا میں جادوگر کی توبہ قبول کئے جانے اور اس پر سے قتل کی سزا کے ساقط

ہونے کی دلیل ہیں۔ رہا سوال اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین معاملہ کا نیز اس پر سے اخروی عذاب کے ساقط ہونے کا تو یہ بات صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں سے کسی کے لئے توبہ کا دروازہ کبھی بند نہیں کیا ہے۔ جو شخص اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے گا اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ ہمیں اس بارے میں کسی اختلاف کا علم نہیں ہے۔"(۱۳۱)

علامہ ابوعثمان الصابونی کا قول ہے: "اگر جادوگر اپنے سحر کا ایسا وصف بیان کرے جو موجبِ کفر ہو تو اس سے توبہ کرائی جائے۔ اگر توبہ کرلے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کی گردن ماردی جائے۔ لیکن اگر وہ ایسا وصف بیان کرے جو مستلزمِ کفر نہ ہو، یا ایسا ہو کہ سمجھ میں نہ آئے تو بھی اسے اس سے باز رہنے کی تاکید کی جائے۔ اگر وہ پھر بھی ایسا کرے تو اسے تعزیر لگائی جائے۔ اگر ساحر یہ کہے کہ جادو حرام نہیں ہے اور میں اس کے جائز ہونے کا عقیدہ رکھتا ہوں تو اس کا قتل واجب ہے کیونکہ اس نے ایک ایسی چیز کو مباح بتایا ہے جس کی حرمت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔"(۱۳۲)

۱۳۱۔ المغنی ۱۵۳/۸۔۱۵۴

۱۳۲۔ عقیدۃ السلف أصحاب الحدیث ص ۹۶ ونقلہ عنہ د/محمد الخمیس فی کتابہ "اعتقاد أهل السنة" ص ۱۵٦

جادوگر کی سزا

امام الدعوۃ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے ''کتاب التوحید'' میں ذکر فرمایا ہے کہ جندب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مذکور ہے: ''حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبُهُ بِالسَّيْفِ ''(۱۳۳) [جادوگر کی سزا یہ ہے کہ تلوار سے اس کی گردن ماردی جائے]۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرمایا: ''صحیح بات یہ ہے کہ یہ روایت موقوف (یعنی صحابی کا قول) ہے۔''(۱۳۴)

امام ترمذی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: ''اس حدیث کو ہم راویوں کے اس واسطہ کے سوا کسی مرفوع طریقہ سے نہیں جانتے۔ اوردرست بات یہ ہے کہ یہ جندب رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض اہلِ علم نیز دوسروں کا بھی اسی حدیث پر عمل رہا ہے۔ یہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ کا قول ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جادوگر کا عمل اگر اسے کفر تک پہنچادے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ پس اگر اس نے ایسا عمل کیا جو کفر نہ ہو تو ہم اس کے قتل کا فتویٰ نہیں دیتے۔''(۱۳۵)

لیکن حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مذکورہ بالا حدیث کی سند میں ضعف ہے۔ اگر ایسا ثابت ہو تو بھی اس سے مسلمان کی تخصیص کردی جائے گی۔''(۱۳۶)

۱۳۳۔ جامع الترمذی (مع تحفة الأحوذی) ۳۳۸/۲ والمستدرك للحاكم ۳۶۰/٤ والبيهقی ۱۳۶/۸ والدار قطنی ۱۱٤/۳، وفی إسناده إسماعيل بن مسلم المكی وهو ضعيف من قبل حفظه، وإسماعيل بن مسلم العبدی البصری، قال وكيع: وهو ثقة، ويروی عن الحسن أيضا، كذا فی التعليق علی المغنی ۱۱٤/۳

۱۳٤۔ كتاب التوحيد (مع فتح المجيد) ص ۲٤۲

۱۳۵۔ جامع الترمذی (مع تحفة الأحوذی) ۳۳۸/۲

۱۳۶۔ فتح الباری ۲۳۶/۱۰

واضح رہے کہ امام ابنِ منذر، امام ابنِ قدامہ اور علامہ الالبانی رحمہم اللہ نے بھی اس حدیث کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔ (۱۳۷)

امام الدعوۃ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''صحیح البخاری'' میں بجالہ بن عبدۃ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ''كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنِ اقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ وَسَاحِرَةٍ، قَالَ: فَقَتَلْنَا ثَلَاثَ سَوَاحِرَ'' (۱۳۸) [عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمان لکھا کہ: ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کردو۔ بجالہ کہتے ہیں کہ پھر ہم نے تین جادوگروں کو قتل کیا]۔

میں کہتا ہوں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جادوگروں کے قتل کا واقعہ ذکر کئے بغیر اصل حدیث کی تخریج کی ہے۔ چنانچہ بجالہ سے مروی ہے کہ: ''عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس خط لکھا کہ ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کردو۔'' اور امام عبدالرزّاق رحمہ اللہ نے ابن جریج سے، انہوں نے عمرو ابن دینار سے بجالہ کی اس روایت میں اتنا اضافہ کیا ہے: ''پس ہم نے تین جادوگروں کو قتل کیا۔'' (۱۳۹)

امام سعید اور امام ابوداود رحمہما اللہ نے اپنی اپنی ''سنن'' میں بجالۃ بن عبدۃ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں: ''میں احنف بن قیس کے چچا ابنِ معاویہ کی روایات کے ایک جز کا کاتب تھا۔ اسی دوران ہمارے پاس عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان پہنچا، جسے انھوں نے اپنی وفات سے ایک سال قبل لکھا تھا کہ ہر جادوگر کو قتل کردو۔ لہٰذا ہم نے ایک ہی دن تین جادوگروں کو قتل کیا۔ اور یہ بات مشہور ہوگئی، مگر کسی نے اس پر نکارت نہیں کی۔ چنانچہ اس بات پر اجماعِ امت ہوگیا۔'' (۱۴۰)

۱۳۷۔ المغنی ۱۵۳/۸، ضعیف سنن الترمذی ص ۱۶۷۔۱۶۸، المشکاۃ (۳۵۵۱)، ضعیف الجامع الصغیر (۲۶۹۹)، سلسلة الأحادیث الضعیفة ۶۴۱/۳

۱۳۸۔ کتاب التوحید (مع فتح المجید) ص ۲۴۳، وذکرہ الذہبی فی الکبائر ص ۱۷

۱۳۹۔ کذا فی فتح الباری ۲۳۶/۱۰

۱۴۰– المغنی ۱۵۳/۸

شیخ عبد الرحمٰن بن حسن آل شیخ رحمہ اللہ نے اس روایت سے بایں الفاظ فائدہ اخذ کیا ہے: ''بظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے توبہ کی ترغیب دلائے بغیر ہی قتل کر دیا جائے گا۔ مشہور قول کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے بھی یہی کہا ہے کیونکہ جادو کا علم توبہ کے ذریعہ نہیں زائل ہوتا۔ امام احمد رحمہ اللہ سے یہ بھی مروی ہے کہ اسے توبہ کی ترغیب دلائی جائے گی۔ اگر وہ توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ یہی امام شافعی رحمہ اللہ کا قول بھی ہے، کیونکہ اس کا گناہ شرک سے بڑھ کر نہیں ہے۔ حالانکہ شرک سے توبہ کی ترغیب دلائی جاتی ہے اور مشرک کی توبہ قبول کی جاتی ہے، چنانچہ فرعون کے جادوگروں کا ایمان اور ان کی توبہ درست قرار پائی تھی۔''(۱۴۱)(۱۴۲)

امام الدعوۃ شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے مزید لکھا ہے: ''حفصہ رضی اللہ عنہا سے صحیحاً مروی ہے کہ انھوں نے ایک لونڈی کے قتل کا حکم دیا تھا کہ جس نے انہیں جادو کیا تھا پس اسے قتل کر دیا گیا تھا۔ اسی طرح جندب رضی اللہ عنہ سے بھی صحیحاً مروی ہے۔''(۱۴۳)

شیخ عبد الرحمٰن بن حسن آل شیخ رحمہ اللہ قول: ''وکذا صح عن جندب'' کے بارے میں فرماتے ہیں: ''مصنف رحمہ اللہ نے اس کے ذریعہ جادوگر کے قتل کی طرف اشارہ کیا ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''تاریخ'' میں ابوعثمان النہدی سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: ولید کے پاس ایک آدمی کھیل تماشہ دکھا رہا تھا۔ اس نے کسی آدمی کو ذبح کر دیا اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ ہمیں تعجب ہوا پھر اُس نے اس کا سر جوڑ دیا۔ جندب الازدی رضی اللہ عنہ آئے اور

١٤١۔ ينظر الروايتان في مسند أبي يعلى ٣٠٣/٢

١٤٢۔ فتح المجيد ص ٢٤٣۔٢٤٤

١٤٣۔ رواه مالك في الموطأ كتاب العقول (٤٦) ٨٧١/٢ بلاغاً وإسناده منقطع ووصله عبد الرزاق في المصنف ١٨٠/١٠ وذكره صاحب كتاب التوحيد (مع فتح المجيد) ص ٢٤٤

انہوں اس جادوگر کو قتل کر دیا۔(۱۴۴) امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''دلائل النبوۃ'' میں اس واقعہ کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔(۱۴۵) اس میں یہ بھی مروی ہے کہ ولید کے حکم سے اس شخص کو (قتل سے قبل) قید میں ڈالا گیا تھا۔ پھر اس کے بعد مکمل قصہ بیان کیا ہے۔ یہ روایت بہت سے سلسلۂ اسناد سے آئی ہے۔''(۱۴۶)

میں کہتا ہوں کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ ابوعثمان النہدی سے اور وہ جندب البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ''انہوں نے ایک جادوگر کو قتل کیا تھا جو ولید بن عقبہ کے پاس تھا۔ پھر فرمایا: ''أَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ''(۱۴۷) [کیا وجہ ہے کہ تم آنکھوں دیکھتے جادو میں آ جاتے ہو؟]۔

امام الدعوۃ رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں: '' امام احمد رحمہ اللہ نے تین صحابہ رضی اللہ عنہم سے جادوگروں کو قتل کرنے کا حکم نقل کیا ہے۔''(۱۴۸)

معلوم ہوا کہ جادوگر کا قتل کرنا صحیح اور ثابت ہے اور وہ تین صحابہ کرام جن سے جادوگروں کا قتل منقول ہے جندب، حفصہ اور عمر رضی اللہ عنہم ہیں اور یہی صحیح ہے۔ جندب بن کعب رضی اللہ عنہ نے ایک جادوگر کو قتل کیا تھا جو ولید بن عقبہ کے سامنے جادو کر رہا تھا۔ چونکہ جادوگر کافر ہے، چنانچہ اس حدیث کی بنیاد پر اسے قتل کیا جائے گا کہ جس کی روایت انہوں نے کی ہے، جیسا کہ ''المغنی'' میں ہے۔(۱۴۹)

۱۴۴۔ التاریخ الکبیر للبخاری ۲۲۲/۲، قال الذهبی فی تاریخ الإسلام ۳/۳: إسناده صحیح

۱۴۵۔ کما فی الإصابة ۲۵۰/۱ وأخرجه فی السنن الکبریٰ ۱۳۶/۸

۱۴۶۔ فتح المجید ص ۲۴۳۔۲۴۴

۱۴۷۔ سنن الدار قطنی (مع التعلیق) ۱۱٤/۳

۱۴۸۔ کتاب التوحید (مع فتح المجید) ص ۲٤٤

۱۴۹۔ کذا فی المغنی ۱۵۳/۸

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ساحر کی سزا قتل ہے کیونکہ وہ کافر یا کفر کے مشابہ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ'' [سات موبقات سے بچو] اور ان سات چیزوں میں جادو کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ ''موبقات'' سے مراد ''مهلکات'' یا ہلاکت خیز یا غارت گر چیزیں ہیں۔ چنانچہ بندہ کو چاہیے کہ اپنے رب سے ڈرے اور ایسا کام نہ کرے جو اس کی دنیا اور آخرت کے خسارہ کا باعث ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبُهُ بِالسَّيْفِ'' [جادوگر کی سزا تلوار سے گردن زدنی ہے] لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ جندب رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔''(۱۵۰)

امام ابنِ قدامہ المقدسی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے: ''جادوگر کی سزا قتل ہے۔ یہی بات عمر، عثمان بن عفان، عبداللہ بن عمر، حفصہ، جندب بن عبداللہ، جندب بن کعب، قیس بن سعد رضی اللہ عنہم اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے مروی ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کا قول بھی یہی ہے لیکن امام شافعی رحمہ اللہ مطلق جادو کی وجہ سے قتل کے قائل نہیں ہیں۔ یہ قول امام ابن منذر رحمہ اللہ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ کا بھی ہے (۱۵۱) (جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک مدبرہ کو (یعنی اس لونڈی کو جس کے مالک کے مرنے کے بعد اس کی آزادی کی شرط ہو) کہ جس نے ان پر جادو کیا تھا فروخت کر دیا تھا۔ اگر اس کا قتل واجب ہوتا تو اس کی بیع حلال نہ ہوتی۔ (۱۵۲) اور اس لئے بھی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: ''لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: كُفْرٌ بَعْدَ إِيمَانٍ، أَوْ زِنًى بَعْدَ إِحْصَانٍ، أَوْ قَتْلُ نَفْسٍ بِغَيْرِ حَقٍّ'' (۱۵۳) [کسی مسلمان شخص کا خون حلال نہیں ہوتا ہے، مگر تین

۱۵۰۔ الکبائر ص ۱۶۔۱۷ ۱۵۱۔ ینظر: المغنی لابن قدامة ۳۰۲/۲

۱۵۲۔ وقال علی رضی اللّٰه عنه: "الساحر کافر ویحتمل أن المدبرة تابت، فسقط عنها القتل والکفر بتوبتها ویحتمل أنها سحرتها، بمعنی أنها ذهبت الی ساحر سحر لها" کذا فی المغنی ۱۵۳/۸

۱۵۳۔ رواه البخاری (مع الفتح) ۲۰۱/۱۲ ومسلم فی القسامة وأبو داود (مع العون) فی الحدود ۲۲۲/٤ والترمذی (مع التحفة) فی الحدود ۲۳۰/۲ والنسائی (مع التعلیقات) فی التحریم ۱۶۱/۲ والدارمی فی السیر ۶۶۶/۲ وأحمد ۶۱/۱، ۶۲، ۶۵، ۷۰، ۱۶۲، ۲۸۲، ٤۲۸، ٤٤٤، ۱۸۱/۶، ۲۱٤

وجہ سے: اول۔ ایمان کے بعد کفر سے، دوم۔ شادی کے بعد زنا کاری سے اور سوم: کسی انسان کو ناحق قتل کرنے سے]۔ اور یہاں ان تین وجوہات میں سے کوئی بھی وجہ نہیں پائی جاتی ہے، لہٰذا واجب ہوا کہ اس کا خون حلال نہ کیا جائے۔''(۱۵۴)

علامہ محمد بن ابی العز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جمہور علماء جادوگر کے قتل کو واجب قرار دیتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ سے منصوص مسلک میں ایسا ہی ہے۔ یہی چیز صحابہ کرام، مثلاً عمر، ابن عمر اور عثمان وغیرہم رضی اللہ عنہم سے بھی ماثور ہے۔ البتہ اس بارے میں ان کا اختلاف ہے کہ جادوگر سے توبہ کرائی جائے گی یا نہیں؟ کیا وہ سحر کے باعث کافر ہو جاتا ہے؟ اور کیا اسے زمین پر فساد پھیلانے کی کوشش کے سبب قتل کیا جائے گا؟ ایک جماعت کہتی ہے کہ اگر وہ جادو سے کسی کا قتل کر دے تو اسے قتل کیا جائے، ورنہ اگر اس کے قول و عمل میں کوئی چیز موجب کفر نہ ہو تو اسے قتل کیے بغیر عقاب (سزا) دی جائے۔ یہ چیز امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے اور ایک قول کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ کا مسلک بھی یہی ہے۔''(۱۵۵)

سماحۃ الشیخ ابنِ باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جادوگر کو قتل کر دیا جائے گا۔ اس سے توبہ نہیں کرائی جائے گی کیونکہ اس کی توبہ اس کی سزا کو نہیں روکتی ہے۔ بسا اوقات وہ جھوٹ بول کر توبہ کا اظہار کرتا ہے مگر لوگوں پر اس کا ضرر باقی رہتا ہے۔ لہٰذا جب اس کا سحر ثابت ہو جائے تو اس کا قتل کیا جانا ضروری ہے تا کہ لوگوں کو ضرر نہ پہنچا سکے۔ ''صحیح البخاری'' میں بجالہ سے مروی ہے: عمر رضی اللہ عنہ نے ملک شام کے تمام علاقوں کے امراء کو فرمان لکھ بھیجا تھا کہ وہ ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کر دیں۔ کیونکہ بسا اوقات جادوگر اپنی توبہ کا اظہار کرتے ہیں مگر حقیقت میں وہ منافقوں کی طرح جھوٹے ہوتے ہیں۔ چنانچہ صحیح قول کے مطابق جادوگر کو اس کے کفر کی وجہ سے قتل کر دیا جائے گا۔

۱۵۴۔ المغنی ۱۵۳/۸

۱۵۵۔ شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص ۵۱۹

اسے توبہ کی ترغیب نہیں دلائی جائے گی۔

فائدہ: بعض اہلِ علم جن میں امام شافعی رحمہ اللہ بھی شامل ہیں نے کہا ہے: اگر جادوگر کا جادو معروف چیزوں کے سبب ایذا پہنچاتا ہے مگر عقل نہیں بدلتی بلکہ صرف تکلیف پہنچاتا اور بیمار کر دیتا ہے اس کے جادو میں علمِ غیب کا دعویٰ بھی نہیں ہوتا اور نہ وہ شیطانوں سے خدمت وتعاون لیتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں نیز شرک وغیرہ کا ارتکاب بھی نہیں کرتا تو ایسا شخص قتل نہیں کیا جائے گا کیوں کہ اس کو جادو نہیں بلکہ ظلم وایذا سے تعبیر کیا جائے گا۔ ایسے شخص کو پیٹا اور ادب سکھایا جائے گا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک جادوگروں کے قتل سے مراد وہ جادوگر ہیں جو جنوں سے خدمت لیا کرتے ان کی عبادت کرتے اور علمِ غیب کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جادوگروں کی اکثریت اسی میں مبتلا ہے۔ پس ایسے لوگ قتل کر دیئے جائیں گے، یہی صحیح بات ہے۔"[١٥٦]

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "جادو سیکھنا حرام ہے بلکہ جب اس کا وسیلہ شیطانوں سے مدد طلب کرنا ہو تو یہ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾[١٥٧] [اور اس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے شیاطین سلیمان علیہ السلام کی حکومت میں پڑھتے تھے۔ حالانکہ سلیمان علیہ السلام نے تو کفر نہ کیا تھا بلکہ یہ کفر

١٥٦۔التعليق المفيد ص ١٤١۔١٤٢

١٥٧۔سورة البقرة:٢:١٠٢

شیطانوں کا تھا جو لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔ اور بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا، وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے، جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں لہٰذا تو کفر نہ کر۔ پھر بھی لوگ ان سے وہ سیکھتے تھے جس سے کہ خاوند و بیوی میں جدائی ڈال دیں۔ حالانکہ وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انہیں (سراسر) نقصان پہنچائے اور (ہرگز) نفع نہ پہنچا سکے۔ اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ اسے مول لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے]۔

جادو کی یہی وہ قسم ہے جسے سیکھنے میں شیطانوں سے مدد طلب کی جاتی ہے اور جو کفر ہے۔ اس کا استعمال بھی کفر نیز مخلوق پر ظلم اور سرکشی ہے۔ لہٰذا جادوگر کو قتل کیا جائے گا خواہ مرتد ہونے کی وجہ سے یا سزا کے طور پر۔ پس اگر اس کا جادو ایسا ہو جس سے کفر لازم آتا ہو تو اسے کافر اور مرتد ہونے کے سبب قتل کیا جائے گا لیکن اگر اس کا جادو کفر کے درجہ تک نہ پہنچتا ہو تو بھی اس کے شر کو دفع کرنے اور مسلمانوں کو اس کی تکالیف سے بچانے کے لئے سزا کے طور پر اسے قتل کیا جائے گا۔"(۱۵۸)

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ جادوگر کی مطلق سزا کے بارے میں فرماتے ہیں:
"جادوگر کی سزا تلوار سے اس کی گردن مار دینا ہے، جیسا کہ تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے وارد ہے۔ جادوگروں، کاہنوں اور قیافہ شناسوں کے پاس جانا اور ان کی تصدیق کرنا بھی جائز نہیں ہے۔"(۱۵۹)

میں کہتا ہوں کہ جادوگر کی گردن زدنی کی مذکورہ بالا سزا صرف اسلام ہی میں نہیں ہے بلکہ امم سابقہ میں بھی یہ سزا رائج تھی، چنانچہ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں مذکور ہے:

۱۵۸۔ فقہ العبادات ص ٦٨

۱۵۹۔ حاشیۃ الدروس المہمۃ ص ۱۸۸

''شریعتِ موسوی کی کتاب عہد نامہ عتیق (The Old Testament) میں عمومی طور پر شعبدہ بازوں اور جادوگروں پر ضدِ معاشرہ اور مخالفِ اللہ ہونے کے باعث ملامت کی گئی ہے اور ان کے جرم کو موت کی سزا کا حقدار بتایا گیا ہے۔''(۱۶۰)

☆☆☆

۱۶۰۔ انسائکلوپیڈیا برٹینیکا ۹۴/۲۵

اہلِ کتاب جادوگر کی سزا

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’اہلِ کتاب جادوگر کو اس کے جادو کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا لیکن اگر وہ جادو سے کسی کا قتل کر دے تو اسے قصاص میں ضرور قتل کیا جائے گا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: احادیث (مذکورہ) کے عموم کی بنا پر اسے قتل کیا جائے گا۔ اور اس لئے بھی کہ یہ جنایت (وہ فعل جس سے کسی انسانی جان یا جسمانی اعضاء کو گزند پہنچتی ہو) کی سزا ہے۔ اگر اس کی وجہ سے ایک مسلمان کا قتل واجب ہے تو ذمی کا قتل بھی واجب ہوگا۔‘‘(۱۶۱)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے: ’’ابنِ بطال رحمہ اللہ کا قول ہے: امام مالک اور امام زہری رحمہما اللہ کے نزدیک اہل کتاب جادوگر کو قتل نہیں کیا جائے گا البتہ اگر وہ اپنے جادو کے ذریعہ کسی کو قتل کر دے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ یہی قول امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کا بھی ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے: اگر جادوگر اپنے جادو کے ذریعہ کسی مسلمان کو نقصان پہنچا دے تو اسے قتل کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس سے کسی معاہدہ کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو۔ نبی کریم ﷺ نے لبید بن اعصم کو اس لئے قتل نہیں کیا تھا کہ آپ ﷺ اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیتے تھے۔ اور اس لئے بھی کہ آپ ﷺ کو یہ خدشہ لاحق تھا کہ اگر اس کو قتل کیا گیا تو مسلمانوں اور ان کے حلیف انصار کے مابین فتنہ نہ اٹھ کھڑا ہو۔ ابن حجر رحمہ اللہ مزید کہتے ہیں: امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک جادوگر کا حکم زندیق کا حکم ہے۔ لہٰذا اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور اس پر جادو ثابت ہونے کے بعد سزا کے طور پر اسے قتل کر دیا جائے گا۔ امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جادوگر کو اس وقت تک قتل نہیں کیا جائے جب تک کہ وہ اپنے جادو کے ذریعہ کسی کو قتل کرنے کا اعتراف نہ کرے۔ پس اگر اعتراف کر لے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ اگر یہ

١٦١۔ المغنى ١٥٥/٨

اعتراف کرے کہ اس کا جادو قتل کر بھی سکتا ہے اور نہیں بھی، نیز یہ کہ اس نے کسی پر جادو کیا اور وہ مر گیا تو اس پر قصاص نہیں بلکہ دیت (خون بہا) واجب ہوگا، جو اس کے مال سے ادا کیا جائے گا۔ یہ خون بہا اس کے قریبی عزیز و اقارب (جو عموماً خون بہا کی ادائیگی میں شریک ہوتے ہیں) سے نہیں لیا جائے گا۔ اس قتل کو جادو کے ذریعہ ثابت شدہ قتل تصور نہیں کیا جائے گا۔ امام ابوبکر رازی رحمہ اللہ نے ''الأحکام'' میں یہ دعویٰ کیا ہے: امام شافعی رحمہ اللہ اپنے اس قول میں منفرد ہیں کہ اگر جادوگر اپنے جادو کے ذریعہ کسی کو قتل کرنے کا اعتراف کر لے تو اسے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر جادو میں ایسا قول و فعل پایا جاتا ہو جو کفر کا متقاضی ہو تو جادوگر کافر ہو جائے گا۔ اگر وہ توبہ کر لے تو ہمارے نزدیک اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور اگر اس کے جادو میں کفر کی متقاضی کوئی چیز نہ ہو تو اسے تعزیراً ضرب لگائی جائے گی اور اسے توبہ کی ترغیب دلائی جائے گی۔''(۱۶۲)

کاہن (پیشین گوئی کرنے والے)

شادی بیاہ، امتحان اور طلبِ روزگار وغیرہ جیسے اہم موقعوں پر نجومیوں، کاہنوں، عرافوں اور ساحروں کی طرف رجوع کر کے ان سے زندگی کے ان اہم مراحل میں اپنی کامیابی و کامرانی کے متعلق دریافت کرنا اور اس پر یقین کرنا جاہل طبقہ میں بہت عام ہے، حالانکہ یہ لوگ ہرگز غیب کا علم نہیں رکھتے، جیسا کہ سورہ الجن کی آیات ۲۶۔۲۷ اور سورہ النمل کی آیت ۶۵ سے معلوم ہوتا ہے۔ ان کی گمراہی، دنیا اور آخرت میں ان کی سوء عاقبت اور خسران پر سورہ بقرہ کی آیت ۱۰۲، سورہ طٰہٰ کی آیت ۶۹ اور سورہ الأعراف کی آیات ۱۱۷۔۱۱۸ شاہد ہیں۔ ان لوگوں کی بتائی ہوئی بعض باتوں کے سچ ہو جانے کی حقیقت پر ذیل میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۶۲۔ فتح الباري ۲۳۶/۱۰

جنوں کے بعض آسمانی خبروں کو اچک لے بھاگنے کی کیفیت

ایک حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے آسمانی خبروں کو اُچک لے بھاگنے کی کیفیت کی وضاحت اس طرح روایت کی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کسی امر کے بارے میں فیصلہ فرماتا ہے تو فرشتے اللہ کے حکم کی فرمانبرداری میں اپنے بازو پھڑ پھڑاتے ہیں اور اس سے اس طرح کی آواز پیدا ہوتی ہے گویا کہ زنجیر چٹانوں پر کھینچی جارہی ہو۔ جب ان کے دلوں پر سے خوف کی کیفیت دور ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا حکم فرمایا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ حق فرمایا ہے، اور وہی سب سے اعلیٰ اور برتر ہے۔ پس چوری سے سننے والے (جن) اس حکمِ الٰہی کو سن لیتے ہیں۔ وہ چوری چھپے سننے والے ایک دوسرے کے اوپر کھڑے ہو کر اوپر پہنچتے ہیں۔ کبھی شہابِ ثاقب اس سننے والے کو آ لگتا ہے، اور اسے جلا کر بھسم کر دیتا ہے، اس سے قبل کہ وہ سنی ہوئی بات اپنے نچلے ساتھی کو بتادے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شہابِ ثاقب اسے نہیں لگتا حتیٰ کہ وہ اپنے سے نچلے والے کو اور وہ اس سے نیچے والے تک اس خبر کو پہنچا دیتا ہے حتیٰ کہ وہ خبر سب سے نیچے والے جن تک جا پہنچتی ہے جو زمین پر ہوتا ہے۔ پس وہ خبر ساحر (یا کاہن) کے منہ تک پہنچ جاتی ہے جو اس میں سو جھوٹ ملا کر جھوٹ بولتا ہے۔ جب اس کی وہ ایک خبر سچ ہو جاتی ہے تو لوگ یہی کہتے ہیں کہ کیا اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ فلاں اور فلاں دن ایسا اور ویسا ہوگا؟ ہم نے اسے آسمانوں کی سچی خبر سننے کی وجہ سے سچا پایا ہے۔''(۱۶۳)

ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی ایک طویل حدیث میں شہابِ ثاقب سے متعلق دورِ جاہلیت کی

۱۶۳۔ رواہ البخاری ۳۸۰/۸، ۵۳۷-۵۳۸

خرافات کا انکار کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''جب ہمارا رب کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے تو عرش اٹھانے والے فرشتے اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں، پھر ان سے نچلے آسمان والے (فرشتے) تسبیح بیان کرتے ہیں، حتیٰ کہ یہ تسبیح اس آسمانِ دنیا والے فرشتوں تک پہنچ جاتی ہے۔ پس عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کے نیچے والے فرشتے ان سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ تو وہ انہیں فرمانِ الٰہی کی خبر دیتے ہیں۔ پھر آسمان والے ایک دوسرے کو اس فرمانِ الٰہی کی خبر دیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ خبر اس آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتی ہے، جہاں سے جن اسے سنتے اور لے اُچکتے ہیں پھر اپنے ہمرازوں (جادوگروں اور کاہنوں) تک وہ خبر پہنچا دیتے ہیں۔ جب وہ بعینہ ان تک خبر پہنچاتے ہیں تو وہ حق ہوتی ہے لیکن وہ جادوگر اور کاہن از خود اس میں سو جھوٹ ملا کر اضافہ کر دیتے ہیں۔''(۱۶۴)

ایک اور حدیث میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے بادلوں میں زمین پر واقع ہونے والے امر کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔ شیطان ان کا کوئی کلمہ سن کر اسے کاہن کے کان میں انڈیل دیتا ہے جس طرح شیشی یا بوتل میں کوئی چیز انڈیلی جاتی ہے پھر وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ بڑھا دیتے ہیں۔''(۱۶۵)

۱٦٤۔ رواہ أحمد ۲۱۸/۱ ومسلم ۱۷۵۰/٤ (۲۲۲۹)

۱٦٥۔ رواہ البخاری ۳۳۸/٦ (۳۲۸۸)

کہانت کی حقیقت

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الـکـهـانة'' کی کاف پر زبر ہے لیکن زیر کے ساتھ بھی جائز ہے۔ اس سے مراد علمِ غیب کا دعویٰ کرنا ہے، مثال کے طور پر اسباب کو دیکھ کر زمین میں واقع ہونے والی چیزوں سے باخبر کرنا۔''(١٦٦)

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الکهانة'' ''فعاله'' کے وزن پر ہے اور ''کهــن'' سے ماخوذ ہے۔ اس سے مراد جھوٹ باندھنا یا اٹکل ہانکنا اور حقیقت کو بے بنیاد ذرائع سے تلاش کرنا ہے۔''(١٦٧)

اس کی حقیقت کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے جس میں وہ فرماتی ہیں: ''کچھ لوگوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کچھ بھی نہیں ہے، یعنی محض لغو ہے۔ ان لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ ہمیں ایسی باتیں بتاتے ہیں جو کبھی سچ ہو جاتی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ کلمہ حق ہے جس کو جن اُچک لیتا ہے، پھر اپنے دوست (کاہن) کے کان میں ڈال دیتا ہے۔ پھر وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر پیش کرتا ہے۔''(١٦٨)

امام مسلم رحمہ اللہ نے عبد بن حمید سے، انہوں نے عبدالرزاق سے روایت کی ہے: حدیث میں وارد لفظ ''يَـخْـطَـفُـهَـا الْـجِنُّ'' کے معنی یہ ہیں کہ جن اسے اُچک لیتا ہے یا تیزی کے ساتھ

١٦٦ـ فتح الباری ٢١٦/١٠
١٦٧ـ فقه العبادات ص ٦٣

١٦٨ـ رواه البخاری ٢١٦/١٠ ومسلم فی السلام (٢٢٢٨) والبغوی ١٨٠/١٢ وأحمد ١٢٨/١، ٨٧/٦ والبخاری فی الأدب المفرد ص ٣٠٧ـ٣٠٨ والبیهقی فی الدلائل ٢٣٥/٢ وأورده الذهبی فی الکبائر ص ١٨٥ وابن الأثیر فی جامع الأصول ٦٣/٥

چھینتا، جھپٹتا اور لپک کر لے لیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ﴾ (١٦٩) [مگر جو کوئی ایک آدھ بات اُچک لے بھاگے یعنی بات کو تیزی سے لپک لے]۔ (١٧٠)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس بارے میں اصل چیز یہ ہے کہ جن فرشتوں کی باتوں میں سے کچھ اُچک لیتا ہے جسے وہ کاہن کے کان میں ڈال دیتا ہے۔ لفظ ''کاھن'' کا اطلاق ''عراف'' پر بھی ہوتا ہے جو کنکریاں پھینک کر فال نکالتا ہے اور اسی طرح ''نجومی'' پر بھی ہوتا ہے۔ اس کا اطلاق اس پر بھی ہوتا ہے جو دوسرے کاموں کو انجام دیتا ہے اور دوسروں کی ضرورتیں پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ''المحکم'' میں مذکور ہے کہ کاہن غیب کے ذریعہ فیصلہ کرتا ہے۔ ''الجامع'' میں ہے کہ اہلِ عرب ہر اس شخص کو کاہن کہتے تھے جو کسی چیز کے وقوع سے قبل اس کی خبر دے۔ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کاہن ایسی قوم ہے جن کے پاس بغض وعناد والے ذہن، شر وفساد والے نفس، آگ اور شعلہ والی طبیعتیں ہوتی ہیں۔ ان کے اور شیطانوں کے مابین فطرت کی اسی مناسبت کے باعث شیطانوں کا جھکاؤ ان کی طرف ہو جاتا ہے اور شیطان حتی المقدور ان کی مدد کرتے ہیں۔ دورِ جاہلیت میں بالخصوص عربوں کے نزدیک سلسلۂ نبوت نہ ہونے کے باعث ہر طرف کاہن پھیلے ہوئے تھے۔'' (١٧١)

اور امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کاہن وہ ہوتا ہے جو زمانہ مستقبل کے حالات کی خبریں دیتا ہے اور راز واسرار کو جاننے، نیز علمِ غیب سے واقفیت کا دعویٰ کرتا ہے۔ عربوں میں کاہن ہوتے تھے جو واقعات کو جاننے کا دعویٰ کرتے تھے۔ ان میں سے بعض یہ دعویٰ بھی کرتے تھے کہ جنوں کا

١٦٩۔ سورة الصافات : ١٠

١٧٠۔ شرح السنة ١٠/١٨٠۔١٨١

١٧١۔ فتح الباری ١٠/٢١٦۔٢١٧

ایک سردار ان کے تابع ہے جو انہیں خبریں پہنچاتا ہے۔ ان میں سے بعض اپنی قوتِ فہم سے امورِ غیبیہ کو جاننے کا دعویٰ بھی کرتے تھے۔''(۱۷۲)

امام ابنِ قیم الجوزیہ رحمہ اللہ کہانت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''کاہن شیطان کے پیغامبر ہوتے ہیں کیونکہ مشرکین بے قراری کے ساتھ ان کے پاس جایا کرتے تھے اپنے اہم معاملات میں ان سے فریادرسی کرتے تھے، ان کو سچا جانتے تھے، ان سے فیصلے کرواتے تھے اور ان کے فیصلوں پر رضامند ہو جاتے تھے جس طرح کہ رسولوں کی پیروی کرنے والے اپنے رسولوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ وہ لوگ یہ عقیدہ بھی رکھتے تھے کہ یہ کاہن غیب کا علم رکھتے ہیں اور غیب کی ایسی ایسی چیزوں کی خبریں دیتے ہیں کہ جو ان کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ وہ مشرکین کے نزدیک رسولوں کے ہم مقام ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ کاہن شیطان کے رسول ہیں جنہیں شیطان نے اپنی جماعت (یعنی مشرکین) کی طرف بھیجا ہے اور انہیں سچے رسولوں کے مشابہ بنا دیا ہے ...الخ۔'' (۱۷۳)

شیخ عبداللہ بن جاراللہ کہتے ہیں: ''کاہن وہ شخص ہوتا ہے جو چوری چھپے سننے والوں یا آسمانی خبریں اچک لے بھاگنے والے جنوں سے اخذ کرتا ہے، اور غیب کی باتوں نیز مستقبل میں ہونے والے واقعات کی خبریں دیتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ دل میں پوشیدہ باتوں کی خبریں بھی دیتا ہے۔''(۱۷۴)

۱۷۲۔ شرح السنة ۱۸۲/۱۲

۱۷۳۔ إغاثة اللهفان ۲۷۱/۱

۱۷۴۔ تذكير البشر ص ٤٠



کہانت کی قسمیں

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کہانت کی متعدد قسمیں ہیں۔ پہلی قسم: جسے وہ جنوں سے حاصل کرتے ہیں۔ جن ایک دوسرے کے اوپر سوار ہو کر آسمان کی طرف چڑھتے تھے یہاں تک کہ سب سے اوپر والا جن آسمانوں پر ہونے والی گفتگو کو سن کر اپنے سے نیچے والے جن کو بتا دیتا تھا اور وہ اپنے سے نیچے والے جن کو، حتی کہ وہ بات اس جن تک پہنچ جاتی تھی جو کاہن کے کان تک اس بات کو پہنچا دیتا تھا۔ پھر کاہن اس میں اضافہ کر کے لوگوں کو بتاتے تھے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ لیکن جب اسلام آیا اور قرآن نازل ہونا شروع ہوا تو آسمان تک شیطانوں کی پہنچ پر سخت پہرہ بٹھا دیا گیا اور ان پر ٹوٹنے والے ستاروں کو چھوڑ دیا گیا۔ پس اب صرف شیطانوں کا کبھی موقع پا کر بعض باتوں کو تیزی سے اچک لینا ہی رہ گیا ہے جسے اوپر والا شیطان تیزی سے اچک کر سب سے نیچے والے شیطان کو بتا دیتا ہے، قبل اس کے کہ اسے شہابِ ثاقب آ لگے۔ قرآنِ کریم کی اس آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے: ﴿إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ﴾[175] [مگر جو کوئی ایک آدھ بات اچک لے بھاگے تو (فوراً ہی) اس کے پیچھے دہکتا ہوا شعلہ لگ جاتا ہے]۔ اسلام کے آنے سے پہلے کہانت کی مصیبت عروج پر تھی جیسے کہ شق و سطیح وغیرہ کے قصے مشہور ہیں مگر اسلام کے بعد کہانت شاذ و نادر ہی رہ گئی، بلکہ قریب تھا کہ مکمل فنا ہی ہو جائے اور بیشک تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔

دوسری قسم وہ ہے جس میں جن جس کو اپنا دوست بنا لیتے ہیں اسے ایسی خبریں فراہم کرتے ہیں جو دوسروں سے پوشیدہ رہتی ہیں یا جن سے اکثر و بیشتر انسان بے خبر رہتا ہے یا اگر باخبر رہتا ہے تو

۱۷۵۔ سورۃ الصافات: ۱۰

قریب رہنے کے باعث مگر دور رہنے کے سبب مطلقاً بے خبر ہو جاتا ہے۔

تیسری قسم: وہ ہے جو گمان، اٹکل اور اندازہ کے ذریعہ ہوتی ہے۔ بعض کو اللہ تعالیٰ نے یہ قوت عطا فرمائی ہے، لیکن وہ اس میں بکثرت جھوٹ کی آمیزش کرتے ہیں۔

چوتھی قسم: وہ ہے جو تجربہ اور عام عادت پر اعتماد کے ذریعہ ہوتی ہے۔ جو واقعہ پہلے ہو چکا ہو اس سے آئندہ کے نتائج پر استدلال کیا جاتا ہے۔ اس آخری قسم میں جو چیز جادو کے مشابہ ہے وہ ان میں سے بعض کا پرندوں کو اڑا کر فال لینا، زمین پر لکیریں کھینچ کر زائچہ بنانا اور ستاروں کے کوائف سے حالات معلوم کرنا ہے۔ یہ تمام چیزیں شرعاً قابلِ مذمت ہیں۔"(۱۷۶)

۱۷۶۔ فتح الباری ۲۱۷/۱۰



کہانت کا جادو سے تعلق

ہم اس کتاب میں کہانت کا ذکر جادو کے ساتھ اس کی گہری مناسبت کی بنا پر کر رہے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان قدرِ مشترک ان کا مرجع ہے، یعنی شیاطین۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جس طرح کاہن مستقبل کی خبریں بتلا کر لوگوں پر اپنا اثر ڈالتا ہے اسی طرح جادوگر بھی لوگوں کی عقل ان کے افکار اور ان کے جسموں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ کبھی کبھی تو وہ مسحور کو ایسے توہمات میں مبتلا کر دیتا ہے کہ جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔''(۱۷۷)

۱۷۷۔ فقه العبادات ص ٦٩۔٧٠



عرّاف (قیافہ شناس)

قیافہ شناسی کی حقیقت:

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''قیافہ شناس، جو امور کی معرفت کا دعویٰ کرتا ہے، اصلاً اسباب کے پیش نظر ان امور کی جائے وقوع پر استدلال کرتا ہے۔ مثلاً چور جس نے کوئی چیز چرائی ہو یا خزانہ کی جگہ کی معرفت یا اگر کسی عورت پر زنا کی تہمت لگی ہو تو بتا دے کہ وہ کون شخص ہے یا اسی طرح کے بعض دوسرے امور۔ بعض لوگ نجومی کو کاہن بھی کہتے ہیں۔''(۱۷۸)

علامہ محمد بن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ ''شرح العقیدۃ الطحاویۃ'' میں فرماتے ہیں: ''بعض علماء کے نزدیک منجم بھی عراف کے اسم میں داخل ہے جب کہ بعض دوسروں کے نزدیک منجم عراف کا ہم معنی ہے۔''(۱۷۹)

امام الدعوۃ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بعض نے ایسے شخص کو کاہن کہا ہے اور یہ کاہن ہی ہے جو مستقبل میں واقع ہونے والی پوشیدہ چیزوں کی خبر دیتا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ دل کے اندر کی بات بتاتا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قیافہ شناس، کاہن، نجومی اور رمال (زائچہ بنانے والے) یا اس قسم کے دوسرے لوگ جو امورِ غیبیہ کے متعلق اس طرح کی خبریں دیتے ہیں سب کاہن ہی کے مختلف نام ہیں۔''(۱۸۰)(۱۸۱)

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ مندرجہ بالا اقوال میں سے بعض کلمات کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: ''مقدمات'' یعنی وہ بعض چیزوں کو بالترتیب رکھ کر اس سے

۱۷۸۔ شرح السنۃ ۱۸۲/۱۲
۱۷۹۔ شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص ۵۱۶
۱۸۰۔ مجموع الفتاویٰ: ۱۷۳/۳۵
۱۸۱۔ کتاب التوحید مع التعلیق المفید ص ۱۵۱

چوری کے مال کی جگہ کا پتہ لگا تا ہے۔ اور کبھی انہیں آ ثار وقرائن کے مدد سے، مثلاً کسی چو پایہ کے نشانات یا اس کے چرواہے کی علامات سے، سراغ لگا تا ہے اور اس سے سراغ مل بھی جا تا ہے۔ لیکن ایسا قیافہ شناس شخص قابلِ مذمت نہیں ہے، بشرطیکہ وہ علمِ غیب کا دعویٰ نہ کرے۔ رہی وہ چیزیں جن کا ادراک حواس سے ہو جا تا ہے تو وہ اس باب سے متعلق نہیں ہیں۔ اور ''دل کے اندر کی بات بتانے'' سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے جنوں اور دوست شیطانوں سے پوچھ کر بتائے کہ فلاں کا یہ ارادہ ہے یا انھوں نے یہ قصد کیا ہے۔ شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کا قول ہے: (پھر مذکورہ بالا قول نقل کرتے ہیں ......الخ)۔ تو یہ سب چیزیں (یعنی اس قسم کے نصوص وآ ثار) کاہنوں، جادوگروں اور لکیریں کھینچنے والوں کے قابلِ مذمت ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو علمِ غیب کے دعویدار ہیں۔''[۱۸۲]

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''قیافہ شناس وہ شخص ہے جو امور کو جاننے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور بظاہر وہ عراف ہی ہے جو واقعات کی خبریں دیتا ہے، جیسے چوری اور چور کی خبر یا گم شدہ چیز اور اس کی جگہ کی اطلاع دینا۔ شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عراف (قیافہ شناس)، نجومی اور لکیریں کھینچنے والے وغیرہ، (جیسا کہ تخمینہ لگانے والا جو علمِ غیب یا کشف کا دعویٰ کرتا ہے) یہ سب کاہن ہی کے نام ہیں۔ نیز فرماتے ہیں: نجومی بھی عراف میں داخل ہے اور بعض کے نزدیک نجومی عراف کا ہی ہم معنی ہے۔ مزید فرماتے ہیں: امام خطابی رحمہ اللہ کے نزدیک نجومی کاہن کے معنی میں داخل ہے۔ اہلِ عرب سے ایسا ہی منقول ہے لیکن دوسروں کے نزدیک وہ کاہن کی جنس سے ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ہوتا ہے لہٰذا باعتبار معنی اس سے ملحق ہے۔[۱۸۳] اور امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قیافہ شناسی جادو کا ایک ٹکڑا ہے۔ جادوگر اس سے خبیث تر ہوتا ہے۔ اور

۱۸۲۔ التعلیق المفید ص ۱۵۱

۱۸۳۔ مجموع الفتاوی: ۱۹۳،۱۷۳/۳۵

ابوالسعادت رحمہ اللہ کا قول ہے: عراف نجومی اور تخمینہ لگانے والے کو کہتے ہیں جو کہ علمِ غیب کا دعویٰ کرتا ہے، حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے اس علم کو اپنے ساتھ خاص کر رکھا ہے۔ (۱۸۴) اور امام ابنِ قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص پرندوں کو اڑا کر کامیاب فال نکالنے میں شہرت حاصل کر لے، اہلِ عرب اس کو عائف اور عراف کہتے تھے اور اس کا مقصد یہ ہے: اس شخص کی معرفت جو غیب دانی کا دعویٰ کرے۔'' پس وہ یا تو کاہن میں داخل ہے یا پھر معنوی اعتبار سے اس کا شریک ہے لہٰذا اس کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ بعض اوقات بعض غیبی امور کی خبر دینے والے کی بات اس لئے درست ہو جاتی ہے کہ وہ کشف کی بنا پر ہوتی ہے۔ اسی میں سے وہ چیز بھی ہے جو شیاطین کی جانب سے ہوتی ہے خواہ فال نکالنا ہو یا پرندے اڑا کر، کنکریاں پھینک کر، اور لکیریں کھینچ کر کوئی شگون اخذ کیا جائے یا جوتش، کہانت اور جادوگری ہو۔ یہ سب دورِ جاہلیت کے علوم ہیں۔ جاہلیت سے ہماری مراد ہر وہ شخص ہے جو انبیاء و رسل علیہم السلام کی پیروی سے خالی ہو، مثلاً فلسفی، کاہن اور نجومی وغیرہ۔ عرب کی جاہلیت سے مراد وہ لوگ ہیں جو نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے گزرے ہیں کیونکہ یہ سب چیزیں اس قوم کے علوم میں سے ہیں جن کے پاس رسولوں صلوات اللہ علیہم کا لایا ہوا علم نہیں تھا۔ ان تمام امور کے انجام دینے والے کاہن اور عراف یا ان کے ہم معنی کہے جاتے ہیں۔ پس جو شخص ان کے پاس گیا اور ان کی باتوں کی تصدیق کی وہ وعید کا مستحق ٹھہرا۔ ان علوم کو مختلف قوموں نے ان سے وراثت میں حاصل کیا اور اس کے ذریعہ علمِ غیب کا دعویٰ کیا حالانکہ غیب کو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے علم کے ساتھ خاص کر رکھا ہے۔'' (۱۸۵)

۱۸۴۔ النهاية لابن الأثير ۲۱۸/۳

۱۸۵۔ فتح المجيد ص ۲۵۵۔۲۵۶

علمِ جوتش (نجومیت)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''احوالِ فلکیہ سے حوادثِ ارضیہ پر استدلال کرنا نجومیت کہلاتا ہے۔''(١٨٦)

علمِ نجوم سے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اور کچھ بحث ''جادو کی دیگر اقسام (علمِ نجوم جادو ہی کی ایک قسم ہے)'' کے تحت اوپر گزر چکی ہے، اور ان شاء اللہ آگے بھی مزید کچھ بحث ''نجومیوں کے پاس جانے کا حکم'' کے زیرِ عنوان پیش کی جائے گی، وباللہ التوفیق۔

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علمِ نجوم جس سے منع کیا گیا ہے وہ علم ہے جس کے ذریعہ نجومی زمانہ مستقبل میں واقع ہونے والے واقعات اور حادثات کے علم کا دعویٰ کرتے ہیں، مثلاً ہوا کے چلنے، بارش کے آنے یا نرخ میں تبدیلی وغیرہ کے اوقات یا اسی طرح کی بعض دوسری چیزیں۔ ان چیزوں کے متعلق وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ستاروں کی گردش، رفتار، سمت، ان کے باہم جمع اور جدا ہونے سے وہ ان امور کے متعلق علم حاصل کرتے ہیں، نیز یہ کہ ستاروں کی یہ کیفیات سفلیات پر اثرانداز ہوتی ہیں اور اس سے وہ امورِ غیب پر حکم لگاتے ہیں، حالانکہ علمِ غیب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ خاص کر رکھا ہے اور اسے اللہ کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا۔''(١٨٧)

شیخ محمد صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''نجومیت'' نجم یعنی ستارہ، سے ماخوذ ہے۔ نجومیت سے مراد یہ ہے کہ آسمانی حالات سے زمینی واقعات پر استدلال کرنا۔ یعنی نجومی' زمین پر جو واقعات رونما ہو چکے ہیں یا ہوں گے انہیں ستاروں کی گردش، ان کے طلوع وغروب اور ان کے

١٨٦۔ مجموع الفتاویٰ: ١٩٢/٣٥

١٨٧۔ معالم السنن ٢٣٠/٤

باہمی قریب آنے یا دور ہٹنے یا اسی جیسی دوسری چیزوں سے جوڑتا ہے۔ نجومیت بھی جادو کی ایک قسم ہے اور حرام ہے کیونکہ یہ توہمات پر مبنی ہے جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ چنانچہ جو واقعات زمین پر رونما ہوتے ہیں ان کا آسمان میں واقع ہونے والی چیزوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے زمین پر رونما ہونے والے واقعات کا تعلق آسمانی حالات کے ساتھ جوڑنے کو باطل قرار دیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ اس طرح جوتش بھی اس معنی میں جادو ہی کی ایک قسم ہے۔ پس نجومیت بھی بے بنیاد اور بے اصل توہمات پر مبنی اور نفسیاتی طور پر عملاً متأثر کرنے کا سبب ہے۔ چنانچہ اس کے ذریعہ انسان توہمات، بدفالیوں اور بے انتہا گمراہیوں کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔" (۱۸۸)

لیکن اگر کسی دینی یا دنیوی مصلحت، مثلاً قبلہ کی سمت، مہینوں اور تاریخوں کے شمار یا کھلے سمندر اور صحراء وغیرہ میں راستہ کی طرف رہنمائی وغیرہ، کے لئے چاند، سورج، ستاروں اور سیاروں کا علم حاصل کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چنانچہ نعیم بن ہند نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: "تَعَلَّمُوا مِنَ النُّجُومِ مَا تَهْتَدُونَ بِهِ فِي بَرِّكُمْ وَبَحْرِكُمْ، وَتَعَلَّمُوا مِنَ النَّسَبَةِ مَاتَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ، وَتَعَلَّمُوا مَايَحِلُّ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ وَيَحْرُمُ عَلَيْكُمْ ثُمَّ انْتَهُوا" (۱۸۹) [علمِ نجوم میں سے وہ سیکھو جس سے تمہیں خشکی اور سمندر میں راستہ معلوم ہو سکے، علم حسب ونسب میں سے وہ سیکھو جس سے تم اپنے خونی رشتوں (صلہ رحم) کو پہچان سکو اور یہ بھی سیکھو کہ عورتوں میں سے کون تمہارے لئے حلال اور کون حرام ہیں اور پھر رک جاؤ]۔

تقریباً انہی الفاظ کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایک حدیث مروی ہے (۱۹۰) لیکن

۱۸۸۔فقہ العبادات ص ٦٥۔٦٦
۱۸۹۔ أخرجه بهذا اللفظ ابن أبی شیبة و ابن المنذر وأخرجه الخطیب فی کتاب النجوم کما فی الدر المنثور ٣٤/٣ والسمعانی فی الأنساب ١١/١ وذکره ابن رجب فی بیان فضل علم السلف ص ٣٣
۱۹۰۔ أخرجه البیهقی فی الشعب ٣٠٤/١، ونقله ابن رجب فی بیان فضل علم السلف ص ٣٢۔٣٣، ولکن إسناده ضعیف لضعف ابن لهیعة فیه



ضعیف ہونے کے باعث ہم اس سے صرفِ نظر کرتے ہیں۔

مسعر نے محمد بن عبید اللہ سے اور انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرمایا: ''علمِ نجوم میں سے وہ چیز سیکھو جس سے تم قبلہ اور راستہ جان سکو۔''(۱۹۱)

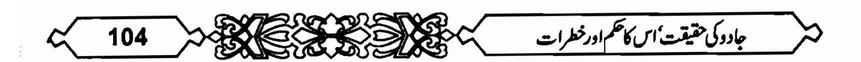
امام ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ابراہیم النخعی رحمہ اللہ کسی انسان کے علمِ نجوم، جس سے راستہ معلوم کیا جا سکے، سیکھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔''(۱۹۲)

حرب نے امام احمد اور امام اسحاق رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان دونوں اماموں نے چاند کی منازل کی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دی ہے، اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے تو اس بات کی اضافی اجازت بھی دی ہے کہ راستہ دکھانے والے ستاروں کے ناموں کو بھی سیکھا جائے لیکن قتادہ رحمہ اللہ نے چاند کی منازل کی تعلیم کو مکروہ قرار دیا ہے۔ ابن عیینہ رحمہ اللہ نے بھی اس کی اجازت نہیں دی ہے جیسا کہ ان حضرات نے حرب سے نقل کیا ہے۔(۱۹۳)

۱۹۱۔ کذا فی بیان فضل علم السلف ص ۳۳

۱۹۲۔ أخرجه ابن عبدالبر فی الجامع ۳۹/۲ ونقله عنه ابن رجب فی بیان فضل علم السلف ص ۳۴، وإسناده جید

۱۹۳۔ کذا فی بیان فضل علم السلف ص ۳٤



مسلمانوں کیلئے جوتش اور کہانت میں سے کیا چیز زیادہ پر خطر ہے؟

اس سوال کے جواب میں شیخ محمد صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ لوگوں میں اس چیز کی نشر و اشاعت پر مبنی ہے۔ بعض ملکوں میں نجومیت کا قطعاً نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ نہ وہ لوگ اس کی فکر کرتے ہیں اور نہ ہی اس کی تصدیق کرتے ہیں لیکن ان کے درمیان کہانت رائج ہوتی ہے جو کہ جوتش سے زیادہ خطرناک ہے۔ کبھی معاملہ اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔ لیکن امرِ واقعہ کے اعتبار سے کہانت اور جوتش میں سے کہانت زیادہ خطرناک اور بھیانک چیز ہے۔''(۱۹۴)

١٩٤ـ فقه العبادات ص ٦٧



کاہن اور نجومی کے پاس جانے کی ممانعت

حدیث شریف میں کاہن اور نجومی کے پاس جانے کی سخت ممانعت اور وعید آئی ہے۔ یہ وعید کبھی نماز کی عدم قبولیت کی ہے تو کبھی کفر تک پہنچانے کی ہے چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ نے معاویہ بن الحکم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: ''قُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ: مِنَّا رِجَالٌ یَطَّیَّرُونَ؟ قَالَ: ذٰلِکَ شَیْءٌ تَجِدُونَہُ فِی أَنفُسِکُمْ فَلا یَصُدَّنَّکُمْ قَالَ: قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ یَأْتُونَ الْکُھَّانَ؟ قَالَ: قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ یَخُطُّونَ قَالَ: خَطَّ نَبِیٌّ فَمَنْ وَافَقَ عِلْمَہُ عَلِمَ'' [195]

[میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے کچھ لوگ پرندوں سے فال نکالتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو تم اپنے دلوں میں پاتے ہو (مگر اس سے کچھ نہیں ہوتا) لہٰذا یہ چیز تم کو کسی کام سے نہ روکے۔ میں نے عرض کیا: ہم میں سے کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ان کے پاس نہ جاؤ۔ میں نے عرض کیا: ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں بھی کھینچتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ایک نبی تھے جو خط کھینچتے تھے۔ جو خط ان کے علم کے موافق ہوتا وہ اس کو جان لیتے تھے]۔

۱۹۵۔ صحیح مسلم (۵۳۷) وشرح السنة ۱۲/ ۱۸۱ والمصنف (۱۹۵۰۱)

کاہن وغیرہ کی کمائی حرام ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: ''ان کے والد (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کا ایک غلام تھا جو خراج ادا کرتا تھا اور آپ اس سے خراج کھالیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ غلام کچھ لے کر آیا تو آپ نے اس سے کچھ کھالیا۔ غلام نے کہا: آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ کہنے لگا کہ میں دورِ جاہلیت میں کہانت کیا کرتا تھا حالاں کہ میں اسے اچھی طرح جانتا بھی نہ تھا بلکہ دھوکہ سے کام چلاتا تھا۔ سو کسی نے اب مجھے اس کی اجرت دی ہے، جو ابھی آپ نے کھائی ہے۔ یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کھایا تھا قے کر دیا اور جو بھی ان کے پیٹ میں تھا سب باہر نکال دیا۔''(196)

ایک اور حدیث میں واضح طور پر مذکور ہے کہ جو اس پیشہ سے وابستہ ہو اس کی کمائی خبیث اور حرام ہے، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' میں ابومسعود الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ(197) [نبی کریم ﷺ نے کتے کی قیمت جسم فروشی اور کہانت کی اجرتوں سے منع فرمایا ہے]۔

علامہ محمد بن ابی العز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حلوان کے اس معنی (حکم) میں نجومیوں، صاحبِ ازلام (فال نکالنے والوں) لکڑی کی تختیوں پر ابجد لکھ کر کنکریاں اور کوڑیاں پھینکنے اور ریت پر لکیریں کھینچ کر قسمت بتانے والوں کی کمائی بھی داخل ہے۔ ان سب کی کمائی حرام ہے اور ان سب کی کمائی کے حرام ہونے پر متعدد علماء، مثلاً امام بغوی، قاضی عیاض وغیرھما نے اجماع نقل کیا ہے۔''(198)

١٩٦۔ رواه لبخاری ١٤٩/٧ ونقله عنه الخطيب التبريزی فی "مشكوة المصابيح" مع تنقيح الرواة، كتاب البيوع ١٥٧/٢

١٩٧۔ رواه البخاری (مع الفتح) ٢١٦/١٠ ومسلم في المساقاة (٣٩) وأبو داود (مع العون) ٢٧٩/٣ والترمذی (مع التحفة) ١٧١/٣، ١٩١/٢ وقال: حديث أبی مسعود حديث حسن صحيح والنسائی (مع التعليقات) ٢٢٥/٢ وابن ماجه (٢١٥٩) ومسند أحمد ١١٩/٤، ١٢٠

١٩٨۔ شرح العقيدة الطحاوية من ٥١٧



کاہنوں کے پاس جانے والے کا حکم

امام ذہبی رحمہ اللہ نے کاہنوں اور نجومیوں کی تصدیق کرنے کو چھیالیسواں گناہِ کبیرہ شمار کیا ہے، اور سورۃ الاسراء اور سورۃ الجن کی آیتوں سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَالَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولاً﴾ (۱۹۹) [جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ، کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے] مفسر واحدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں' کلبی رحمہ اللہ کا قول ہے: ''تو کوئی ایسی بات نہ کہہ جس کا تجھے علم نہ ہو''۔ قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: تو یہ نہ کہہ کہ میں نے سنا حالانکہ تو نے سنا نہ ہو، یا یہ نہ کہہ کہ میں نے دیکھا حالانکہ تو نے دیکھا نہ ہو اور اسی طرح یہ نہ کہہ کہ میں نے جانا حالانکہ تو جانتا نہ ہو۔ ان تفسیری اقوال سے مراد یہ ہے کہ اس امر کے بارے میں ہرگز کچھ نہ کہا جائے جس کا تجھے علم نہ ہو۔ اور والبی رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولاً﴾ کے بارے میں روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے یہ سوال کرے گا کہ تم نے ان چیزوں کو کس کام میں استعمال کیا؟ اس میں اس چیز کی طرف دیکھنے پر زجر ہے جو حلال نہ ہو اور اس چیز کے سننے پر بھی زجر ہے جو حرام ہو بلکہ اس کا ارادہ بھی جائز نہیں ہے، واللہ أعلم۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ☆ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَّسُولٍ﴾ (۲۰۰) [وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس پیغمبر کے جسے وہ پسند کرلے] امام ابن الجوزی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: غیب کا جاننے والا صرف تنہا اللہ عز وجل ہے، اس کی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ پس اس کا غیب انسانوں میں سے کسی پر ظاہر نہیں ہوتا

۱۹۹۔ سورۃ الإسراء:۳۶

۲۰۰۔ سورۃ الجن:۲۶۔۲۷

یا کوئی اس پر مطلع نہیں ہوتا، سوائے اس رسول کے کہ جس کو بتانے پر خود اللہ تعالیٰ رضا مند ہو، کیونکہ یہ چیز رسولوں کے ذریعہ دی جانے والی غیب کی خبروں کی صداقت کی دلیل ہے۔ اور ﴿مَنِ ارْتَضٰی﴾ سے مراد یہ ہے کہ جس کی رسالت سے اللہ راضی ہوا سے غیب کی چیزوں میں سے جو وہ چاہتا ہے بتا دیتا ہے۔ اس میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ جو یہ دعویٰ کرے کہ علمِ نجوم غیب پر دلالت کرتا ہے تو وہ کافر ہے۔ واللہ أعلم.''[۲۰۱]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جہاں تک جنوں یا ان سے سوال کا تعلق ہے جو جنوں سے سوال کرتے ہوں (یعنی کاہنوں سے) تو اگر یہ ان کی بتائی ہوئی تمام باتوں کی تصدیق کے لئے یا مسئول (یعنی جنوں اور کاہنوں) کی تعظیم کے لئے ہو تو حرام ہے (پھر صفیہ اور معاویہ بن الحکم السلمی رضی اللہ عنہما کی بعض دوسری ازواجِ مطہرات سے مروی احادیث سے استدلال کرتے ہیں)۔ لیکن اگر ان کے امتحان یا ان کے باطن کو جاننے، یا ان کے سچ اور جھوٹ کے مابین امتیاز کے لئے ان سے سوال کیا جائے تو ایسا کرنا جائز ہے، جیسا کہ ''صحیحین'' کی اس حدیث سے ثابت ہے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنِ صیاد سے پوچھا تھا: تیری کیا رائے ہے؟ ابنِ صیاد نے جواب دیا تھا: مجھے سچے اور جھوٹے دونوں طرح کے لوگ ملتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کا معاملہ تیرے لئے خلط ملط ہو گیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تجھ سے کچھ چھپا کر رکھا ہوا ہے (پس تو بتا کہ یہ کیا ہے؟) ابنِ صیاد نے کہا: یہ دھواں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھ پر دھتکار ہو، تیرا مقام اس سے زیادہ نہیں جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے (کاہنوں کے) لئے مقدر کر دیا ہے۔''[۲۰۲]
اسی طرح جو سنتا ہے کہ کاہن کیا کہتے یا جنوں سے کیا خبر دیتے ہیں؟ تو وہ اسی طرح ہے جس طرح کہ مسلمان سنا کرتے تھے کہ کفار اور فجار کیا کہتے ہیں؟ تاکہ وہ جان سکیں کہ ان کے پاس کیا ہے؟ پھر

۲۰۱۔ الکبائر ص ۱۸٤

۲۰۲۔ رواہ البخاری ۱۷۲/٦ ورواہ مسلم ۲۲٤٤/٤

اس پر غور وفکر کر کے اس سے عبرت حاصل کریں یا اسی طرح وہ جو فاسق کی خبر سنتا، اس کی چھان بین کرتا اور اس کی تثبیت کرتا ہے۔ نہ اس کے صدق کا جزم کرتا ہے اور نہ کذب کا اِلاّ یہ کہ دلیل کے ساتھ ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا﴾(۲۰۳) [اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو] اسی طرح ''صحیح البخاری''میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ اہلِ کتاب تورات پڑھ کر عربی میں اس کی تفسیر بیان کیا کرتے تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ: اہلِ کتاب جو تمہیں بتایا کریں نہ اس کی تصدیق کرو اور نہ اس کی تکذیب۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں کوئی حق بات بتائیں اور تم اس کی تکذیب کر بیٹھو، یا کوئی جھوٹ بات بتائیں اور تم اس کی تصدیق کر بیٹھو: ﴿وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلٰهُنَا وَإِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾(۲۰۴) [اور صاف طور پر کہہ دو کہ ہمارا تو اس کتاب پر بھی ایمان ہے جو ہم پر اتاری گئی ہے اور اس پر بھی جو تم پر اتاری گئی۔ ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے، ہم سب اس کے حکم بردار ہیں] پس جو وہ کہتے ہیں مسلمانوں کے لئے اس کا سننا جائز ہے، مگر نہ وہ اس کی تصدیق کریں اور نہ ہی اسے جھٹلائیں۔ (پھر ابو موسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ کا اثر نقل کرتے ہیں جس میں ایک عورت سے' جس کے پاس جنوں میں سے ایک قرین (دوست یا ہم نشیں) تھا، اس خبر کے بارے میں استفسار کرنا مروی ہے جس کو پہنچنے میں تاخیر ہو رہی تھی۔ اسی طرح ایک دوسری خبر نقل کرتے ہیں جس میں ہے کہ) عمر رضی اللہ عنہ نے کہیں فوج روانہ کی، پھر ایک شخص نے مدینہ آ کر خبر دی کہ انہیں دشمنوں پر فتح نصیب ہوئی ہے۔ یہ خبر پھیل گئی تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں دریافت کیا۔ پس انہیں بتایا گیا کہ یہ ابو الہیثم جنوں میں سے مسلمانوں کا ڈاکیہ (پیامبر) ہے، انسانوں کا ڈاکیہ اس کے بعد آئے گا، چنانچہ وہ کچھ دنوں کے بعد یہی خبر لے کر آیا۔''(۲۰۵)

۲۰۳۔ سورة الحجرات:٦
۲۰۴۔ سورة العنكبوت: ٤٦
۲۰۵۔ مجموع الفتاوىٰ ٦٢/٩۔٦٣

مگر علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نے اس بارے میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے زیادہ محتاط روش اختیار کی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: ''کاہنوں کے پاس جانے والوں کی تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم: یہ ہے کہ انسان کاہن کے پاس جائے اور اس سے پوچھے بھی مگر اس کی تصدیق نہ کرے تو ایسا کرنا حرام ہے۔ ایسا کرنے والے شخص کی سزا یہ ہے کہ اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں۔ دوسری قسم: یہ ہے کہ کاہن کے پاس جا کر اس سے پوچھے اور اس کی بتائی ہوئی باتوں کی تصدیق کرے تو ایسا کرنا اللہ عزوجل کے ساتھ کفر کرنا ہے۔ کیونکہ اس نے اس کے علمِ غیب کے دعویٰ کی تصدیق کی حالانکہ کسی انسان کے علمِ غیب کے دعویٰ کی تصدیق کرنا اللہ عزوجل کے اس فرمان کو جھٹلانا ہے: ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (٢٠٦) [(اے پیغمبر ﷺ!) کہہ دیجئے کہ آسمانوں والوں اور زمین والوں میں سے اللہ کے سوائے کوئی غیب نہیں جانتا] اور یہ بات معلوم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی بتائی ہوئی باتوں کو جھٹلانا کفر ہے۔ تیسری قسم: یہ ہے کہ کاہن کے پاس جا کر اس سے اس نیت سے پوچھے کہ لوگوں کو اس کا حال اور جو کچھ وہ پیشین گوئی کرتا ہے نیز اس کی دھوکہ بازی اور گمراہی کی قلعی کھول سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ...... لیکن یہ بات معلوم ہے کہ جب کوئی مباح چیز کسی ممنوع چیز کی طرف لے جائے تو وہ بھی ممنوع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اگر مان لیا جائے کہ وہ اس تیسری حالت میں ہے اور کاہن کے پاس محض اس واسطے آیا ہے کہ اسے پرکھے اور لوگوں کو اس کی حالت بتائے تو ایسا کرنا بھی لوگوں کے دھوکہ میں پڑنے کا سبب بنے گا۔ لہٰذا وہ اس صورت میں بھی ایسا نہ کرے، اور کاہن کے پاس نہ جائے اگرچہ اس صحیح مقصد کے لئے ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اصول یہ ہے کہ جو چیز کسی حرام چیز کی طرف لے جائے وہ بھی حرام ہو جاتی ہے۔'' (٢٠٧)

٢٠٦ـ سورة النمل: ٦٥

٢٠٧ـ فقه العبادات ص ٦٣ـ٦٥ ملخصاً

نماز کی عدم قبولیت کی وعید (دھمکی)

امام مسلم اور امام احمد رحمہما اللہ نے نبی کریم ﷺ کی بعض ازواجِ مطہرات (اور بعض مخرجین مثلاً ابومسعود الدمشقی رحمہ اللہ کے بقول حفصہ رضی اللہ عنہا) سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَربعِينَ يَوْمًا'' (۲۰۸) [جو کسی عراف کے پاس آکر اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی]۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''مَنْ أَتَى عَرَّافًا لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً'' (۲۰۹) [جو کسی قیافہ شناس کے پاس جائے، اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوگی]۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ أَتَى عَرَّافًا لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً'' (۲۱۰) [جو کسی عراف کے پاس گیا، اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوگی]۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ أَتَى

۲۰۸۔ رواه مسلم (۲۲۳۰) دون قوله: "فصدقه بما يقول" فهو عند أحمد في المسند ۶۸/۴، ۳۸۰/۵ وصححه الألباني في صحيح الجامع ۱۰۳۱/۲ (۵۹۴۰) وغاية المرام (۲۸۴) ومختصر مسلم (۱۴۹۶) وشرح العقيدة الطحاوية (۷۶۷)

۲۰۹۔ قال الهيثمي في مجمع الزوائد ۱۱۸/۵: رواه الطبراني في الأوسط عن شيخه مصعب بن إبراهيم ابن حمزه الدهري ولم أعرفه، وبقية رجاله رجال الصحيح

۲۱۰۔ رواه البغوي ۱۸۲/۱۲ والطبراني في الأوسط، قال الهيثمي في مجمع الزوائد ۱۱۸/۵: رواه الطبراني في الأوسط ورجاله ثقات

كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ بَرِىءَ مِمَّا أُنزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ وَمَنْ أَتَاهُ غَيْرَ مُصَدِّقٍ لَهُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً" (۲۱۱) [جو کسی کاہن کے پاس آئے اور اس کی کہی ہوئی باتوں کی تصدیق کرے، تو وہ شخص محمد ﷺ پر نازل کی گئی شریعت سے بری ہو گیا۔ اور جو شخص اس کے پاس آئے مگر اس کی تصدیق نہ کرے تو بھی اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہو گی]۔

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل شیخ رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں: ”علامہ نووی رحمہ اللہ اور بعض دوسرے علماء نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے: اس کو ان چالیس روز کی نمازوں پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا، اگر چہ اس پر سے فرض کی ادائیگی ساقط ہو جائے گی۔ اس حدیث میں اس تاویل کی ضرورت اس لئے ہے کہ اہلِ علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص کسی کاہن کے پاس جاتا ہے، اس پر چالیس روز کی نمازوں کی قضا ضروری نہیں ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ کا کلام باختصار ختم ہوا۔ (۲۱۲) [اس حدیث میں کاہن وغیرہ کے پاس جانے کی ممانعت ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسلامی احکام کے نگہبانوں وغیرہ میں سے با اختیار لوگوں پر ضروری ہے کہ وہ بازاروں میں اس طرح کے دھندے کرنے والے لوگوں کو سیدھا کریں، ان پر سختی سے انکار کریں، اور ان کے پاس آنے والوں کو روکیں، انہیں بتائیں کہ بعض امور میں ان کی کوئی بات درست ہو جانے سے یا لوگوں کے بکثرت ان کے پاس آنے سے ہرگز دھوکہ نہ کھائیں، اور نہ ہی ان کے پاس پڑھے لکھے لوگوں کے آنے سے دھوکہ کھائیں۔ درحقیقت ان کے پاس ٹھوس اور پختہ علم نہیں ہے بلکہ وہ لوگ جاہل ہیں‘ چنانچہ کاہنوں کے پاس بلا خوف وخطر آتے ہیں۔“ (۲۱۳)

۲۱۱۔ قال الهيثمي في مجمع الزوائد ۱۱۸/۵: رواه الطبراني في الأوسط وفيه رشدين بن سعد وهو ضعيف وفيه توثيق في أحاديث الرقاق وبقية رجاله ثقات

۲۱۲۔ كذا في المنهاج للنووي ۲۲۷/۱٤

۲۱۳۔ فتح المجيد ص ۲۵۳

تقریباً یہی بات علامہ محمد بن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ نے بھی فرمائی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: ''ولی الأمر (صاحبِ اقتدار) اور ہر اس شخص پر جو قدرت رکھتا ہو یہ واجب ہے کہ ان نجومیوں، کاہنوں، قیافہ شناسوں، ریت پر زائچہ بنانے والوں، کنکریاں اور کوڑیاں وغیرہ پھینک کر فال نکالنے والوں کو ہٹانے اور زائل کرنے کی کوشش کرے، انہیں دوکانوں اور راستوں میں بیٹھنے یا لوگوں کے گھروں میں اس مقصد کے لئے داخل ہونے سے بھی روکے۔ جو ان چیزوں کے حرام ہونے کا علم رکھتا ہو اور قدرت رکھنے کے باوجود اس کے ازالہ کے لئے کوشش نہ کرے تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کافی ہے: ﴿كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾(۲۱۴) [آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے نہیں روکتے تھے، جو کچھ بھی یہ کرتے تھے وہ یقیناً بہت برا تھا] یہ لوگ مسلمانوں کے اجماع کے مطابق ملعون ہیں، برا بولتے اور حرام کمائی کھاتے ہیں۔''(۲۱۵)

علامہ شیخ ابنِ باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''صحیح مسلم'' کی (مذکورہ بالا) روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان سے مطلق سوال کرنا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ اس سے ان کی شان بلند ہوتی ہے۔ ان سے سوال کرنا ان کی تصدیق کا ایک ذریعہ ہے۔ اس سے ان کی قدر و منزلت، اور جو شعبدہ بازی وہ کرتے ہیں اس کی بڑائی ہوتی ہے۔ لہٰذا انہیں چھوڑ دینا اور فراموش کر دینا چاہیئے۔ امام مسلم رحمہ اللہ کی معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ والی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَيْسُوا بِشَيْءٍ وَلَا تَأْتُوهُمْ'' [وہ کچھ بھی نہیں، لہٰذا تم ان کے پاس نہ جاؤ] تو یہ ان کی تحقیر اور ان سے منہ پھیرنے کے لئے ہے اور اس لئے بھی کہ وہ خود اور ان کی قدر و منزلت دونوں درگور ہو جائیں۔''(۲۱۶)

۲۱۴۔ سورة المائدة: ۷۹

۲۱۵۔ شرح العقيدة الطحاوية ص ۵۱۸

۲۱۶۔ التعليق المفيد ص ۱۴۹

کفر کی وعید

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوْ امْـرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا، فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا(أو كَفَرَ بِمَا) أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ'' [۲۱۷] [جو شخص حائضہ کے ساتھ یا عورت کے پچھلے راستہ (مقعد) میں صحبت کرے یا کسی کاہن کے پاس آئے اور اس کی کہی ہوئی باتوں کی تصدیق کرے، تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کردہ شریعت سے (برأت اختیار کرلی یا اس کے ساتھ) کفر کیا]۔

اس مدلول پر دلالت کرنے والی انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث اوپر ''نماز کی عدم قبولیت کی وعید (دھمکی)'' کے زیرِ عنوان بھی گزر چکی ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے: ''مَنْ أَتَى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ'' [۲۱۸] [جو شخص کسی قیافہ شناس یا نجومی کے پاس آئے اور اس کی بات کی تصدیق کرے، تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کی گئی شریعت سے کفر

۲۱۷۔ رواه أبو داود (مع العون) ٤/٢١ في الطب (٣٩٠٤) وأحمد ٢/٤٠٨، ٤٢٩، ٤٦٧ والترمذى (مع التحفة) ١/١٢٦ في الطهارة (١٣٥) والدارمي ١/٢٣٧ وابن ماجه في الطهارة باب النهي عن إتيان الحائض (٦٣٩) والبغوى ١٢/١٨١ إلا أنه قال: فقد برىء، إسناده قوى وصححه الحاكم والعلامة أحمد شاكر في حاشيته على سنن الترمذى ١/٢٤٤، وقواه الذهبي وقال الحافظ في أماليه: "حديث صحيح" وصححه الألباني في صحيح الجامع (٥٩٤٢) والإرواء (٢٠٠٦) والمشكاة (٥٥١) وآداب الزفاف (١٥)

۲۱۸۔ رواه الحاكم ١/٨ وصححه ووافقه الذهبي وأبو داود (مع العون) في الطب ٤/٣١ وأحمد في المسند ٢/٤٢٩ والبيهقي في السنن ٨/١٣٥ وأورده الذهبي في الكبائر ص ١٨٥ وقال: إسناده صحيح وذكره العلامة محمد بن عبدالوهاب في كتاب التوحيد (مع التعليق المفيد) ص ١٥٠ وصححه الألباني في صحيح الجامع (٥٩٣٩)

کیا]۔

امام الدعوۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث کو ائمہ اربعہ اور امام حاکم رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ: یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ دونوں کی شروط پر صحیح ہے۔''(۲۱۹)

امام ابویعلی رحمہ اللہ نے بھی ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف سند کے ساتھ اس حدیث کی روایت کی ہے، چنانچہ مروی ہے: ''مَنْ أَتَى كَاهِناً فَسَأَلَهُ وَصَدَّقَهُ بِمَا يقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ''(۲۲۰)

علامہ محمد بن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ ''شـــرح العقيـدة الطـحاوية ''میں فرماتے ہیں: ''جب ان سے سوال پوچھنے والے کا یہ حال ہے تو جن سے سوال پوچھا جاتا ہے ان کا کیا حال ہو گا؟''(۲۲۱)

اس قول سے آپ کی مراد یہ ہے کہ جب سائل کی چالیس دنوں کی نمازیں غیر مقبول ہو جائیں اور جو کاہن اور عراف کے قول کو سچا جانے وہ رسول اللہ ﷺ پر منزل شریعت کا کافر گردانا جائے تو جو خود کاہن یا عراف ہے اس کے بارے میں حکم کس قدر شدید تر ہوگا؟

۲۱۹۔ كتاب التوحيد (مع فتح المجيد) ص ۲۵۳

۲۲۰۔ رواه البغوى ۱۲/ ۱۸۲ وأبو يعلىٰ فى المسند (۵٤۰۸) والبزار فى المسند (۲۰٦۷)، قال الحافظ: وأخرجه أبو يعلى من حديث ابن مسعود بسندٍ جيد لكن لم يصرح برفعه ومثله لا يقال بالرأى ولفظه: "من أتى عرافاً أو ساحرًا أو كاهناً" كذا فى فتح البارى ۲۱۷/۱۰، وقال الهيثمى فى مجمع الزوائد ۱۱۸/۵: رواه الطبرانى فى الكبير والأوسط إلا أنه قال فصدقه، وكذلك رواية البزار ورجال الكبير والبزار ثقات وقال أيضاً ۱۱۸/۵: رواه البزار ورجاله رجال الصحيح خلا هبيرة بن مريم وهو ثقة وقال المنذرى فى الترغيب والترهيب ۵۳/٤: إسناده جيد، وقال الشيخ عبدالعزيز بن عبدالله بن باز: وهذا له حكم الرفع لأنه لا يقول من رأيه بل لا يكون إلا عن النبى ﷺ كذا فى التعليق المفيد ص ۱۵۱

۲۲۱۔ شرح العقيدة الطحاوية ص ۵۱٦

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
''یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ کاہنوں کے پاس آنا جائز نہیں ہے، اوران کے علمِ غیب کے دعویٰ کی تصدیق کرنا کفر ہے کیونکہ غیب کا علم صرف اللہ وحدہ لاشریک کے لئے خاص ہے، اور وہ تو رسول بھی نہیں ہیں۔ اسی طرح کاہن جب علمِ غیب کا دعویٰ کرے تو وہ کافر ہے۔ اور جو اس کی تصدیق کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر ایمان نہیں لایا: ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (۲۲۲)[(اے پیغمبر ﷺ!) کہہ دیجئے کہ آسمانوں والوں اور زمین والوں میں سے اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا]۔ لہٰذا ان سے بچنا ضروری ہے۔''(۲۲۳)

وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے مروی ہے، بیان کرتے ہیں: ''قَرَأْتُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ: يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا، لَيْسَ مِنِّي مَنْ سَحَرَ وَلَا مَنْ سُحِرَ لَهُ، وَلَا مَنْ تَكَهَّنَ وَلَا مَنْ تُكُهِّنَ لَهُ، وَلَا مَنْ تَطَيَّرَ وَلَا مَنْ تُطُيِّرَ لَهُ'' [میں نے بعض کتب میں پڑھا ہے: اللہ عز وجل نے فرمایا ہے کہ میرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، جو جادو کرے یا جس کے لئے جادو کیا جائے اور جو کہانت کرے یا جس کے لئے کہانت کی جائے یا جو پرندے اڑا کر فال نکالے یا جس کے لئے پرندے اڑا کر فال نکالی جائے وہ مجھ سے نہیں ہے (یعنی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے)]۔''(۲۲۴)

اسی طرح عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے ''لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ أَوْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ وَ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ وَمَنْ عَقَدَ عُقْدَةً أَوْ قَالَ: عَقَدَ عُقْدَةً

۲۲۲۔ سورۃ النمل : ٦٥
۲۲۳۔ التعلیق المفید ص ١٥٠
۲۲٤۔ الکبائر ص ١٧

وَمَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ"[(۲۲۵)] [وہ ہم میں سے نہیں ہے جو پرندوں سے فال نکالے یا اس کے لئے فال نکالی جائے، یا جو کہانت کرے یا اس کے لئے کہانت کی جائے، یا جو جادو کرے یا اس کے لئے جادو کیا جائے۔ اور جس نے گرہ لگائی یا گنڈا کیا، اور جو کاہن کے پاس گیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی، تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کردہ شریعت سے کفر کیا]۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے "الأوسط" میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی بسند حسن اس کی روایت کی ہے، مگر اس روایت میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں: "**وَمَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ**"[(۲۲۶)]

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس حدیث میں کاہن اور جادوگر کے کافر ہونے کی دلیل موجود ہے کیونکہ وہ دونوں ہی علمِ غیب کا دعویٰ کرتے ہیں اور ایسا کرنا کفر ہے۔ ان کی تصدیق کرنے والا بھی چونکہ یہی عقیدہ رکھتا ہے اور اسی سے رضامند ہوتا ہے اس لئے اس کا ایسا کرنا بھی کفر ہے...... عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث میں "**لَيْسَ مِنَّا**" کے الفاظ میں سخت وعید موجود ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سب کام کبیرہ گناہ ہیں۔ یہ بات گزر چکی ہے کہ کہانت اور جادو دونوں کفر ہیں۔ پس ہر وہ شخص جس کا ان کاموں سے واسطہ پڑے اور وہ ان کا مرتکب ہو تو محمد ﷺ اس سے بری ہیں کیونکہ یہ چیز یا تو شرک ہے جیسے کہ فال نکالنا یا پھر کفر

۲۲۵۔ رواه البزار في المسند (۳۰۴٤)، قال المنذري في الترغيب والترهيب ٥٢/٤: رواه البزار بإسناد جيد، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ١١٧/٥: رواه البزار ورجاله رجال الصحيح خلا إسحاق بن الربيع وهو ثقة، وقال الحافظ في فتح الباري ٢١٧/١٠: وله شاهد من حديث جابر أخرجه البزار بسند جيد، ولكن قال الهيثمي في مجمع الزوائد ١١٧/٥ حديث جابر: رواه البزار ورجاله رجال الصحيح خلا عقبه ابن سنان وهو ضعيف، ولكن صححه الألباني في صحيح الجامع (٥٤٣٥)

۲۲٦۔ رواه الطبراني في الأوسط كما في مجمع الزوائد ١١٧/٥: وحسنه الشيخ محمد بن عبد الوهاب في كتاب التوحيد مع التعليق المفيد ص ١٥٠ وقال المنذري في الترغيب والترهيب ٥٢/٤: إسناده حسن

ہے جیسے کہ جادو اور کہانت کرنا۔ پس جو شخص اس سے رضا مند ہو، یا اس کی پیروی کرے تو وہ بھی باطل کو قبول کرنے اور اس کی اتباع کرنے کے باعث اس کا ارتکاب کرنے والے کی مانند ہی ہے۔''(۲۲۷)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث کے متعلق شیخ ابنِ باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث میں ان سب کاموں کو انجام دینے والوں کے لئے وعید و ترہیب (دھمکی اور ڈراوا) ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان: ''لَیۡسَ مِنَّا '' کا مطلب یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے پیروکاروں میں سے نہیں ہے۔ رہی اس کے کافر ہو جانے کی بات، تو وہ بھی دوسرے دلائل سے ماخوذ ہے۔ اور اس میں ظاہراً تکفیر کے باوجود تفصیل ہے۔ شگون یا فال خواہ وہ خود نکالے یا کوئی دوسرا اس کی رضامندی سے شگون یا فال نکالے، یا اسی طرح وہ خود کہانت کرے یا کوئی دوسرا اس کی رضامندی سے اس کے واسطے کہانت کرے، برابر ہیں۔ جہاں تک کفر کا معاملہ ہے تو اس بارے میں تفصیل ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ ان کی تصدیق کرنا کفرِ اکبر ہے۔ جو علمِ غیب کا دعویدار ہو اس سے توبہ کرائی جائے گی ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اگر وہ علمِ غیب کا دعویدار نہ ہو تو بھی اسے تعزیر لگائی جائے گی تا کہ وہ دوبارہ یہ کام نہ کرے۔''(۲۲۸)

شیخ عبداللہ بن جاراللہ فرماتے ہیں: ''جو ان لوگوں کے پاس آئے اور علمِ غیب میں سے جو کچھ وہ کہتے ہیں ان کو سچ جانے تو وہ کافر ہے۔''(۲۲۹)

۲۲۷۔ فتح المجید ص ۲۵۴۔۲۵۵

۲۲۸۔ التعلیق المفید ص ۱۵۱

۲۲۹۔ تذکیر البشر ص ۲۵

نجومیوں کے پاس جانے کا حکم

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ" (230) [جس نے علمِ نجوم میں سے کچھ سیکھا تو اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھا]۔

امام ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ قول ستاروں کی تأثیر کے علم پر محمول ہے، نہ کہ راستوں (اور مسافروں کی رہنمائی) کے علم پر کیونکہ ستاروں کی تأثیر کا علم باطل اور حرام ہے (پھر اس بارے میں وارد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں)۔''(231)

امام ابن رجب رحمہ اللہ آگے چل کر مزید لکھتے ہیں: ''ستاروں کی تأثیر کا علم باطل وحرام ہے، اور اس کے حسب مقتضی عمل کرنا، مثلاً نجوم سے تقرب اور تقریب القرابین لہا کفر ہے لیکن اگر اس سے راستوں کا علم سیکھا جائے، جس کی ضرورت انسانوں کو رہنمائی اور سمتِ قبلہ نیز راستوں کی معرفت کے لئے پڑتی ہے تو یہ جمہور کے نزدیک جائز ہے۔''(232)

۲۳۰۔ أخرجه أحمد ۲۲۷/۱، ۳۱۱ وأبو داود (مع العون) ۲۲/٤ فی الطب باب فی النجوم وابن ماجه فی الأدب باب تعلم النجوم (۳۷۲۶) والبغوی ۱۸۲/۱۲ والطبرانی فی الکبیر ۱۳۵/۱۱، ۱۳۶ والبیهقی فی السنن ۱۳۸/۸ وفی الشعب ۲۰۳/۲ ق أ وابن عبدالبر فی الجامع ۳۹/۲، وإسناده قوی وصححه النووی فی الفتاوی ص ۱۶۵ والذهبی کما فی الفیض ٦ ۸۰ والحافظ العراقی فی تخریج الإحیاء ۱۱۷/٤ والألبانی فی صحیح الجامع (٦٠٧٤) وسلسلة الأحادیث الصحیحة (۷۹۳)

۲۳۱۔ بیان فضل علم السلف ص ۳۵

۲۳۲۔ بیان فضل علم السلف ص ۳۷

علامہ محمد بن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علمِ نجوم وہ فن ہے جو کسی چیز پر حکم لگانے یا ستاروں کی تأثیر سے متعلق ہے، یعنی اس کے ذریعہ (احوالِ فلکیہ سے) حوادثِ ارضیہ پر استدلال (یا قوی فلکیہ اور غوائل ارضیہ یعنی جادوگروں کے مابین میل ملاپ وتعلق پیدا) کیا جاتا ہے۔ یہ فن کتاب وسنت کی رو سے حرام ہے بلکہ تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام نے اسے حرام قرار دیا ہے۔''(۲۳۳)

جو لوگ حرف ابجد (یعنی حروفِ ہجاء) لکھتے اور ستاروں میں غور کرتے تھے ان لوگوں کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''مَا أُرَىٰ مَنْ فَعَلَ ذَٰلِکَ لَهُ عِنْدَ اللهِ مِنْ خَلَاقٍ'' (۲۳۴) [جس نے ایسا کیا میری رائے میں ایسے شخص کا اللہ کے یہاں کوئی حصہ نہیں ہے]۔

شیخ ابنِ باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حروفِ ابجد سے مراد حروفِ ہجاء (یعنی ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت، ثخذ، ضظغ اور ان حروف کی مقرر کردہ قیمتیں) ہیں۔ وہ ان حروف کو لکھتے اور ایک حرف کو دوسرے حرف سے ملا کر بتلاتے ہیں کہ ایسا اور ویسا واقع ہوگا۔ اور ''مَا لَهُ مِنْ خَلَاقٍ'' کا معنی یہ ہے کہ اس کا کوئی حصہ اور نصیب نہیں ہے کیونکہ اس میں علمِ غیب کا دعویٰ پایا جاتا ہے، جو کہ کفر ہے۔''(۲۳۵)

واضح رہے کہ انہی حروفِ ابجد کی مدد سے تعویذوں کے نقوش مرتب کئے جاتے ہیں، اور وہ

۲۳۳۔ شرح العقيدة الطحاوية ص ۵۱۷

۲۳۴۔ أخرجه حميد بن زنجويه وعبدالرزاق في المصنف ۲۶/۱۱ وأبن أبي شيبة في المصنف ۶۰۲/۸ والبيهقي في السنن ۱۳۹/۸ وفي ۲۰۳/۲ ق أ وابن عبد البر في الجامع ۳۹/۲ والبغوي في شرح السنة ۱۸۴/۱۲ من رواية طاوس عن ابن عباس وذكره الشيخ محمد بن عبدالوهاب في كتابه التوحيد (مع فتح المجيد) ص ۲۵۷، وإسناده صحيح

۲۳۵۔ التعليق المفيد ص ۱۵۲



اس طرح کہ بعض کلمات یا سورتوں کے حروف کی قیمتوں کو جمع کر کے انہیں نقش کے مختلف خانوں میں رکھا جاتا ہے، اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ مجموعی اعداد وہی تأثیر رکھتے ہیں جو کہ وہ کلمات یا سورتیں رکھتی ہیں۔

علم نجوم، علم الاعداد، علم الحروف، علم الجفر اور علم الرمل وغیرہ پر سیر حاصل بحث اور ان کی شرعی حیثیت کے لئے راقم کی کتاب ''تحفۃ الأسماء''[۲۳۶] کا مطالعہ مفید ہوگا۔

☆☆☆

۲۳۶۔ تحفة الأسماء ص ۱۸۸۔ ۲۱۷

کاہن اور قیافہ شناس کی سزا

علامہ ابنِ قدامہ المقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وہ کاہن جس کے پاس جن آتے جاتے اور خبریں لاتے ہیں اور وہ قیافہ شناس جو قیاس آرائی کرتا اور تخمینہ لگاتا ہے، ان دونوں کے بارے میں ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: میری رائے میں عراف، کاہن اور ساحر کو ان کے کاموں سے توبہ کی ترغیب دلائی جائے گی۔ ان سے پوچھا گیا: کیا اسے قتل کر دیا جائے؟ فرمایا: نہیں، اسے قید میں رکھا جائے، شاید کہ وہ رجوع کر لے۔ مزید فرمایا: قیافہ شناسی جادو ہی کا ایک حصہ ہے مگر جادوگر زیادہ خبیث ہوتا ہے کیونکہ جادو کفر کی ایک شاخ ہے۔ نیز فرمایا: جادوگر اور کاہن کا حکم یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے، یا توبہ کرنے تک انہیں قید میں رکھا جائے کیونکہ ان دونوں کا معاملہ مشتبہ ہے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ جس میں آپ نے فرمایا ہے: ''ہر جادوگر اور کاہن کو قتل کر دو'' تو یہ اسلامی حکم نہیں (بلکہ آپ کا اجتہادی فیصلہ) تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے بارے میں دو روایتیں ملتی ہیں۔ پہلی: اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ اور دوسری: اسے قتل نہ کیا جائے کیونکہ اس کا حکم جادوگر کے حکم سے کم تر ہے۔ اس سلسلے میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف ہے چنانچہ اس پر سے قتل کو دفع کرنا افضل ہے۔''(۲۳۷)

۲۳۷۔ المغنی ۱۵۵/۸

کیا نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا تھا؟ ایک تحقیقی بحث

''صحیحین'' وغیرہ میں اس امر کا قطعی ثبوت موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا تھا۔ لیکن تشریعی اور وحی کی حیثیت سے آپ ﷺ پر اس جادو کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا، بلکہ اس کے اثر کی حد یہ تھی کہ آپ ﷺ کسی کام (بالخصوص اپنے اہلِ خانہ) کے بارے میں یہ گمان کرتے کہ اسے کر چکا ہوں، حالانکہ اسے کیا نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں: ''سَحَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ لَبِيدُ بْنُ الأَعْصَمِ، حَتَّى كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ. حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ ـ أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ ـ وَهُوَ عِنْدِي، لَكِنَّهُ دَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ: يَا عَائِشَةُ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللهَ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ؟ أَتَانِي رَجُلَانِ، فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلِي، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ فَقَالَ: مَطْبُوبٌ، قَالَ: مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، قَالَ: فِي أَيِّ شَيْءٍ؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ، وَجُفِّ طَلْعِ نَخْلَةٍ ذَكَرٍ، قَالَ: وَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ. فَأَتَاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَجَاءَ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، كَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَكَأَنَّ رُءُوسَ نَخْلِهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَلَا اسْتَخْرَجْتَهُ؟ قَالَ: قَدْ عَافَانِي اللهُ، فَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ فِيهِ شَرًّا، فَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ''(٢٣٨)

[قبیلہ بنو زریق کے ایک شخص نے جس کا نام لبید بن اعصم تھا، رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ گمان ہوتا تھا کہ انہوں نے کوئی کام کرلیا ہے، حالانکہ کیا نہ ہوتا تھا حتیٰ کہ ایک روز یا ایک رات آپ میرے پاس تھے۔ آپ ﷺ نے بار بار اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی، پھر فرمایا: اے

٢٣٨۔ رواہ البخاری مع الفتح ١٠/ ٢٢١۔٢٢٢ و ٢٣٥۔٢٣٦ و أخرجه مسلم في السلام باب السحر (٢١٨٩) وأحمد ٦/ ٥٠، ٥٧، ٦٣، والبغوي ١٢/ ١٨٥۔١٨٦

عائشہ! کیا تم جانتی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتا دی ہے جس کے بارے میں میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا؟ دو آدمی (نما فرشتے) میرے پاس آئے۔ ان میں سے ایک میرے سرہانے کی طرف تھا اور دوسرا میری پائینتی کی طرف۔ ان میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے دریافت کیا: اس شخص کو کیا تکلیف ہے؟ (دوسرے نے) جواب دیا: یہ سحر زدہ ہیں۔ اس نے پوچھا: آپ پر کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا: لبید بن اعصم نے۔ پوچھا: کس چیز میں کِیا ہے؟ جواب دیا: کنگھی اور کنگھی سے ٹوٹے ہوئے بالوں پر، ایک نر کھجور کے خوشہ کے غلاف کے اندر۔ پوچھا: وہ کہاں ہے؟ جواب دیا: ذروان کنویں میں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب میں چند لوگوں کے ساتھ اس کنویں پر تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ نے فرمایا: اے عائشہ! اس کا پانی گھلی ہوئی مہندی کی طرح تھا اور اس کے کھجور کے سرے شیطانوں کے سر کی مانند تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ (اس کی اس حرکت کا) اعلان کیوں نہیں فرما دیتے؟ آپ نے فرمایا: اللہ نے مجھے شفا دے دی، چنانچہ مجھے یہ ناپسند ہے کہ میں لوگوں میں شر کو بھڑکاؤں۔ پھر آپ نے حکم دیا اور اس کو دفن کر دیا گیا]۔

امام بغوی رحمہ اللہ حدیث کے لفظ ''طب'' کے متعلق فرماتے ہیں: ''اس سے مراد سحر (جادو) ہے۔ کہا جاتا ہے: ''رجلٌ مطبوبٌ'' جس کا مطلب سحر زدہ شخص ہوتا ہے۔ جادو کے علاج کو کنایۃً ''طب'' بھی بولا جاتا ہے۔ جس طرح کہ بچھو کے ڈنک سے سلامتی پر بطور شگون اور کنایۃً ''سلیم'' بولا جاتا ہے، اسی طرح ہلاکت سے رہائی اور نجات پانے کو بطور شگون اور کنایۃً ''فلاۃ'' کہا جاتا ہے، جس سے مراد بے آب و گیاہ جائے ہلاکت سے رہائی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ بیماری کے علاج کو ''طب'' کہا جاتا ہے اور سحر کے علاج کو بھی ''طب'' کہتے ہیں، کیونکہ یہ سب سے بڑی بیماری ہے۔ اور ''مشاطۃ'' سے مراد وہ بال ہیں جو کنگھی کرتے وقت سر اور داڑھی سے گر جاتے ہیں۔ ''طروی'' سے مراد کنگھی کے دندانے ہیں،

اور "مشاقة" سے مراد تانت کا دھاگہ یا تار ہے۔"(۲۳۹)

لیکن امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "المشاطة" وہ بال ہے جو کنگھی کرتے وقت نکلتا ہے اور "مشاطة" کتان (تانت) کے دھاگہ کے لئے بھی بولا جاتا ہے، یعنی یہ لفظ دونوں پر مشترک ہے۔"(۲۴۰)

مفسر قرآن امام ثعلبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے: "ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہما کا قول ہے: ایک یہودی لڑکا تھا جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ یہودی اس وقت تک چپکے چپکے اس لڑکے کے پاس آتے رہے حتیٰ کہ اس نے نبی کریم ﷺ کی کنگھی سے نکلے ہوئے سر کے بال اور کنگھی کے چند دندانوں کو حاصل کر کے ان یہودیوں کو دے دیا۔ بالآخر انہوں نے اس میں جادو کیا۔"(۲۴۱)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے روایت کی ہے: "جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا: اے محمد (ﷺ)! کیا آپ کو کوئی شکایت (یعنی تکلیف) ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! پھر جبریل علیہ السلام نے دم فرمایا: "بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ وَعَيْنِ اللّٰهُ يَشْفِيكَ" [اللہ کے نام سے تمہیں دم کرتا ہوں، ہر اس مرض سے جو آپ کو تکلیف دے، ہر حسد کرنے والے کے شر اور نظر بد سے، اللہ آپ کو شفا دے] شاید کہ آپ کو یہ شکایت جادو کے دن رہی ہو، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو صحت اور شفا دی، اور حاسد یہودی جادوگروں کے مکر کو انہیں پر لوٹا دیا، اور ان کی ہلاکت خیزی کو انہیں کے لئے

۲۳۹۔ شرح السنة ۱۲/۱۸۶۔۱۸۷ وفتح الباري ۱۰/۲۸۸ ملخصاً

۲۴۰۔ صحیح البخاری مع الفتح ۱۰/۲۲۲

۲۴۱۔ تیسیرا العلی القدیر ۴/۵۷۰

باعثِ ہلاکت ورسوائی بنادیا مگراس کے باوجود آپ جادو کے اثر سے ایک دن کے لئے بھی سختی سے دوچار نہیں ہوئے، بلکہ اللہ آپ کے لئے کافی ہو گیا۔ اس نے آپ کو شفا اور صحت بخشی، جیسا کہ شیخ محمد نسیب الرفاعی نے بیان کیا ہے۔''(۲۴۲)

قدیم سیرت نگار واقدی نے اس سال کا تذکرہ کیا ہے جب آپ پر جادو ہوا تھا۔ چنانچہ امام ابن سعد رحمہ اللہ نے واقدی سے اپنی سند کے ساتھ اور انہوں نے عمر بن الحکم سے مرسلاً روایت کی ہے، بیان کرتے ہیں: ''جب رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ کے مہینہ میں حدیبیہ سے واپس لوٹے، اور ماہ محرم ۷ھ شروع ہوا تو جادوگر یہودیوں کے سردار لبید بن اعصم کے پاس آئے، جو قبیلہ بنی زریق کا حلیف اور بہت بڑا جادوگر تھا۔ انہوں نے اس سے کہا: اے ابوالاعصم! آپ ہمارے سب سے بڑے جادوگر ہیں۔ ہم نے محمد ﷺ پر جادو کیا مگر ان کا کچھ بُرا نہ کر سکے۔ ہم تمہیں ان پر جادو کرنے کی اجرت دیں گے، ہمارے لئے ایسا جادو کرو جو ان کو پسپا کر کے ہمیں غالب کر دے۔ پھر انھوں نے اسے تین دینار دیئے۔''(۲۴۳)

لوگوں میں سے ایک جماعت (معتزلہ) نے نبی ﷺ پر جادو کے اس واقعہ کا مطلقاً انکار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ پر جادو ہونا جائز اور ممکن نہیں ہے کیونکہ وہ اسے نقصِ عصمت یا عیب شمار کرتے ہیں۔ ان کی دلیل قرآنِ کریم کی یہ آیت ہے: ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ (۲۴۴) [اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچالے گا] لیکن معاملہ ویسا نہیں ہے، جیسا کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں، بلکہ اس کا تعلق تو اس طبعی قسم سے ہے جو کبھی آپ کو آ گھیر لیتی تھی، مثلاً بیماری یا رنجیدہ وغیرہ ہونا۔

۲۴۲۔ تیسیر العلی القدیر ۵۷۱/۴

۲۴۳۔ فتح الباری ۲۲۶/۱۰ وکذا فی تفهیم القرآن ۵۵۴/۶۔۵۵۵

۲۴۴۔ سورة المائدة: ٦٧

جادو بھی ایک طرح کا مرض ہے اور اس کی تکلیف زہر کے اثر جیسی ہی ہوتی ہے، ان دونوں کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''طبیعتوں کے ماہرین میں سے ایک جماعت نے جادو کا انکار کیا ہے اور اس کی حقیقت کو باطل قرار دیا ہے۔ جب کہ اہلِ کلام میں سے کچھ لوگ اس حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں: اگر رسول ﷺ پر جادو کی تاثیر کو جائز مان لیا جائے تو بھی یہ ضروری نہیں کہ تشریعی امور میں سے آپ کی جانب نازل ہونے والی وحی پر بھی اس کا اثر ہوا ہو کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس سے تو ساری امت گمراہ ہو جاتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جادو ثابت اور ایک موجود حقیقت ہے۔ عرب اور ہند و فارس کی بیشتر امتوں نیز بعض رومی امتوں کا جادو کے اثبات پر اتفاق ہے...... لہٰذا جادو کا انکار کرنا جہالت ہے اور اس کی نفی کرنے والے کی تردید کرنا بھی لغو اور فضول ہے۔ جہاں تک اس کے اثبات سے شریعت میں نقصانات کے دخل کے بارے میں ان کے دعویٰ کا تعلق ہے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ جادو تو انبیاء کے جسموں میں اپنا کام کرتا ہے۔ وہ بھی چونکہ بشر تھے، لہٰذا جس طرح دوسروں کے لئے علیل اور مریض ہونا جائز ہے، اسی طرح ان کے لئے بھی جائز تھا۔ ان کے جسموں میں جادو کا اثر زہر اور قتل سے بڑھ کر نہیں تھا۔ ان میں بیماری کے عوارض کا موجود ہونا، زکریا علیہ السلام اور ان کے بیٹے کا قتل کیا جانا، اور خیبر میں ہمارے نبی ﷺ کو زہر دیا جانا ناقابلِ انکار حقائق ہیں۔ البتہ دینی معاملات میں اللہ تعالیٰ نے جس شریعت کے ساتھ انہیں مبعوث فرمایا تھا اس میں وہ معصوم تھے، اور اللہ تعالیٰ ان کی نگرانی بھی فرماتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کرنے والا اور اپنی وحی کا نگہبان ہے، تاکہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی اور بگاڑ پیدا نہ ہونے پائے۔ ...... لہٰذا آپ پر جادو کا اثر ہونا آپ کی نبوت اور آپ کی شریعت کے لئے قطعاً باعثِ نقصان نہیں ہے۔ اور اس پر تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ جادو ایک

شیطانی عمل ہے، جسے وہ انسان کے اندر اپنی سانس کے ذریعہ یا پھونک مار کر یا عیب گوئی کے ذریعہ یا وسوسہ ڈال کر کرتا ہے۔ جادوگر اس شیطانی عمل کو اپنی تعلیم کے ذریعہ شیطان سے حاصل کرتا ہے۔ اور جب اسے شیطان کی مدد سے حاصل کر لیتا ہے تو دوسرے لوگوں پر قول (وِرد) کے ذریعہ یا گنڈوں میں پھونک مار کر اس کا استعمال کرتا ہے۔ یہ کلام انسانی جسم اور اس کی طبعی سرشت پر اثر انداز ہوتا ہے، چنانچہ انجام کار وہ انسان اگر کوئی ایسی چیز سنتا ہے جو اسے ناپسند ہو تو فوراً آگ بگولہ ہو کر غصہ سے بھڑک اٹھتا ہے۔ کبھی اس عمل سے اس کو بخار بھی ہو جاتا ہے...... الخ۔" (۲۴۵)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے علامہ مازری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے: "بعض بدعتیوں نے اس حدیث کا انکار کیا ہے اور یہ گمان کیا ہے کہ اس سے منصب نبوت میں گراوٹ آتی ہے اور اس میں شکوک وشبہات پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: اس بارے میں جو کچھ کہا جاتا ہے وہ سب باطل ہے۔ ان کا گمان ہے کہ نبی ﷺ پر جادو کے اثر کو جائز ٹھہرانے سے جو شریعت آپ لے کر آئے تھے اس کی ثقاہت نیست ونابود ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ آپ کو یہ گمان یا خیال گزرا ہو کہ آپ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا ہے، حالانکہ وہ جبریل علیہ السلام نہ ہوں، یا پھر یہ گمان کہ آپ کے پاس کسی بارے میں وحی آئی ہے، حالانکہ اس بارے میں آپ کے پاس کوئی وحی نہ آئی ہو۔ علامہ مازری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ تمام باتیں مردود ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کی صداقت، تبلیغ رسالت میں آپ کی امانت اور تبلیغ دین میں آپ کی عصمت پر ٹھوس دلائل موجود ہیں۔ معجزات بھی آپ کی صداقت کی گواہی دیتے ہیں۔ لہٰذا جو چیز دلائل کی بنیاد پر قائم ہو اس کے خلاف کسی بات کو جائز سمجھنا باطل ہے۔ باقی رہے وہ دنیاوی امور جن کے لئے نہ نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی تھی اور نہ ہی وہ رسالت کا سبب ہیں، تو جادو کا تعلق انہی امور سے ہے۔ یہ ایسے ہی ہے

۲۴۵۔ کذا فی شرح السنة ۱۸۷/۱۲۔۱۸۸

جیسے کہ کسی انسان کو بیماری کا عارضہ لاحق ہو جائے۔ پس دینی امور میں آپ کے معصوم ہونے کے باوجود آپ سے یہ بعید نہیں کہ دنیاوی امور میں سے کسی چیز کے بارے میں آپ کوئی ایسا خیال یا گمان کر بیٹھیں کہ جس کی کوئی حقیقت نہ ہو۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے: نبی کریم ﷺ کو یہ خیال گزرتا تھا کہ آپ اپنی بیویوں سے ہمبستری کر چکے ہیں، حالاں کہ ان کے ساتھ ہمبستری فرمائی نہ ہوتی تھی۔ اس قسم کا خیال تو انسان کو خواب میں بہ کثرت آتا ہے، تو حالتِ بیداری میں آپ کو ایسا خیال آ جانا بعید نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس بارے میں امام ابنِ عینیہ رحمہ اللہ کی روایت میں اس چیز کی صراحت آئی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: "حَتَّى كَانَ يُرَى أَنَّهُ يَأْتِي النِّسَاءَ وَلَا يَأْتِيهِنَّ" [یہاں تک کہ یہ سمجھتے تھے کہ آپ اپنی بیویوں سے ہمبستری کر چکے ہیں حالاں کہ ایسا کیا نہ ہوتا تھا] اور امام حمیدی رحمہ اللہ کی روایت میں ہے: "آپ ﷺ یہ سمجھتے تھے کہ اپنی بیوی کے پاس گئے ہیں (مباشرت کر چکے ہیں) جب کہ ان کے پاس گئے نہ ہوتے تھے۔" قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے ظاہر ہوا کہ جادو کا تسلط آپ کے جسم اور ظاہری اعضاء پر تھا۔ آپ کے عقائد اور آپ کی قوتِ ادراک پر نہیں تھا۔ جب کہ بعض علماء کہتے ہیں: کسی چیز کے بارے میں اسے نہ کرنے کے باوجود کر لینے کے آپ کے گمان سے اس کام کے کر لینے کا یقین لازم نہیں آتا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ یہ بھی فرماتے ہیں: اس بات کا بھی احتمال ہے کہ مذکورہ خیال گزرنے سے مراد یہ ہو کہ آپ کو (اپنی سابقہ عادت کے مطابق) وطی (جماع) کرنے کی قدرت اور قوت کا اندازہ ہو لیکن پھر جب بیوی کے قریب ہوتے ہوں تو اس میں ضعف اور فتور پاتے ہوں، جیسا کہ جماع کرنے والوں کے ساتھ اکثر ہو جاتا ہے۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ یہ عارضہ پہلے کی نسبت ہو، جیسا کہ ایک دوسری روایت میں مذکور ہے: "یہاں تک کہ آپ کو اپنی نظر پر بھی دھوکہ ہو جاتا تھا۔" یعنی ایسے ہو گئے تھے کہ جیسے آپ کو اپنی نظر پر بھی

شبہہ ہوتا ہو۔ اس طرح کہ اگر آپ ﷺ نے کسی چیز کو دیکھا تو یہ خیال گزرتا تھا کہ وہ چیز بدلی ہوئی ہے، لیکن جب ذرا غور کرتے تھے تو اس کی حقیقت پہچان لیتے تھے۔ جو کچھ پہلے بیان ہو چکا ہے وہ اس بات کی تائید کرتا ہے کہ آپ سے کوئی ایسی چیز منقول نہیں ہے کہ آپ نے کبھی کوئی بات خلافِ واقعہ (کتاب وسنت کی تعلیمات کے خلاف) کہی ہو۔ ......اس طرح جادو جس کی وجہ سے آپ ﷺ کی (ذات کو) نقصان پہنچا، اس کا تبلیغ دین سے متعلقہ امور میں نہ کوئی دخل تھا اور نہ ہی اس میں کوئی نقص واقع ہوا ہے۔ درحقیقت یہ نقصان اس جنس سے تھا جو کہ آپ کو تمام امراض کے ضرر کی صورت میں پہنچتا تھا، مثال کے طور پر بولنے میں کمزوری کا احساس، یا بعض کاموں کو نہ کرسکنا، یا مذکورہ گمان کا ہو جانا، جو کہ مسلسل باقی نہیں رہا بلکہ جلد ہی زائل ہو گیا، اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کی چال کو باطل فرما دیا۔ علامہ ابن قصار رحمہ اللہ نے حدیث کے آخری الفاظ :[اور مجھے تو اللہ نے شفا دے دی ہے] سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ: آپ ﷺ کی تکلیف مرض کے جنس سے تھی (جس سے شفا یابی کا تذکرہ حدیث کے الفاظ میں موجود ہے) ......الخ۔''(۲۴۶)

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جادو بھی بیماریوں میں سے ایک بیماری ہے۔ اس میں بیمار کو جو تکلیفیں ہوتی ہیں ان میں آپ ﷺ کا مبتلا ہونا جائز ہے، جس طرح کہ دوسری طرح کی بیماریوں کا انکار نہیں کیا جاتا اور نہ وہ آپ کے منصب نبوت کے لئے باعثِ عیب ہیں۔ اور آپ کا یہ خیال کرنا کہ آپ نے کوئی کام کیا ہے، حالانکہ آپ نے وہ کام کیا نہ ہوتا تھا، تو اس کا تعلق آپ کے صدق میں کسی چیز کے دخل سے نہیں ہے۔ کیوں کہ آپ کی صداقت پر واضح دلائل قائم ہیں اور آپ کی عصمت پر امت کا اجماع ہے۔ جہاں تک آپ پر جادو کے اثر کے جائز ہونے کا تعلق ہے تو

۲۴٦۔ فتح الباري ۲۲٦/۱۰۔۲۲۷ ملخصاً ونيل الأوطار ۷٦۳/٤

یہ صورت تو آپ کے دنیاوی معاملات میں پیش آئی تھی جن کے لئے نہ تو آپ مبعوث کئے گئے تھے اور نہ ہی ان دنیاوی معاملات میں آپ کو کوئی استثنا حاصل ہے بلکہ ان معاملات میں دوسرے انسانوں کی طرح آپ پر بھی افتاد آ پڑتی تھی۔ لہٰذا دنیاوی معاملات میں آپ کا حقیقت کے برعکس کچھ سوچنا یا خیال کرنا کچھ بعید نہیں ہے، کیونکہ تھوڑی دیر کے بعد ہی آپ پر حقیقت حال واضح ہو جاتی تھی۔''(۲۴۷)

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس مرض کے متعلق نبی کریم ﷺ کا طریقہ علاج بتلانا مقصود ہے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ سے دو طرح کی روایتیں بیان کی جاتی ہیں۔

پہلا طریقہ: جو زیادہ غالب ہے۔ وہ یہ کہ مادہ سحر کو نکال دیا جائے اور اس کے اثر کو زائل کر دیا جائے، جیسا کہ آپ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے اس بارے میں اپنے رب سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے جادو (کی جگہ اور چیز) کی طرف آپ کی رہنمائی فرما دی چنانچہ وہ چیز ایک کنویں کے اندر سے نکالی گئی۔ یہ جادو ایک کنگھی، کنگھی سے ٹوٹے چند بالوں اور ایک نر کھجور کے کھوکھلے خوشوں پر کیا گیا تھا۔ جب انہیں کنویں سے نکالا گیا تو آپ پر سے جادو کا اثر جاتا رہا، یہاں تک کہ آپ اس طرح توانا ہو گئے گویا کسی بندش سے آزاد ہو گئے ہوں۔ کسی سحر زدہ کے علاج کے لئے یہ سب سے زیادہ استعمال ہونے والا طریقہ ہے۔ علاج کے اس طریقے میں بذریعہ استفراغ مادہ خبیثہ کو جڑ سے اکھاڑ کر بالکل ختم کر دیا جاتا ہے۔

دوسرا طریقہ: کیونکہ جادو سے طبیعت متاثر ہوتی ہے، مریض کے اخلاط (خمیر) میں ہیجان پیدا ہوتا ہے اور اس کے مزاج میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے اس لئے اس طریقہ میں اس مقام کا استفراغ کیا

۲۴۷۔ الطب النبوي ص ١٢٤

جاتا ہے جہاں جادو سے تکلیف پہنچتی ہو۔ لہٰذا جب جسم کے کسی حصہ میں سحر کا اثر نمایاں ہو اور اس عضو سے ردی مادہ کا استفراغ ممکن ہو تو اس سے غیر معمولی فائدہ پہنچتا ہے۔ علامہ ابوعبید رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''غریب الحدیث'' میں اپنی سند سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے واسطہ سے روایت کی ہے کہ: ''جب نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا تھا تو آپ نے اپنے سر پر سینگی لگوائی تھی۔'' ابوعبید رحمہ اللہ نے بھی ''طب'' کا معنی سحر بیان کیا ہے۔''(۲۴۸)

امام ابن القیم رحمہ اللہ مزید فرماتے: ''لوگوں کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو یہ بیماری (جادو) لاحق ہوئی، جس میں آپ کسی کام کو نہ کرنے کے باوجود اسے کر لینے کا خیال (گمان) کر لیتے تھے، تو آپ کو یہ شک ہوا کہ شاید (فاسد) خون یا کسی اور مادہ کی وجہ سے ایسا عارضہ لاحق ہے جو غالباً پہلے پیٹ پر غالب تھا اور اب دماغ کی طرف مائل ہو گیا ہے اور اس نے آپ کے مزاج کو طبعی حالت سے ہٹا دیا ہے۔ اس زمانہ میں سینگی لگوانا سب سے اچھی دوا اور مفید ترین علاج تھا، چنانچہ آپ نے سینگی لگوائی۔ یہ سب آپ کو وحی کے ذریعہ جادو کی خبر دیئے جانے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو وحی آئی اور آپ کو خبر دی گئی کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے، تو آپ اس کے حقیقی علاج کی طرف لوٹے۔ اور وہ علاج یہ تھا کہ جادو کی چیز کو نکال کر اس کا توڑ کیا جائے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی جگہ بتا دی، چنانچہ آپ نے اسے نکلوایا۔ پھر آپ اس طرح تندرست کھڑے ہو گئے گویا کسی بندش سے رہائی پائی ہو۔ اس جادو کے اثر کی حد یہ تھی کہ وہ آپ کے جسم اور ظاہری اعضاء میں تھا۔ آپ کے دل اور عقل پر اس کا کوئی اثر نہیں تھا۔ چنانچہ آپ اپنی بیویوں کے پاس آنے کے خیال کی صحت کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے، بلکہ آپ جانتے تھے کہ یہ محض خیالِ بے حقیقت ہے۔ اس قسم کے

۲۴۸۔ الطب النبوی ص ۱۲۵



واقعات تو بعض بیماریوں میں ہوتے ہی رہتے ہیں۔''(۲۴۹)

اور شیخ ابنِ باز رحمہ اللہ اپنی بعض نافع تعلیقات میں فائدہ اخذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا جانا ثابت ہے لیکن وہ جادو رسالت سے متعلق کسی معاملہ پر اثر انداز نہ ہوا تھا۔ اس کا اثر بس آپ اور آپ کے اہلِ خانہ سے متعلق امور تک ہی محدود تھا، جیسا کہ ''صحیحین'' میں مذکور ہے۔''(۲۵۰)

۲۴۹۔ الطب النبوی ص ۱۲۶ و کذا فی فتح الباری ۲۲۹/۱۰ بتصرف یسیر

۲۵۰۔ التعلیق المفید ص ۱۴۲

جنوں اور شیاطین
کے احوال اور خطرات

ماقبل بحث سے یہ بات بخوبی واضح ہوچکی ہے کہ جادوگر اپنے جادو کو اصلاً جنوں اور شیاطین کے ذریعہ انجام دیتے ہیں، لہٰذا جس طرح کسی مرض کے علاج سے پہلے اس کی تشخیص، نوعیت، اسباب، مخصوص حالات، مریض کے طبائع، احتیاطی تدابیر اور ردودِ عمل وغیرہ کا جاننا بہت ضروری ہوتا ہے اسی طرح سحر کے علاج اور اس سے احتیاط کے طریقوں پر بحث کرنے سے قبل ضروری محسوس ہوتا ہے کہ جنوں کے مخصوص احوال، ان کے خطرات اور ان کی ایذا رسانی کے طور طریقوں کو قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی کی روشنی میں سمجھا جائے۔

عالمِ جن اور عالمِ شیاطین کا اثبات

اللہ کی یہ مخلوق فرشتوں اور انسانوں سے مختلف مستقل وجود رکھتی ہے۔ انسانوں اور جن و شیاطین کے مابین قدر مشترک عقل و ادراک نیز خیر وشر کے راستوں کے اختیار کی قدرت سے متصف ہونا ہے۔ چونکہ یہ مخلوق انسانوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے لہٰذا اسے جن کہا جاتا ہے۔

ابن عقیل کا قول ہے: ''جن کو جن اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ آنکھوں سے پوشیدہ اور مستور رہتے ہیں۔ اسی سے لفظ جِنین ہے یعنی ماں کے پیٹ میں جو بچہ ہوتا ہے اسے بھی پوشیدہ ہونے کی وجہ سے جِنین کہتے ہیں۔ ڈھال کو المجن اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ جنگ میں جنگجو کو چھپائے رکھتی ہے''۔ (۲۵۱)

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''زبان اور کلام کا علم رکھنے والوں کے نزدیک جن کے کئی مراتب ہیں: جب خالصتاً جن کا ذکر مقصود ہو تو اسے جنی یا جِن کہا جاتا ہے۔ وہ جن جو انسانوں کے ساتھ رہتے ہیں' مراد ہوں تو انہیں عامر کہا جاتا ہے جس کی جمع عمار ہے، اگر وہ

۲۵۱۔ آکام المرجان فی أحکام الجان ص ۷

جن مقصود ہوں جو بچوں پر آتے ہیں تو انہیں أرواح کہا جاتا ہے، اگر ان میں خباثت اور ستانا پایا جائے تو انہیں شیطان کہتے ہیں اگر ان میں ان امور کی زیادتی پائی جائے تو وہ مارد کہلاتے ہیں اور اگر ان کا معاملہ بہت زیادہ قوی اور سنگین ہو تو ان کو عفریت کہا جاتا ہے جس کی جمع عفاریت ہے۔'' (۲۵۲)

ابوثعلبہ الخشنی سے مروی ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے جن کی تین اصناف بیان کی ہیں: پہلی وہ جو ہوا میں اڑتے ہیں، دوسری وہ جو سانپوں اور کتوں کی شکل میں ہوتے ہیں اور تیسری وہ جو بھلے اور پابندِ شریعت ہوتے ہیں۔'' (۲۵۳)

۲۵۲۔ آکام المرجان ص ۸

۲۵۳۔ رواہ الطبرانی والحاکم والبیہقی فی الأسماء والصفات بإسناد صحیح کذا فی صحیح الجامع ۸۵/۳

شریعت میں جنوں کا وجود دلائل سے ثابت ہے

قرآنِ کریم اور صحیح احادیثِ نبوی میں جنوں اور شیطانوں کا تذکرہ اتنی کثرت سے وارد ہے کہ ان صحیح اور صریح نصوص کو دیکھ کر کوئی غبی سے غبی تر شخص بھی ان کے وجود کا قائل ہو جائے گا۔ ہم یہاں عدمِ طوالت کے پیشِ نظر قرآنِ کریم اور احادیث کی ان نصوص کے تذکرہ سے گریز کرتے ہیں۔ آگے ان شاء اللہ ان میں سے بعض نصوص کا ذکر مناسب مقامات پر محلِ استدلال کی مناسبت سے آئے گا۔

اس بارے میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ اصل صحابہ، تابعین، ائمہ مسلمین اور مسلمانوں کے تمام گروہوں یعنی اہلِ سنت والجماعت وغیرہم (اللہ ان تمام سے راضی ہو) کے درمیان متفق علیہ ہے۔ مسلمانوں کی مختلف جماعتوں میں سے کسی بھی جماعت نے جنوں کے وجود سے اختلاف نہیں کیا ہے اور نہ ہی اس بارے میں کوئی اختلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو جنوں کی طرف بھی مبعوث فرمایا تھا۔ کفار کے تمام گروہ بھی جنوں کے اثبات کے قائل رہے ہیں۔ جہاں تک اہلِ کتاب میں سے یہود و نصاریٰ کا تعلق ہے تو وہ بھی مسلمانوں کی طرح جنوں کے وجود کے اقراری ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی اِکا دُکا اس کا انکار کرتا ہوا نظر آتا ہے تو مسلمانوں میں بھی اسی طرح (ایک دو) منکر مل جائیں گے، مثلاً جہمیہ اور معتزلہ مگر جمہور گروہ اور ان کے امام ان کے وجود کا اقرار کرتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ جنوں کا وجود انبیاء کی متواتر خبروں سے بالضرورۃ معلوم ہے، اور یہ بھی ضروری طور پر معلوم ہے کہ وہ زندہ، ذی عقل، ارادہ کے مطابق عمل کرنے والے، نیکی کا حکم دیئے گئے اور برائی سے روکے گئے ہیں۔ ان کی کوئی خاص صفت یا لمبائی چوڑائی مقرر نہیں ہے، جیسا کہ بعض ملحدوں کا دعویٰ ہے۔ چونکہ جنوں کا معاملہ انبیاء سے بتواتر ثابت ہے اس لئے ہر خاص و عام اسے متواتراً جانتا ہے۔ لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ کوئی گروہ جو رسولوں کی طرف

اپنی نسبت کرتا ہو وہ ان کے وجود کا انکار کرے۔"(۲۵۴)

آپ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: "مسلمانوں کے تمام گروہ جنوں کے وجود کے اقراری ہیں۔ اسی طرح جمہور کفار مثلاً عام اہلِ کتاب، اسی طرح اولادِ سام میں سے عام مشرکینِ عرب، اولادِ حام میں سے ہندوستانی مشرکین وغیرہ اور اولادِ یافث میں سے جمہور کنعانی اور یونانی وغیرہ بھی جنوں کے وجود کے قائل ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ تمام گروہوں نے جنوں کے وجود کا اقرار کیا ہے۔"(۲۵۵)

آپ رحمہ اللہ آگے چل کر مزید فرماتے ہیں: "تمام امتیں جنوں کا اقرار کرتی ہیں اور ان کے پاس بہت سے واقعات موجود ہیں جن کی تفصیل اور صفت طویل ہے۔ جنوں کا انکار صرف جاہل فلسفیوں اور اطباء وغیرہ کے ایک بہت چھوٹے سے شر پسند طبقہ نے کیا ہے۔ جہاں تک قوم کے اکابرین کا تعلق ہے تو ان سے یا تو اس کا اقرار ماثور ہے، یا پھر کم از کم ان سے اس بارے میں کسی قول کی کوئی حکایت نہیں ملتی۔ بقراط کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ بعض پانی کے بارے میں کہتا تھا کہ یہ جنوں کے اثر سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ میرا مقصد اس علاج سے نہیں ہے جو کہ ہیکلوں کے اصحاب کیا کرتے تھے، بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ اطباء بھی صِراع (جنوں کے ذریعہ آسیب زدگی) کا علاج کرتے تھے، گویا کہ اس کے اقراری تھے۔" (۲۵۶)

امام الحرمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "عہدِ صحابہ میں جنوں اور شیطانوں کے وجود اور ان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے پر تمام علماء کا اجماع تھا۔ اس اتفاق رائے سے کسی متدین شخص نے جس کا دین سے تعلق ہو اور وہ اس پر سختی کے ساتھ قائم بھی ہو، اختلاف نہیں کیا ہے۔"(۲۵۷)

۲۵۴۔ مجموع الفتاویٰ ۹/۱۹۔۱۰
۲۵۵۔ مجموع الفتاویٰ ۱۳/۱۹۔
۲۵۶۔ مجموع الفتاویٰ ۳۲/۱۹
۲۵۷۔ آکام المرجان ص ٤

جنوں اور شیطانوں کے وجود کا انکار خلافِ حقیقت ہے

اس کے باوجود شریعت، قانونِ قدرت اور انسانی مزاج اور طبائع کی حقیقت سے ناواقف بعض مادہ پرست جنوں اور شیطانوں، جادو اور اس کے اثرات کو انسان کا وہم اور ذہنی اختراع کہہ کر بالکلیہ انکار کر دیتے ہیں۔ ان کے دلائل کا حاصل یہ ہے کہ جو چیز آنکھ سے دکھائی نہ دے، کان سے سنائی نہ دے، زبان سے چکھی نہ جائے، ناک سے سونگھی نہ جائے اور ہاتھوں سے چھوئی نہ جائے اس کا وجود ہو ہی نہیں سکتا۔ حالانکہ قرآن وسنت کے بے شمار قطعی دلائل کے علاوہ انسانی معاشرہ میں رونما ہونے والے روزمرّہ کے ہزارہا واقعات اور مشاہدات ان امور کی حقانیت کی گواہی دیتے ہیں۔

چنانچہ امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر کسی پر جنوں اور ان کی گفتگو کی کیفیت واضح نہ ہو تو وہ محض اپنی لاعلمی کی بنا پر ان کے وجود کا انکار نہ کرے، بالخصوص ایسی صورت میں جب کہ ان کا وجود کتاب وسنت کے دلائل کے علاوہ اور بہت سے دوسرے ذرائع سے ثابت ہے۔ مثال کے طور پر بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے ان کو بچشمِ خود دیکھا ہے اور وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے ان لوگوں کو دیکھا ہے جنہوں نے جنوں کو دیکھا ہے، اور یہ چیز ان کے نزدیک خبر ویقین کے ذریعہ ثابت ہے۔ ان کے علاوہ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے جنوں سے بات چیت کی ہے یا جنوں نے ان سے بات کی ہے۔ ایسے بھی لوگ ہیں جنہوں نے ان کو بھلی باتوں کا حکم دیا اور بری باتوں سے روکا ہے، اور ان میں صالح اور غیر صالح ہر طرح کے لوگ شامل ہیں۔''(۲۵۸)

آج سے سینکڑوں سال قبل جنوں کے وجود کے منکرین میں سے بعض مشرکین کا دعویٰ

۲۵۸۔ مجموع الفتاویٰ ۲۳۲/۴

تھا: ''جنوں سے مراد ستاروں کی روحیں ہیں۔''[۲۵۹] جب کہ بعض ملحد فلاسفہ کا قول ہے: ''جنوں سے مراد انسانی نفوس میں موجود نوازعِ شر اور خبیث طاقتیں ہیں، جس طرح کہ ملائکہ سے مراد نفوسِ انسانی میں موجود نوازعِ خیر ہیں۔''[۲۶۰]

اسی طرح بعض لاعلم لوگوں کا قول ہے: ''انسان کے اندر حیوانی غرائز کی متماثل شریر روح ہی اصلاً جن ہیں۔''[۲۶۱]

منکرین کے ان باطل دعووں کی اصل وجہ ان کے پاس جنوں کے متعلق ٹھوس علم موجود نہ ہونا ہے، لیکن عدمِ علم عدمِ وجود کی دلیل نہیں ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ﴾[۲۶۲] [بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جس کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے]۔ حق بات یہ ہے کہ عالم الجن کا وجود برحق ہے، وہ عامل، زندہ، صاحبِ ادراک، مکلّف اور مامور ایک مستقل مخلوق ہیں۔

۲۵۹۔ مجموع الفتاویٰ ۲۱۰/۲٤

۲۶۰۔مجموع الفتاویٰ ۳٤٦/٤

۲٦۱۔ دائرة المعارف الحديثة ص ۳٥۷

۲٦۲۔ سوڑة یونس: ۳۹

جنوں اور شیطانوں کی خلقت اور اُن کی بعض صفات

اللہ تعالیٰ نے جنوں کو آگ سے پیدا کیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ﴾ (۲۶۳) [میں اس سے برتر ہوں، آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس (آدم علیہ السلام) کو آپ نے خاک سے پیدا کیا ہے]، ﴿وَالْجَآنَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُومِ﴾ (۲۶۴) [اور اس سے پہلے جنوں کو ہم نے لو والی آگ سے پیدا کیا] اور ﴿وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ﴾ (۲۶۵) [اور جنوں کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا]۔

ابنِ عباس، عکرمہ، مجاہد اور حسن وغیرہ نے "مَّارِجٍ مِّنْ نَّار" کی تفسیر میں "طرف اللهب" یعنی آگ کی اونچی لپٹ اور ایک دوسری روایت میں آگ کی خالص اور بہترین قسم بتایا ہے۔ (۲۶۶)

امام نووی رحمہ اللہ "المارج" کے معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ: "آگ کی وہ لپٹ جس میں آگ کے ساتھ سیاہی بھی ملی جلی ہو۔" (۲۶۷)

ایک حدیث میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی جنوں کا آگ سے پیدا ہونا مروی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ" (۲۶۸) [فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے، جنوں کو آگ کی اونچی

۲٦۳۔ سورة الأعراف: ۱۲
۲٦٤۔ سورة الحجر: ۲۷
۲٦٥۔ سورة الرحمن: ۱٥
۲٦٦۔ البداية والنهاية ۵۹/۱ وتفسير ابن كثير ۲۷۱/٤
۲٦۷۔ شرح النووي على مسلم ۱۲۳/۱۸
۲٦۸۔ صحيح مسلم ۲۲۹٤/٤ (۲۹۹٦)

لپٹوں سے، اور آدم علیہ السلام کو تمہیں (بیان کردہ تمہارے) وصف والی اس چیز (مٹی) سے پیدا کیا گیا ہے]۔

مذکورہ بالا آیتوں میں سے ثانی الذکر آیت میں اس بات کی صراحت ملتی ہے کہ جنوں کو انسانوں سے قبل پیدا کیا گیا تھا۔ سورۃ الأعراف کے مطالعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ انسانوں کی طرح جنات بھی دل، آنکھ اور کان کے مالک ہوتے ہیں، یعنی ہماری طرح وہ بھی سوچتے، دیکھتے اور سنتے ہیں، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا﴾ [٢٦٩] [اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان جہنم کے لئے پیدا کئے ہیں، جن کے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے، اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں دیکھتے، اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے نہیں سنتے]۔

بعض احادیث میں جنوں کے کھانے، پینے، ہنسنے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور نافرمانی کرنے وغیرہ کی بھی صراحت ملتی ہے۔ شیطان کی آواز کا ہونا تو اس آیت سے ثابت ہے: ﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ﴾ [٢٧٠] [ان میں سے تو جسے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے بہکا]۔

یہ ثابت شدہ امر ہے کہ شیطان کی اصل جن ہی ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ﴾ [٢٧١] [اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو، تو ابلیس کے

٢٦٩۔ سورۃ الأعراف: ١٧٩ ٢٧٠۔ سورۃ الإسراء: ٦٤
٢٧١۔ سورۃ الكهف: ٥٠

سوا سب نے سجدہ کیا۔ یہ جنوں میں سے تھا، اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی] لیکن امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ اس طرف گئے ہیں کہ جنوں کی اصل ابلیس ہے، جس طرح کہ آدم علیہ السلام انسانوں کی اصل ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں: ''فَإِبْلِيسُ الَّذِى هُوَ أَبُو الْجِنِّ''(۲۷۲) [پس ابلیس جو کہ جنوں کا باپ ہے]۔

جنوں اور شیطانوں میں یہ صفت موجود ہے کہ ہم انسان انہیں نہیں دیکھ سکتے، لیکن وہ ہمیں دیکھتے ہیں، مگر کسی چیز کو نہ دیکھ سکنا اس کے عدمِ وجود کی دلیل نہیں ہے۔ دنیا میں کتنی ہی چیزیں ایسی ہیں جو نظر نہیں آتیں، مگر ان کا وجود برحق ہے، مثلاً بجلی کے تاروں میں بہتی برقی لہریں (کرنٹ)، مقناطیس میں موجود لوہے کے لئے قوتِ کشش اور سب سے بڑھ کر تو یہ ہوا ہے جسے کہ ہر انسان محسوس تو کرتا ہے مگر دکھائی نہیں دیتی۔ جنوں اور شیطانوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾(۲۷۳) [وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے]۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے برخلاف چرندوں اور پرندوں کو یہ قوت عطا فرمائی ہے کہ وہ جنوں اور شیطانوں کو بھی دیکھ سکتے ہیں، چنانچہ حدیث شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيكَةِ، فَاسْأَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ، فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا، وَ إِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ، فَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا''(۲۷۴) [جب تم مرغ کو بانگ دیتے ہوئے سنو تو اللہ سے اس کے فضل کے طلب گار بنو، کیونکہ اس نے فرشتہ کو دیکھا ہے۔ اور جب تم گدھے کو ہینکتے ہوئے سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو، کیونکہ

۲۷۲۔ مجموع الفتاوی ۴/۲۳۵، ۳۴۶ ۲۷۳۔ سورۃ الأعراف:۲۷

۲۷۴۔ رواہ البخاری ۶/۳۵۰ (۳۳۰۳) ومسلم ۴/۲۰۹۲ (۲۷۲۹) وأبو داود فی سننه، انظر صحیح سنن أبی داود ۳/۹۶۱ (۴۲۵۵)

اس نے شیطان کو دیکھا ہے]۔

اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ وَنَهِيقَ الْحَمِيرِ، فَتَعَوَّذُوا بِاللهِ، فَإِنَّهُنَّ يَرَوْنَ مَا لَا تَرَوْنَ''[٢٧٥] [جب تم کتوں کو بھونکتے اور گدھوں کو ہینکتے ہوئے سنو تو اللہ کی پناہ طلب کرو کیونکہ یہ ان کو دیکھتے ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے]۔

٢٧٠۔ رواه أحمد وأبو داود والبخاري في الأدب المفرد وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داود ٩٦١/٣(٤٢٥٦) وتخريج الكلم الطيب تعليق (٦٤)



جنوں اور شیطانوں کی شکل وصورت

عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ جن اور شیاطین انتہائی خوفناک اور بدشکل ہوتے ہیں، لیکن اس بارے میں کوئی قطعی علم موجود نہیں ہے۔ البتہ قرونِ وسطی کے نصاریٰ شیطان کی تصویر ایک گھنی داڑھی والے کالے لحیم شحیم مرد کی شکل پر بناتے تھے، جس کے حواجب بلند ہوں، اس کے ہونٹوں سے دھوئیں کی لپٹیں نکل رہی ہوں، اور بکرے کی طرح اس کے سُم، سینگ اور دم بھی ہوں۔ (۲۷۶)

جنوں اور شیطانوں کے پاس دل، آنکھ اور کان ہونا تو سورۃ الأعراف کی مذکورہ بالا آیت ۱۷۹ سے معلوم ہو چکا ہے۔ ان کے ہاتھوں (۲۷۷) اور انگلیوں (۲۷۸) کے متعلق بعض احادیث کا ذکر ان شاء اللہ آگے آئے گا۔ جہاں تک شیطان کی سینگوں کا تعلق ہے تو ایک حدیث میں بصراحت مروی ہے کہ عمرو بن عبسہ السلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: "**صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، حَتَّى تَرْتَفِعَ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ، ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ ...ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ**"۔ (۲۷۹) [صبح کی نماز پڑھو، پھر سورج نکلنے اور بلند ہو جانے تک نماز سے رکے رہو، کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔ اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد نماز پڑھ سکتے ہو، کیونکہ نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں...... پھر سورج ڈوبنے تک نماز نہ پڑھو، کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان

۲۷۶۔ دائرۃ المعارف الحدیثۃ ص ۳۵۷

۲۷۷۔ انظر صحیح ابن ماجہ ۲۲۵/۱ (۲۶۴۳)

۲۷۸۔ رواہ البخاری ۳۳۷/۶ (۳۲۸۶)

۲۷۹۔ رواہ مسلم ۵۶۹/۱ (۸۳۲)

ڈوبتا ہے، اور کافر اس وقت اسے سجدہ کرتے ہیں]۔

اس کے علاوہ بعض دوسری احادیث میں بھی شیطان کے دوسینگوں کا تذکرہ ملتا ہے، مثلاً ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "لَا تَحَرَّوْا (تَحِينُوا) بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ، وَلَا غُرُوبَهَا، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بِقَرْنَيْ شَيْطَانٍ" (۲۸۰) [سورج نکلتے وقت اپنی نماز کا قصد نہ کرو اور نہ ہی اس کے غروب ہوتے وقت، کیونکہ وہ شیطان کے دوسینگوں کے درمیان نکلتا ہے]۔

اور آپ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مشرق کی جانب اشارہ کرتے اور یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: "هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا، إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا، مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ" (۲۸۱) [خبردار! بیشک وہاں پر فتنہ بپا ہوگا، بیشک فتنہ وہیں سے اٹھے گا، جہاں سے کہ شیطان کا سینگ نکلتا ہے]۔

آپ رضی اللہ عنہ ہی سے ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَبْرُزَ الشَّمْسُ، وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ، وَلَا تَحِينُوا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ" (۲۸۲) [جب سورج کی ٹکیہ کا کنارہ نکلنے لگے تو اپنی نماز کو مؤخر کردو، حتیٰ کہ پوری طرح سورج نکل آئے۔ اور جب سورج کی ٹکیہ کا کنارہ ڈوبنے لگے تو اپنی نماز کو مؤخر کردو، حتیٰ کہ وہ پوری طرح غروب ہوجائے۔ سورج طلوع ہونے کے وقت کو اپنی نماز کا وقت نہ بناؤ، اور نہ ہی اس کے غروب ہونے کے وقت کو، کیونکہ سورج شیطان کی دوسینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے]۔

۲۸۰۔ رواه البخاری ۳۳۵/٦ ومسلم ٥٦٧/١ (٨٢٨)

۲۸۱۔ رواه البخاری ۳۳٦/٦ (۳۲۷۹)، ۴۵/۱۳

۲۸۲۔ رواه البخاری ۲۳۵/٦ (۳۲۷۲، ۳۲۷۳) ومسلم ٥٦٨/١ (٨٢٩)

جنوں اور شیطانوں کا کھانا پینا اور بعض دوسرے افعال

جن، اور شیاطین جو کہ انہیں میں سے ہیں، کھاتے اور پیتے بھی ہیں۔ ان کی غذا کی جنس کبھی انسانوں جیسی اور کبھی انسانوں سے مختلف ہوتی ہے، مگر ان کے کھانے پینے کے طور طریقے عموماً انسانوں سے مختلف ہی ہوتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا تَسْتَنْجُوا بِالرَّوْثِ، وَلَا بِالْعِظَامِ، فَإِنَّهُ زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ ''(۲۸۳) [گوبر اور ہڈیوں سے استنجا نہ کرو، کیونکہ یہ تمہارے بھائی جنوں کی غذا ہے]۔

ایک اور حدیث میں ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''مجھے ایک جن بلا کر لے گیا، میں نے انہیں قرآن پڑھ کر سنایا (آپ نے ہمیں لے جا کر جنوں اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے)۔ پھر جنوں نے آپ ﷺ سے کھانا طلب کیا تو آپ نے فرمایا: تمہاری غذا ہر وہ ہڈی ہے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو، اس پر پورا گوشت ہوگا، اور ہر قسم کی مینگنی تمہارے جانوروں کا چارہ ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ ''(۲۸۴) [پس ان دونوں چیزوں سے استنجا نہ کرو کیونکہ وہ تمہارے بھائیوں کی غذا ہیں]۔

ایک اور حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ استنجا کے لئے کچھ پتھر لا دو، ہڈی اور گوبر نہ لانا۔ آخر میں نے چند پتھر اٹھا کر دے دیئے۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے گوبر اور ہڈی کو لانے سے منع کرنے کا راز دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ، وَإِنَّهُ أَتَانِي وَفْدُ جِنِّ مِنْ نَصِيبِينَ، فَسَأَلُونِي

۲۸۳۔ صحیح سنن الترمذی ۸/۱ (۱۸)

۲۸۴۔ رواہ مسلم ۳۳۲/۱ (۴۵۰)، صحیح سنن الترمذی ۱۰٤/۳ (۲۵۹۵)

الزَّاد، فدَعَوْتُ اللهَ لَهُـمْ: أَنْ لَا يَمُرُّوا بِعَظْمٍ وَلَا بِرَوْثَةٍ إِلَّا وَجَدُوا عَلَيْهَا طَعْمًا" (۲۸۵) [یہ دونوں جنوں کی غذا ہیں۔ میرے پاس (یمن کے ایک علاقہ) نصیبین سے جنوں کا ایک وفد آیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے غذا طلب کی تو میں نے اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعا کی کہ جب انہیں کوئی ہڈی یا گوبر ملے تو ان میں ان کے لئے غذا موجود ہو]۔

گوبر اور ہڈیوں کے علاوہ ہر وہ نوالہ جو زمین پر گر جائے اور اٹھا کر نہ کھایا جائے وہ جنوں اور شیطانوں کی غذا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "إِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ، فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى، وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ" (۲۸۶) [اگر تم میں سے کسی سے کوئی لقمہ زمین پر گر جائے تو اس پر سے مٹی وغیرہ دور کر کے اسے کھالے، اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے]۔

بعض دوسری روایات میں شیطان کا انسانوں کے ساتھ ان کے کھانے میں شریک ہونا بھی مروی ہے، جیسا کہ ان شاء اللہ آگے بیان کیا جائے گا۔ جہاں تک جنوں اور شیطانوں کے کھانے پینے کے طور طریقوں کا تعلق ہے تو ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ" (۲۸۷) [جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے]۔

اس کے علاوہ وہ جانور جس کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، وہ مردار کے حکم میں ہے

۲۸۵۔ رواہ البخاری ۱۷۱/۷ (۳۸۶۰)

۲۸۶۔ رواہ مسلم (۲۲۲۴) وأحمد ۱۷۷/۳ وأبو داود (۳۸۴۵) والبغوی ۳۱۶/۱۱ والترمذی (۱۸۰۳) وصححہ

۲۸۷۔ رواہ مسلم ۱۵۹۸/۳ (۲۰۲۰)

اور بعض علماء ہر مردار کو شیطان کی غذا بتاتے ہیں، واللہ أعلم بالصواب۔

اسی طرح ایک حدیث میں مذکور ہے: ''جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو اور داخلہ نیز کھانے کے اوقات میں اللہ کا ذکر کرے تو شیطان (ناراضگی سے) کہتا ہے: ''لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ'' [نہ تمہارے لئے شب باشی ہے اور نہ رات کا کھانا] اور اگر کوئی داخل ہو اور اپنے داخلہ کے وقت اللہ کا ذکر نہ کرے تو شیطان (خوشی سے) کہتا ہے: ''أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ'' [میں نے شب باشی میں تمہیں پالیا] اور اگر کھاتے وقت اللہ کا ذکر نہ کرے تو وہ کہتا ہے: ''أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ''[۲۸۸] [میں نے تمہیں شب باشی اور رات کے کھانے (دونوں) میں پالیا]۔

امام ابنِ قیم الجوزیہ رحمہ اللہ آیت: ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾[۲۸۹] [بے شک بات یہ ہے کہ شراب، جوا، چڑھاوے کے تھان اور فال نکالنے والے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں] سے فائدہ اخذ کرتے ہوے لکھتے ہیں: ''ہر نشہ آور چیز شیطان کے پینے کی چیز ہے......'' الخ۔

عبد اللہ بن یزید الخطمی کی ایک روایت اس فائدہ پر دلالت کرتی ہے، بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے انگور کے عرق کے متعلق پیغام بھیجا: ''فَاطْبُخُوا شَرَابَكُمْ حَتَّى يَذْهَبَ مِنْهُ نَصِيبُ الشَّيْطَانِ، فَإِنَّ لَهُ اثْنَيْنِ، وَلَكُمْ وَاحِدًا''[۲۹۰] [اپنی پینے والی چیزوں کو خوب (اچھی طرح) پکالو یہاں تک کہ اس میں سے شیطان کا حصہ جاتا رہے، کیونکہ اس میں اس کے دو حصے اور تمہارا ایک حصہ ہوتا ہے]۔

۲۸۸۔ رواہ مسلم ۱۵۹۸/۳ (۲۰۱۸) والبخاری فی ادب المفرد ص ۳۹۸ والنسائی فی الکبریٰ ۱۷۴/٤ وأحمد ۳۸۳/۳

۲۸۹۔ سورۃ المائدۃ: ۹۰

۲۹۰۔ رواہ النسائی مع التعلیقات ۳۳٦/۲ وصححه الألبانی انظر صحیح سنن النسائی ۱۱٥٤/۳ (٥۲۷٥)

مذکورہ بالا تمام نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جن اور شیاطین کھاتے، پیتے اور سوتے ہیں۔

اس کے علاوہ بعض روایات میں ان کا ماہِ رمضان میں زنجیروں میں جکڑ دیا جانا بھی مروی ہے۔[291] اس کے علاوہ بعض احادیث میں ان کا پیشاب کرنا بھی مروی ہے، چنانچہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص کا ذکر ہوا جو رات کو صبح ہونے تک سوتا رہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذَاکَ رَجُلٌ بَالَ الشَّیْطَانُ فِي أُذُنَیْه – أَوْ قَالَ فِي أُذُنِهِ –''[292] [اس شخص کے دونوں کانوں میں یا یہ کہا کہ اس کے ایک کان میں شیطان نے پیشاب کردیا ہوتا ہے]۔

اسی طرح بعض روایات میں شیطان کا ہنسنا، ریاح خارج کرنا، الٹے قدموں پیچھے ہٹنا، آگے آنا، دور بھاگنا، پھول یا اکڑ کر بڑا ہونا، سکڑ کر چھوٹا ہوجانا اور رونا وغیرہ بھی مذکور ہے، لیکن جنوں اور شیطانوں کے ان افعال کا تذکرہ ان شاء اللہ آگے مناسب مقامات پر آئے گا، عدمِ تکرار کے سبب یہاں اُن کے اِن افعال کے تذکرہ سے ہم صرفِ نظر کرتے ہیں۔

بعض علماء نے مذکورہ بالا صحیح اور صریح نصوص کے خلاف جنوں کے کھانے، پینے اور نکاح وغیرہ کا انکار کیا ہے، چنانچہ کہتے ہیں کہ جنوں کی کئی قسمیں ہیں، ان میں بعض وہ ہیں جو کھاتے پیتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو یہ سب کچھ نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا یہ قول دلیل کی حیثیت رکھتا ہے، فرماتے ہیں: ''جنوں کی متعدد جنس ہیں۔ جو خالص جن ہیں وہ ریح ہیں۔

۲۹۱۔ رواہ البخاری ۳۳٦/٦ والترمذی فی کتاب الصوم باب (۱) وحسنه والنسائی فی کتاب الصیام باب (٥) وابن ماجه فی الصیام باب (۲) وأحمد ۲۹۲/۲

۲۹۲۔ رواہ البخاری ۲۸/۳، ۳۳٥/٦ ومسلم ٦٤/٦ (مع شرح النووی)

وہ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے، نہ موتے ہیں نہ پیدا ہوتے۔ لیکن ان میں سے ایک جنس ایسی بھی ہے جو کھاتے، پیتے، پیدا ہوتے، شادی کرتے اور مرتے بھی ہیں۔ اور یہی وہ جن ہیں جو تکلیف پہنچاتے ہیں۔"(۲۹۳) لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ قول محتاجِ دلیل ہے۔

۲۹۳۔ أخرجه ابن جرير كما في لوامع الأنوار ۲۲۲/۲ وذكره الحافظ في الفتح ۳۴۵/۶ والسيوطي في لقط المرجان ص ۴۴

جنوں کے مسکن، ان کی مجالس اور سواریاں

انسانوں کی طرح جن بھی اسی زمین پر رہنے والی مخلوق ہیں لیکن وہ عموماً اندھیری جگہوں، بوسیدہ اور غیر آباد مکانوں، بے آب وگیاہ میدانوں، لق دق صحراؤں، بیابان جنگلوں، پہاڑوں، وادیوں، قبرستانوں، ویران مساجد، کنوئیں، سمندروں، کھیتوں، کھلیانوں، گھاس پھونس کے گوداموں، بلوں اور سوراخوں، مکان کی چھتوں اور دراڑوں، درختوں، غاروں، خندقوں، گھاٹیوں، اونٹوں کے باڑوں اور نجاست کے مقامات، مثلاً حمامات وغیرہ میں رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ بقول امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ: ''ان جگہوں میں سے بیشتر مقامات جنوں کے ٹھکانے اور ماوئی ہیں۔''(۲۹۴) لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ بعض جن ان دوکانوں اور مکانوں میں بھی بستے ہیں جن میں انسان مقیم تو ہوں، لیکن اللہ کا نام لینے، اللہ کے ذکر، تلاوتِ قرآن کریم (بالخصوص سورة البقرة اور آیة الکرسی) اور نماز وادعیہ سے غافل رہتے ہوں۔

ایک متفق علیہ حدیث میں ہے کہ غروبِ آفتاب کے ساتھ اندھیرا ہوتے ہی شیاطین بکثرت پھیل جاتے ہیں چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ اس دوران ہم اپنے بچوں کو گھروں سے باہر نکلنے سے روک کر رکھیں۔

بعض احادیث میں مروی ہے کہ شیاطین دھوپ اور چھاؤں کے درمیان بیٹھنا پسند کرتے ہیں، چنانچہ ابوعیاض نے نبی کریم ﷺ کے صحابی سے مرفوعاً روایت کی ہے: ''آپ ﷺ نے ایسی جگہوں پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے جہاں انسان کے جسم کے کچھ حصہ پر دھوپ اور کچھ پر سایہ ہو اور فرمایا کہ یہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔''(۲۹۵)

۲۹۴۔ مجموع الفتاویٰ ۱۹/۴۰۔۴۱

۲۹۵۔ رواہ الإمام أحمد فی مسندہ، وقال المنذری فی الترغیب والترھیب ۲۶۰/۵: سندہ جید وصححه الألبانی انظر صحیح الجامع (۶۸۲۸)

اسی طرح جن اور شیاطین ان مقامات پر جمع ہونا زیادہ پسند کرتے ہیں جہاں وہ بہ آسانی فتنہ وفساد پھیلا سکیں، مثلاً بازار وغیرہ چنانچہ سلمان نے اپنے بعض اصحاب کو وصیت فرمائی تھی: ''لَا تَكُونَنَّ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوقَ وَلَا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا فَإِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيَاطِينِ ''(۲۹۶) [اگر ممکن ہوتو بازار میں داخل ہونے والا پہلا شخص اور بازار سے نکلنے والا آخری شخص بننے سے بچو کیونکہ یہ شیاطین کا میدانِ جنگ ہے]۔

اسی طرح ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمامات اور اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔حمامات میں نماز کی ممانعت کا سبب نجاست کے ساتھ اس میں شیطانوں کا ٹھکانہ ہونا بھی ہے۔اونٹوں کے باڑوں میں نماز کی ممانعت کے بارے میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا تُصَلُّوا فِي مَبَارِكِ الإِبِلِ، فَإِنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِينِ، وَصَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، فَإِنَّهَا بَرَكَةٌ''(۲۹۷) [اونٹوں کے باڑوں میں نماز نہ پڑھو، کیونکہ اونٹ شیطانوں میں سے ہیں مگر بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھو، کیونکہ وہ باعثِ برکت ہیں]۔

ایک روایت میں عبداللہ بن مغفل سے اونٹوں کا شیاطین سے پیدا ہونا بصراحت مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، وَلَا تُصَلُّوا فِي أَعْطَانِ الإِبِلِ، فَإِنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ الشَّيَاطِينِ ''(۲۹۸) [بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھو لیکن اونٹوں کے بیٹھنے کی جگھوں پر نماز نہ پڑھو کیونکہ انہیں شیطانوں سے پیدا کیا گیا ہے] ایک اور

۲۹۶۔ رواه مسلم في صحيحه ۱۹۰۶/۴ (۲۴۵۱)

۲۹۷۔ رواه أحمد ۲۸۸/۴ وأبو داود (۱۸۴)، انظر صحيح سنن أبي داود ۳۷/۱(۱۶۹)

۲۹۸۔ رواه أحمد ۱۵۰/۴ والترمذي (۳۴۸) وابن ماجه (۷۶۹) وصححه الألباني، انظر صحيح سنن ابن ماجه ۱۲۸/۱(۶۲۳)

روایت میں رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ منقول ہیں: ''إِنَّ الْإِبِلَ خُلِقَتْ مِنَ الشَّيَاطِينِ، وَإِنَّ وَرَاءَ كُلِّ بَعِيرٍ شَيْطَانًا ''(٢٩٩) [بے شک اونٹ کو شیطانوں سے پیدا کیا گیا ہے اور ہر اونٹ کے پیچھے ایک شیطان ہوتا ہے]۔

اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ نماز پڑھنے کی ممانعت کے علاوہ یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ صرف اونٹ ہی ایسا حلال جانور ہے جس کا گوشت کھا کر وضو کرنا ضروری ہے چنانچہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اونٹ کے گوشت سے وضو کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: ''تَوَضَّئُوا مِنْهَا'' [اس سے وضو کرلو] پھر جب بکری کے گوشت کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: ''لَا تَوَضَّئُوا مِنْهَا'' [اس سے وضو نہ کرو]......الخ۔(٣٠٠)

اسی طرح جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا ہم بکری کا گوشت کھا کر وضو کریں؟ تو آپ نے فرمایا: ''إِنْ شِئْتَ تَوَضَّأْ، وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَوَضَّأْ'' [اگر چاہو تو وضو کرلو، اور اگر نہ چاہو تو وضو نہ کرو] پھر سوال کیا کہ کیا ہم اونٹ کے گوشت سے وضو کریں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نَعَمْ، تَوَضَّأْ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ'' [ہاں اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرو] الخ۔(٣٠١)

بعض احادیث میں مذکور ہے کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر (اور بعض روایت کے مطابق سمندر پر) سجاتا ہے جہاں سے وہ اپنی فوج کے کارندوں کو لوگوں کو فتنہ وفساد میں مبتلا کرنے کے لئے روانہ کرتا ہے۔ چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا

٢٩٩۔ رواه سعيد بن منصور في سننه بإسناد مرسل حسن كما في صحيح الجامع ٥٢/٢ (١٥٧٩)

٣٠٠۔ رواه أحمد ٢٨٨/٤ وأبو داود (١٨٤)

٣٠١۔ رواه أحمد ١٠٦/٥ ومسلم (٦٣٠)

ہے: ''إِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ، ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ،......، يَجِيءُ أَحَدُهُمْ، فَيَقُولُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُولُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئًا، قَالَ: ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدُهُمْ، فَيَقُولُ: مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ، قَالَ: فَيُدْنُو مِنْهُ، وَيَقُولُ: نَعَمْ، أَنْتَ ''(۳۰۲) [بیشک ابلیس اپنا تخت پانی پر لگاتا ہے، پھر اپنی فوج کو روانہ کرتا ہے...... پھر ان میں سے ایک فوجی واپس آ کر کہتا ہے: میں نے ایسا اور ویسا کیا، تو ابلیس کہتا ہے: تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر ان میں سے دوسرا فوجی آ کر کہتا ہے: میں نے اس شخص کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہ ڈال دی۔ ابلیس اسے اپنے قریب کر کے کہتا ہے: ہاں تو ہی ہے (جس نے یہ بڑا کارنامہ انجام دیا ہے] جبکہ ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی ﷺ سے ابلیس کے عرش کا سمندر پر ہونا بھی مروی ہے (تَرَى عَرْشَ إِبْلِيسَ عَلَى الْبَحْرِ)۔(۳۰۳)

بعض روایات میں شام کے ایک ثقہ تابعی یزید بن یزید بن جابر رحمہ اللہ سے منقول ہے: ''بعض مسلمانوں کے گھروں کی چھتوں میں مسلمان جن بسے ہوئے تھے۔ جب گھر والے اپنا دوپہر کا کھانا لگاتے تو وہ بھی نیچے اترتے اور ان کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھاتے اور اسی طرح جب رات کا کھانا لگایا جاتا تو بھی وہ اترتے اور ان کے ساتھ رات کا کھانا کھاتے تھے۔''(۳۰۴)

عدمِ تکرار کے پیشِ نظر بلوں اور سوراخوں میں جنوں کی رہائش کی بابت عبداللہ بن سرجس کی روایت یہاں کی بجائے ان شاء اللہ آگے ''شیطان سے مقابلہ کے لئے مومن کے ہتھیار اور بعض احتیاطی تدابیر (بلوں اور سوراخوں میں پیشاب کرنے سے گریز)'' کے زیرِ عنوان بیان ہوگی۔

گھاٹیوں اور وادیوں میں ان کی رہائش کی بابت عبدالرحمٰن بن خنبش رضی اللہ عنہ کی حدیث

۳۰۲۔ رواه مسلم ۲۱۶۷/۲ (۲۸۱٤) ونقله الحافظ فی فتح الباری ۳۳۹/٦

۳۰۳۔ صحیح مسلم ۲۲٤۱/٤(۲۰۲٥)

۳۰٤۔ رواه ابن أبی الدنیا وأورده أبو بكر بن عبيد فی مكايد الشيطان وذكره الحافظ فی فتح الباری ۳٤٥/٦

بھی باذن اللہ آگے ہی بیان کی جائے گی۔

حمامات میں ان کی رہائش سے متعلق زید بن ارقم کی حدیث کا تذکرہ بھی ان شاء اللہ آگے عنوان ''بیت الخلاء میں داخلہ کے وقت استعاذہ'' کے تحت ہوگا۔

جہاں تک جنوں اور شیطانوں کی سواریوں کا تعلق ہے تو اس بارے میں ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی حدیثیں اوپر گزر چکی ہیں جن میں مینگنیوں کو ان کی سواری کے جانوروں کا چارہ بتایا گیا ہے۔ان حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ جنوں کی سواریاں بھی ہوتی ہیں۔قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ﴾(۳۰۵)[ان میں سے جسے بھی تو اپنی آواز سے بہکا سکے بہکا لے اور ان پر اپنے پیادے اور گھوڑے (سوار) چڑھا لا] اس آیت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ شیطان کے پاس بھی گھوڑے اور سواریاں ہوتی ہیں۔

۳۰۵۔ سورة الإسراء: ٦٤

جنوں کی شادیاں اور افزائشِ نسل

جنوں کی شادی پر بعض علماء قرآنِ کریم کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں: ﴿لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ﴾ (۳۰۶) [وہ حوریں جنہیں ان سے پہلے کسی جن وانس نے ہاتھ نہیں لگایا]۔

عربی لغت میں لفظ ''الطمث'' سے مراد جماع ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے مراد وہ جماع ہے کہ جس کے نتیجہ میں خون نکلتا ہو، یعنی باکرہ کے ساتھ جماع۔ اس آیت میں جنت کی حوروں کی یہ صلاحیت انسانوں اور جنوں دونوں کے لئے یکساں بیان کی گئی ہے۔

جنوں اور شیطانوں میں مذکر اور مؤنث دونوں جنس پائی جاتی ہیں ان کے مابین شادیاں ہوتی ہیں اور ان کی اولادیں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ شیطانوں میں مذکر اور مؤنث ہونا انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ثابت ہے جس کا تذکرہ ان شاء اللہ آگے ''بیت الخلاء میں داخلہ کے وقت استعاذہ'' کے زیرِ عنوان آئے گا۔ آیۃ الکرسی کی فضیلت میں وارد ابوالمتوکل اور ابن ضریس کی روایات میں بھی مذکر ومؤنث جنوں کا تذکرہ بصراحت موجود ہے۔ (۳۰۷)

جہاں تک جنوں اور شیطانوں کی افزائشِ نسل کا تعلق ہے تو اس بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَفَتَتَّخِذُونَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ﴾ (۳۰۸) [کیا پھر بھی تم مجھے چھوڑ کر اسے اور اس کی اولاد کو اپنا دوست بنا رہے ہو، حالانکہ وہ تم سب کا دشمن ہے]۔

۳۰۶۔ سورۃ الرحمن:۵۶

۳۰۷۔ انظر فتح الباری ۴۸۸/٤

۳۰۸۔ سورۃ الکہف:۵۰

قاضی بدرالدین محمد الشبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جن اولاد کے لئے شادیاں کرتے ہیں''(۳۰۹) اور قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس سے مراد شیطان کی اولاد ہے، یعنی شیطان کی اولاد بھی اسی طرح پیدا ہوتی ہیں جس طرح بنی آدم کی اولاد پیدا ہوتی ہیں بلکہ باعتبارِ تعداد ان کی اولاد زیادہ ہوتی ہیں۔''(۳۱۰)

بعض دوسری نصوص میں شیطانوں کی ذریت کی کثرت کے بارے میں بصراحت مذکور ہے لیکن اختصار کے پیشِ نظر ہم نے ان نصوص میں سے صرف ایک نص سابقہ عنوان ''جنوں کے مسکن، ان کی مجالس اور سواریاں'' کے تحت نقل کی ہے۔

جہاں تک انسان مردوں کا جن عورتوں سے اور جن مردوں کا انسان عورتوں کے ساتھ نکاح کا تعلق ہے تو اس بارے میں بھی بہت سے قصے مشہور ہیں، بلکہ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے تو اس بارے میں سلف اور علماء سے منقول متعدد واقعات اور آثار ذکر کیے ہیں جو انسانوں اور جنوں کے مابین نکاح کے وقوع پر دلالت کرتے ہیں۔(۳۱۱) لیکن ان واقعات کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ امام سیوطی رحمہ اللہ اخبار تو جمع کرتے چلے جاتے ہیں لیکن ان کی صحت کا کم ہی خیال رکھتے ہیں، فإنا للہ وإنا إليه راجعون۔

انسانوں اور جنوں کے مابین نکاح کی شہرت کے متعلق امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں: ''انسانوں اور جنوں کے باہمی نکاح اور ان سے اولاد کا پیدا ہونا بہت معروف ہے۔''(۳۱۲)

اگر فرض کرلیا جائے کہ ایسا نکاح ممکن ہے تو بھی علماء کی ایک جماعت نے اس کی کراہت بیان

۳۰۹۔ آکام المرجان ص ۳۳

۳۱۰۔أخرجه ابن جرير في تفسيره ۲٦٦۲/۱۵ وأبو الشيخ الأصبهاني في كتاب العظمة ۱٦٨۵/۵ وأورده السيوطي في الدر المنثور ۲۲۷/٤ وفي لقط المرجان ص ۵۱

۳۱۱۔ لقط المرجان ص ۵۳

۳۱۲۔ مجموع الفتاویٰ ۳۹/۱۹

کی ہے۔مثال کے طور پر حسن، قتادہ، الحکم، اسحاق اور امام مالک، رحمہم اللہ۔ امام مالک رحمہ اللہ جنوں کے ساتھ نکاح کی ممانعت کی کوئی دلیل تو نہیں پاتے لیکن اس کو غیر مستحب سمجھتے ہیں، چنانچہ کہتے ہیں: ''میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں کیونکہ اگر کوئی عورت حاملہ ہو اور جب اس سے پوچھا جائے کہ تیرا شوہر کون ہے؟ تو وہ جواباً کہے کہ جن۔ اس سے تو معاشرہ میں فساد پھیل جائے گا۔''[۳۱۳]

- علماء کی ایک جماعت نے اس طرح کے نکاح کی شدید مخالفت کی ہے۔ ان کی دلیل قرآنِ کریم کی یہ آیت ہے: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّرَحْمَةً﴾[۳۱۴] [اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے آرام وسکون پاؤ۔ اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر دی] اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کا جوڑا انہیں کی جنس میں سے بنایا ہے، نیز یہ کہ بفرضِ وقوع اختلافِ جنس کے باعث زوجین کے درمیان الفت، سکون، مودّت اور رحم دلی کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔

۳۱۳۔ آكام المرجان لبدر الدين الشبلى ص ٦٧

۳۱٤۔ سورة الروم: ٢١



جنوں اور شیطانوں کو موت بھی آتی ہے

بلا شبہ جن، جن میں شیاطین بھی شامل ہیں، کو موت بھی آتی ہے کیونکہ وہ بھی ان ارشاداتِ باری تعالیٰ میں شامل ہیں: ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ﴾(۳۱۵) [زمین پر جو ہیں وہ سب فنا ہونے والے ہیں] اور ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾(۳۱۶) [ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے]۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اس طرح دعا فرمائی: "اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ، الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ، الَّذِی لَا يَمُوتُ، وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ"(۳۱۷) [اے اللہ! میں تیری عزت کے ساتھ (تیری) پناہ مانگتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبودِ (برحق) نہیں، جسے موت نہیں آتی، جب کہ جن اور انسان مرتے ہیں]۔

اور مشہور ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے "شیطانة العزی" کو قتل کیا تھا۔ اسی طرح ایک اور صحابی رسول نے اژدھے نما جن کو قتل کیا تھا، جیسا کہ ان شاء اللہ آگے ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان کیا جائے گا۔

جہاں تک ان کی عمروں کا تعلق ہے تو اس بارے میں ہمارے پاس کوئی صحیح اور قطعی علم موجود نہیں ہے، عموماً مشہور ہے کہ ان کی عمریں انسانوں کے مقابلہ میں طویل تر ہوتی ہیں، واللہ اعلم۔ البتہ ابلیس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد قرآنِ کریم میں اسی طرح مذکور ہے: ﴿قَالَ اَنْظِرْنِي

۳۱۵۔ سورة الرحمن:۲٦

۳۱٦۔سورة آل عمران:۱۸۵

۳۱۷۔رواه البخاری ۱۳/۳٦۸ ومسلم فی الذکر (٦۸)٤/۲۰۸٦ وأحمد ۲۰۲/۱

اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ☆ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ﴾[۳۱۸] [اس نے کہا کہ مجھے قیامت کے دن تک مہلت دیجئے۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تجھ کو مہلت دی گئی] اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ عز وجل ابلیس کو تا قیامت زندہ رکھے گا۔

۳۱۸۔سورة الأعراف:۱٤۔۱٥

بعض امور جن پر جنوں وشیاطین کو قدرت حاصل ہے

ا۔ بسرعت حرکت کرنا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جانا: مشہور واقعہ ہے کہ جنوں میں سے ایک عفریت نے سلیمان علیہ السلام کے پاس ملکہ یمن کا تخت پلک جھپکنے کی قلیل مدت میں بیت المقدس لا کر حاضر کیا تھا، چنانچہ قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَّقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ☆ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَّرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ﴾ الخ (۳۱۹) [ایک قوی ہیکل جن کہنے لگا آپ اپنی اس مجلس سے اٹھیں، اس سے پہلے ہی پہلے میں اسے آپ کے پاس لا دیتا ہوں۔ یقین مانئے کہ میں اس پر قادر ہوں اور ہوں بھی امانت دار۔ جس کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بول اٹھا کہ آپ پلک جھپکائیں، اس سے بھی پہلے میں اسے آپ کے پاس پہنچا سکتا ہوں۔ جب آپ نے اسے اپنے پاس پایا تو فرمانے لگے] الخ

۲۔ فضا کی بلندیوں میں پرواز کرنا: جن پرانے زمانوں سے اگلے آسمانوں تک چڑھتے تھے، اور آسمانوں پر ہونے والی گفتگو میں سے کچھ خبریں چرا لاتے تھے لیکن جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو آسمانوں کی نگرانی اور پہرہ داری میں اضافہ کر دیا گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ اس بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ أَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَساً شَدِيداً وَّشُهُباً ☆ وَّأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ، فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا﴾ (۳۲۰) [اور ہم نے آسمان کو ٹٹول کر دیکھا تو اسے سخت چوکیداروں اور سخت شعلوں سے پُر پایا۔ اس سے پہلے ہم باتیں سننے کے لئے آسمان میں جگہ جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اب جو بھی کان

۳۱۹۔ سورۃ النمل: ۳۹۔۴۰

۳۲۰۔ سورۃ الجن: ۸۔۹

لگاتا ہے وہ ایک شعلہ کو اپنی تاک میں پاتا ہے]۔

۳۔فنِ تعمیر اور صنعت وحرفت سے واقفیت: فنِ تعمیر اور صنعت وحرفت میں جنوں کی مہارت وذکاوت کا اندازہ اس ارشادِ باری تعالیٰ سے ہوسکتا ہے:﴿وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ☆ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ﴾ (۳۲۱) [اور اس (سلیمان علیہ السلام) کے رب کے حکم سے بعض جن اس کی ماتحتی میں اس کے سامنے کام کرتے تھے اور ان میں سے جو بھی ہمارے حکم سے سرتابی کرے، ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ جو کچھ سلیمان علیہ السلام چاہتے، وہ جنات تیار کردیتے، مثلاً قلعے اور مجسمے اور حوضوں کے برابر لگن اور چولہوں پر جمی ہوئی مضبوط دیگیں]۔

۴۔مختلف شکلیں اختیار کرنے کی قدرت: جنات اور شیطانوں کے اندر انسانوں اور حیوانوں کی شکلیں اختیار کرنے کی قدرت پائی جاتی ہے، چنانچہ غزوہ بدر کے دن مشرکین کے پاس ایک شیطان کا سراقہ بن مالک کی شکل میں آنا اور ان کی نصرت کا وعدہ کرنا مشہور تاریخی واقعہ ہے۔یہی موقع تھا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تھی:﴿وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّي جَارٌ لَّكُمْ﴾ (۳۲۲) [جب کہ شیطان ان کے اعمال کو انہیں زینت دار دکھارہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ آج لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہیں آسکتا اور میں خود بھی تمہارا حمایتی ہوں]۔

اسی طرح ابو ہریرہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کے پاس شیطان کا انسان کی شکل میں آکر

۳۲۱۔سورۃ سبا:۱۲۔۱۳

۳۲۲۔سورۃ الأنفال:۴۸

صدقہ فطر کی کھجوریں چوری کرنے کے واقعات بھی مشہور ہیں۔ اسی طرح جنوں کا مختلف حیوانوں کی شکلیں اختیار کرنا، مثلاً کالا کتا، سانپ اور اژدہا وغیرہ بن جانا بھی متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے لیکن ان واقعات کی تفصیل ان شاء اللہ ذرا آگے ''جنوں اور شیطانوں کا مختلف شکلیں اختیار کرنا اور ایذا پہنچانے کی چند مثالیں'' کے زیر عنوان پیش کی جائے گی۔

امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جنات انسانوں اور حیوانوں کی صورتیں اختیار کر سکتے ہیں، لہٰذا وہ سانپ، بچھو وغیرہ، نیز اونٹ، گائے، بکری، گھوڑا، خچر، گدھے، چڑیوں اور بنی آدم کی شکلیں اختیار کرتے ہیں۔''(۳۲۳) لیکن قاضی ابویعلی محمد بن الحسین بن الفراء نے اس چیز کا انکار کیا ہے لہٰذا فرماتے ہیں: ''شیطانوں کو جس شکل وصورت پر پیدا کیا گیا ہے، اسے بدلنے کی ان میں قدرت نہیں ہے۔''(۳۲۴) میں کہتا ہوں کہ یہ قول اس بات پر محمول ہے کہ جو عام یا مسلمان جن ہیں وہ اپنی شکل وصورت نہیں بدلتے، مگر جو ان میں شریر، اللہ کے نافرمان اور ضرر رساں جن ہیں وہ اپنے سفلی عمل کے ذریعہ ایسا کرتے ہیں، جیسا کہ امام ابنِ ابی شیبہ اور امام ابنِ ابی الدنیا کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے: ''غیلان (شیطانوں کی ایک جنس) نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے تذکرہ کیا کہ کسی (جن یا شیطان) کو یہ استطاعت نہیں ہے کہ وہ اپنی اس صورت کو بدلے جس پر اسے پیدا کیا گیا ہے۔ لیکن جس طرح تمہارے (یعنی انسانوں میں) جادوگر ہوتے ہیں اسی طرح ان میں بھی جادوگر ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب تم انہیں مختلف شکل میں دیکھو تو جانے کے لئے کہو۔'' حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس کی اسناد کو صحیح بتایا ہے۔(۳۲۵)

۵۔ شیطان کا انسانی جسم میں خون کی مانند گردش کرنا: ''صحیحین'' میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى

۳۲۳۔ مجموع الفتاویٰ ۴۴/۱۹ ۳۲۴۔ آکام المرجان ص ۱۹

۳۲۵۔ فتح الباری ۳۴۴/۶

الـــدَّمِ ''[بے شک شیطان انسان (کے جسم) میں خون کی مانند گردش کرتا ہے] ایک روایت میں ''يَجْرِي مِنَ الإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ '' کی بجائے ''يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ '' کے الفاظ بھی مروی ہیں۔ (۳۲۶)

اس بارے میں ایک روایت ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حُیَـــیّ سے بھی مروی ہے، جس کا تذکرہ ان شاء اللہ آگے ''ان شکوک کا فوری ازالہ کرنا جو شیطان کو نفوس پر قابو پانے میں مددگار ہوتے ہیں'' کے عنوان کے تحت آئے گا۔ (۳۲۷)

لیکن چونکہ یہ مخلوق جسمِ لطیف کی مالک ہیں لہٰذا ہم مادی طور پر نہ انہیں دیکھ پاتے ہیں اور نہ ہی محسوس کر پاتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جنات اور شیاطین انسانوں کے بدن میں داخل ہو کر بالکل جذب ہو جاتے ہیں۔ اس بات کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ جس طرح جلتے ہوئے کوئلہ میں آگ، یا گیلی ریت یا کپڑے میں پانی، یا بجلی کے تاروں یا مقناطیس میں برقی اور مقناطیسی لہریں، یا دودھ میں پانی، یا پانی میں نمک اور شکر، یا ہوا میں خوشبو اور بدبو وغیرہ مکمل طور پر جذب ہو جاتی ہے اسی طرح جن اور شیاطین بھی انسان کے جسم میں داخل ہو کر مکمل طور پر جذب ہو جاتے ہیں۔

شیطان کے اندر یہ طاقت ہے کہ وہ انسان کی فکر اور دل پر وسوسہ کے راستہ سے حاوی ہو جائے۔ وہ انسان کے دل میں کس طرح وسوسہ پیدا کرتا ہے؟ اس کی کیفیت اور طریقہ اگرچہ پوری طرح ہمیں معلوم نہیں ہے لیکن یہ بات مشاہدہ سے البتہ ثابت ہے کہ انسان کی اپنی طبیعت اور اس کا ذاتی میلان ان وسوسوں کو دل میں جگہ دینے میں بہت حد تک مدد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ قرآنِ

۳۲۶۔رواه البخاری فی صحیحه ۱۵۹/۱۳ وفی الأدب المفرد ص ٤٧١ ورواه مسلم ١٧١٢/٤ والبغوی ٤٠٤/١٤۔٤٠٥ وأحمد ٢٨٥،١٦٥/٣ والطحاوی ٢٩/١ والبیهقی فی الشعب ٣٢١/٥ وأبو یعلی (٣٤٧٠)

۳۲۷۔رواه البخاری ١٥٩/١٣ والبغوی ٤٠٤/١٤۔٤٠٥

کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ☆ الَّذِی يُوَسْوِسُ فِی صُدُورِ النَّاسِ﴾ (۳۲۸) [وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے، جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے]۔

امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''﴿الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ﴾ سے مراد یہ ہے کہ شیطان ابن آدم کے دل پر جما رہتا ہے۔ جونہی اس سے بھول یا غفلت ہوئی شیطان وسوسے پیدا کرنے لگتا ہے لیکن جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے''۔ (۳۲۹)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ''المعتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے حکایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ شیطان خوشی اور غم کے موقعوں پر ابن آدم کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے مگر جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے۔'' (۳۳۰)

چونکہ جسم میں دل ہی ایسی مرکزی جگہ ہے جو اگر درست ہو جائے تو پورا جسم درست اور اگر یہی فساد کی نظر ہو جائے تو پورا جسم فساد کی آماجگاہ بن جاتا ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''أَلَا وَإِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً، إِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ'' (۳۳۱) [خبردار! جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے، اگر یہ درست ہو جائے تو پورا جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر یہی خراب ہو جائے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے، اور جسم کا یہ حصہ دل ہے] لہٰذا شیطان کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح اسی دل میں وسواس پیدا کر کے انسان کو گمراہ کرے اور یہ وسوسہ کیا ہے؟ اس کی حقیقت امام ابنِ القیم رحمہ اللہ یوں بیان کرتے ہیں:

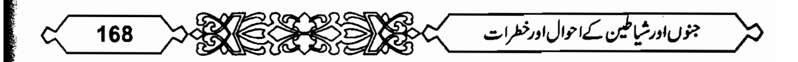
۳۲۸۔سورۃ الناس: ٤۔٥
۳۲۹۔تفسیر ابن کثیر ٥٧٥/٤
۳۳۰۔تفسیر ابن کثیر ٤٢٣/٧
۳۳۱۔رواہ البخاری ١٢٦/١ ومسلم ٢٨/١٠ (مع شرح النووی)

''وسوسہ کی اصل وہ خفیہ حرکت یا آواز ہے جو محسوس نہ ہو کہ انسان اس سے بچ سکے۔ پس وسواس نفس کے اندر وہ پوشیدہ اِلقاء ہے جو خفیہ آواز کے ذریعہ ہو حتیٰ کہ اسے وہ شخص بھی نہ سن سکے جس کی طرف اسے اِلقاء کیا جا رہا ہے، یا پھر بغیر آواز کے، جس طرح کہ شیطان بندوں کے اندر وسوسے پیدا کرتا ہے۔''(۳۳۲)

پس جب انسان کے دل میں کوئی وسوسہ جگہ پالے تو عقل بھی اسی کے مطابق سوچنے اور سمجھنے لگتی ہے اور ایسا محسوس ہونے لگتا ہے گویا کہ عقل مسحور ہو کر سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھی ہے۔ امام ابنِ القیم رحمہ اللہ نے اس صورتِ حال کو یوں بیان کیا ہے: ''شیطان کے مکاید میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ہمیشہ عقل پر جادو کرتا ہے، حتیٰ کہ اسے اپنے جال میں پوری طرح پھانس لیتا ہے۔ پھر اس کے جادو سے کوئی سلامت نہیں رہتا سوائے اس کے کہ جس کو اللہ تعالیٰ سلامتی دینا چاہے۔ پھر وہ اس کے لئے ان افعال کو خوش نما بنا دیتا ہے جو کہ اس کے لئے مضر ہوں، یہاں تک کہ وہ شخص ان کاموں کے متعلق یہ گمان کرنے لگتا ہے کہ یہی سب سے زیادہ نفع بخش کام ہیں اور ان کاموں سے نفرت کرنے لگتا ہے جو حقیقت میں اس کے لئے زیادہ نفع بخش ہوتے ہیں مگر وہ ان کو اپنے لئے نقصان دہ سمجھنے لگتا ہے، فلا إله إلا الله۔''(۳۳۳)

۶۔ نیند کی حالت میں انسان پر شیطان کا قبضہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ جب انسان سوتا ہے تو شیطان اس کی گردن کی پشت پر بیٹھ کر تین گرہیں لگاتا ہے تاکہ وہ (صبح تک) تان کر لمبی نیند سوتا رہے۔ اگر وہ اٹھ کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر جب وہ وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور جب وہ فجر کی نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ صبح تر و تازہ اور طیب النفس اٹھتا ہے۔ جب وہ صبح دیر سے اٹھتا ہے تو خبیث النفس

۳۳۲۔التفسیر لابن القیم ص ۶۰۰ ۳۳۳۔إغاثة اللهفان ۱/ ۱۳۰



اور سست و کاہل اٹھتا ہے۔''(۳۳۴)

اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ، فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلاثًا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ''(۳۳۵) [جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو وضو کرے اور تین بار اپنی ناک صاف کرے، کیونکہ شیطان اس کی ناک کی اندرونی جڑ (بانسہ) میں رات گزارتا ہے]۔

ان بعض خصوصیات کے باوجود جن اور شیاطین شرف و فضل میں انسان سے بہر طور ادنیٰ ہیں، حتی کہ ان کے صالحین بھی انسانوں کے صالحین سے کم تر ہوتے ہیں۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا﴾(۳۳۶) [یقیناً ہم نے اولادِ آدم کو بڑی عزت دی، اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت عطا فرمائی] جنوں اور شیطانوں کے لئے یہ تکریم نہ قرآنِ کریم سے ثابت ہے اور نہ ہی زبانِ نبوی سے لیکن اس سے ہرگز یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ جنوں کے مسلمان بھی انسانوں کے کافروں سے کم تر ہیں۔ مسلمان خواہ جنوں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے، کافروں سے بہر حال افضل و مکرم ہیں، واللہ أعلم بالصواب۔

۳۳٤۔رواه البخاری ۲٤/۳، ۳۳٥/٦ ومسلم ٦٦/٦ (مع شرح النووی)

۳۳٥۔رواه البخاری ۳۳۹/٦ ۳۳٦۔سورة الإسراء: ٧٠

بعض امور میں جنوں کی عاجزی ومجبوری

انسانوں کی طرح جنوں اور شیطانوں کو بھی اگر بعض امور میں قدرت حاصل ہے تو بعض امور میں وہ بالکل عاجز اور مجبور نظر آتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا﴾ (۳۳۷)[یقین مانو کہ شیطانی حیلہ سخت کمزور (اور بالکل بودا) ہے] ذیل میں ہم ان چند امور کا تذکرہ کریں گے جنہیں کرنے سے جنات اور شیاطین قاصر و عاجز ہیں:

ا۔ اللہ کے صالح بندوں پر شیطان کا عدم تسلط: اللہ عزوجل نے شیطان کو یہ قدرت عطا نہیں کی ہے کہ وہ انسانوں کو کفر اور گمراہی پر مجبور یا زبردستی کریں، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا﴾ (۳۳۸)[میرے سچے بندوں پر تیرا کوئی قابو اور بس نہیں، تیرا رب کارسازی کرنے والا کافی ہے] نیز ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ﴾ (۳۳۹)[شیطان کا ان پر کوئی زور (اور دباؤ) نہ تھا، مگر اس لئے کہ ہم ان لوگوں کو جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ظاہر کردیں ان لوگوں میں سے جو اس سے شک میں ہیں]۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں پر جنوں اور شیطانوں کا تسلط کسی طرح ممکن نہیں ہوتا، نہ تو دلائل کے ذریعہ اور نہ ہی قدرت اور طاقت کے ذریعہ اور شیطان کو اپنی اس کمزوری کا پوری طرح ادراک بھی ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ☆ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ﴾ (۳۴۰)[(شیطان نے] کہا

۳۳۷۔سورة النساء:٧٦
۳۳۸۔سورة الإسراء:٦٥
۳۳۹۔سورة سبأ:٢١
۳۴۰۔سورة الحجر:٣٩۔٤٠

کہ اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، مجھے بھی قسم ہے کہ میں بھی زمین میں ان کے لئے گناہ کی چیزوں کو مزین کروں گا اور ان سب کو بہکاؤں گا بھی، سوائے تیرے ان بندوں کے جو منتخب کر لئے گئے ہیں]۔

شیطانوں کا تسلط صرف انہیں بندوں پر ہو پاتا ہے جو اس کے کفر پر راضی بخوشی اس کی پیروی کرنے والے اور اس کے اطاعت گزار ہوں، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ﴾[۳۴۱] [میرے بندوں پر تجھے کوئی غلبہ نہیں لیکن ہاں جو گمراہ لوگ تیری پیروی کریں]۔

قیامت کے روز یہی شیطان اپنے ان پیروکاروں سے کہے گا جن کو اس نے گمراہ یا ہلاک کیا ہوگا: ﴿وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي﴾[۳۴۲] [میرا تم پر کوئی دباؤ تو تھا ہی نہیں، ہاں میں نے تمہیں پکارا، اور تم نے میری مان لی]۔

ایک دوسری آیت میں ہے: ﴿إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ﴾[۳۴۳] [ہاں اس کا غلبہ ان پر تو یقیناً ہے جو اسی سے رفاقت کریں، اور اسے اللہ کا شریک ٹھہرائیں]۔

انسانوں پر شیطان کا تسلط اُنہیں بہکا کر گمراہ کرنے، ان پر سوار ہو جانے، انہیں کفر وشرک نیز معصیت پر اکسانے اور گمراہی کی راہ پر قائم رکھنے سے عبارت ہے، جیسا کہ اس ارشادِ باری تعالیٰ میں مذکور ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا﴾[۳۴۴] [کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم کافروں کے پاس شیطانوں کو بھیجتے ہیں جو انہیں خوب اکساتے ہیں]۔

۳٤۱۔سورۃ الحجر:٤۲

۳٤۲۔سورۃ إبراهيم:۲۲

۳٤۳۔سورۃ النحل:۱۰۰

۳٤٤۔سورۃ مريم:۸۳

اور یہ چیز معلوم ہے کہ مؤمنوں پر شیطانوں کا تسلط صرف ان کے ذنوب کی وجہ سے ممکن ہوتا ہے، چنانچہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص کو اللہ اپنی آیات سے نوازے اور وہ اسے سیکھ کر جان جائے، پھر سب کچھ چھوڑ بیٹھے تو اس پر اللہ تعالیٰ شیطان کو مسلط فرما دیتا ہے جو اس کو بہکاتا اور گمراہ کرتا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيَ آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ☆ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذَّلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴾[۳۴۵]
[اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنایئے کہ جس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں، پھر وہ ان سے بالکل ہی نکل گیا۔ پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا، سو وہ گمراہ لوگوں میں شامل ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے، لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا۔ سو اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو آپ اس حال کو بیان کر دیجئے، شاید وہ لوگ کچھ سوچیں]۔

ایک حدیث میں مروی ہے: ''إِنَّ اللهَ مَعَ الْقَاضِي مَا لَمْ يَجُرْ، فَإِذَا جَارَ، تَبَرَّأَ مِنْهُ، وَأَلْزَمَهُ الشَّيْطَانَ''[۳۴۶] [جو قاضی ظلم نہ کرے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے لیکن جب وہ ظلم کرتا ہے تو اللہ عز وجل اس سے بری ہو جاتا ہے اور ایک شیطان کو اس کے ساتھ لگا دیتا ہے]۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ''إِذَا اسْتَشَاطَ السُّلْطَانُ، تَسَلَّطَ الشَّيْطَانُ''[۳۴۷] [جب

۳۴۵۔سورة الأعراف: ۱۷۵۔۱۷۶
۳۴۶۔رواه الحاكم والبيهقي بإسناد حسن، انظر صحيح الجامع ۱۳۰/۲ (۱۸۲۶)
۳۴۷۔قال الهيثمي في مجمع الزوائد ۷۱/۸: رجاله ثقات رواه أحمد والطبراني

بادشاہ غصہ سے بھڑکتا ہے تو اس پر شیطان کا قبضہ ہو جاتا ہے]۔

۲۔فضا کی بلندیوں میں مقررہ حد سے آگے جانے سے معذوری: آسمانی خبریں چرانے کی کیفیت کا کچھ تذکرہ پہلے گزر چکا ہے لیکن ان کے لئے فضا کی بلندیوں میں اوپر جانے کے لئے بھی ایک حد مقرر ہے جس سے آگے جانا ان کے لئے ناممکن ہے۔اگر وہ اس مقررہ حدود سے تجاوز کی کوشش کریں تو ہلاکت ان کا مقدر بن جاتی ہے، چنانچہ قرآنِ کریم میں ہے:﴿**يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَن تَنفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانفُذُوا لَا تَنفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ☆ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ☆ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّن نَّارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنتَصِرَانِ**﴾ [۳۴۸] [اے جنات اور انسان کے گروہ! اگر تم میں آسمانوں اور زمین کے کناروں سے باہر نکل جانے کی طاقت ہے تو نکل بھاگو۔غلبہ اور طاقت کے بغیر تم نہیں نکل سکتے۔پھر اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑا جائے گا، پھر تم مقابلہ نہ کرسکو گے]۔

۳۔معجزات دکھانے سے عاجزی: جنوں اور شیاطین میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ بھی رسولوں کی طرح اپنی صداقت پر دلالت کرنے والے معجزات کر دکھائیں۔ چونکہ قرآنِ کریم رسول اللہ ﷺ کا جیتا جاگتا معجزہ ہے، لہٰذا اسی قرآنِ کریم کے لئے بعض کفار کا دعویٰ تھا کہ یہ شیاطین کی ایجاد ہے، چنانچہ اس باطل دعویٰ کی تردید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:﴿**وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ☆ وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ☆ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ**﴾ [۳۴۹] [اس قرآن کو شیطان نہیں لائے۔نہ وہ اس کے قابل ہیں، نہ انہیں اس کی طاقت ہے، بلکہ وہ تو سننے سے بھی محروم کر دیئے گئے ہیں]۔

۳٤۸۔سورة الرحمن:۳۳۔۳۵

۳٤۹۔سورة الشعراء:۲۱۰۔۲۱۱

اسی طرح قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو چیلنج کیا ہے: ﴿قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾ (۳۵۰) [کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور کل جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو ان سب سے اس کے مثل لانا ناممکن ہے، گو وہ (آپس میں) ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں]۔

۴۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ کی مشابہت سے عاجزی: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ رَآنِي، فَإِنِّي أَنَا هُوَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَتَمَثَّلُ بِي" (۳۵۱) [جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو وہ میں ہی ہوں کیونکہ شیطان کے لئے میری جیسی شکل اختیار کرنا ناممکن ہے]۔

اور "صحیحین" میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ، فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلَ بِي" [جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل کے مثل نہیں بنا سکتا]۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی کی ہے۔ "صحیح البخاری" میں "وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَرَاءَى بِي" [بیشک شیطان خود کو مجھ جیسا بنا کر نہیں دکھا سکتا] کے الفاظ بھی مروی ہیں۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں "مَنْ رَآنِي، فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِي" [جس نے مجھے دیکھا تو اس نے حق میں مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میرے جیسا نہیں بن سکتا] کے الفاظ مروی ہیں۔ "صحیحین" میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی

۳۵۰۔ سورة الإسراء: ۸۸

۳۵۱۔ انظر صحيح سنن الترمذي ۲/ ۲٦۰ (۱۸۵۹)

حدیث میں ہے: ''وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِی'' [شیطان میری شکل کے مثل نہیں بنا سکتا]، جب کہ ''صحیح مسلم'' میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''مَنْ رَآنِی فِي الْمَنَامِ، فَقَدْ رَآنِي، إِنَّهُ لَا یَنْبَغِي لِلشَّیْطَانِ أَنْ یَتَمَثَّلَ فِي صُورَتِي'' [جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان کے لئے ناممکن ہے کہ وہ میری صورت کے مثل شکل اختیار کر سکے] اور جابر رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت میں ''فَإِنَّهُ لَا یَنْبَغِي لِلشَّیْطَانِ أَنْ یَتَشَبَّهَ بِي'' [کیونکہ شیطان کے لئے ناممکن ہے کہ وہ میری شباہت اختیار کر سکے] کے الفاظ بھی مروی ہیں۔ (۳۵۲)

مذکورہ بالا احادیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کو یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ حقیقت میں رسول اللہ ﷺ جیسی شکل وصورت اختیار کر سکے لیکن یہ تمام احادیث اس چیز کی ہرگز نفی نہیں کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی دوسرے شخص کا بھیس اختیار کرے اور خواب میں آ کر یہ دعویٰ کرے کہ میں ہی رسول اللہ ہوں۔ یہ تفصیل مشہور تابعی امام ابنِ سیرین رحمہ اللہ کے تفقہ کا نتیجہ ہے۔ (۳۵۳) پس لازم ہے کہ ہر شخص جو خواب میں رسول ﷺ کو دیکھے وہ فی الواقع ویسا ہی نہ سمجھ بیٹھے بلکہ یہ صرف اس وقت درست ہے جب کہ اس نے کتبِ حدیث میں مروی آپ کی جملہ شمائل وخصال اور عادات وصفات کے مطابق ہی آپ کو خواب میں دیکھا ہو۔

۵۔ بند دروازہ، منہ بند مشک اور ڈھکا ہوا برتن کھولنے سے معذوری: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِذَا کَانَ جُنْحُ اللَّیْلِ - أَوْ أَمْسَیْتُمْ - فَکُفُّوا صِبْیَانَکُمْ، فَإِنَّ الشَّیَاطِینَ تَنْتَشِرُ حِینَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّیْلِ، فَخَلُّوهُمْ،

۳۵۲۔انظر صحیح البخاری ۳۸۳/۱۲ (۶۹۹۳۔۶۹۹۷) وصحیح مسلم ۱۷۷۵/۴ (۲۲۶۶۔۲۲۶۸)
۳۵۳۔کما فی صحیح البخاری ۳۸۳/۱۲

وَأَغْلِقُوا الأَبْوَابَ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَاباً مُغْلَقاً ''(۳۵۴)[جب رات اپنے بازو پھیلائے یا (غروبِ آفتاب کے وقت) شام ڈھلنے لگے تو اپنے بچوں کو (گھروں میں) روک کر رکھو کیونکہ اس دوران شیاطین پھیل جاتے ہیں۔ جب رات کا ایک گھنٹہ (حصہ) گزر جائے، تو انہیں چھوڑ دو۔ اس دوران دروازے بھی بند کردو اور اللہ کے نام کا ذکر کرو کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا]۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی ایک دوسری روایت میں ان الفاظ کا اضافہ بھی مروی ہے:''وَأَطْفِئ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ، وَأَوْكِ سِقَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ، وَخَمِّرْ إِنَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ، وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ شَيْئاً ''(۳۵۵)[اور اپنے چراغ بجھا دو، اور اس پر اللہ کے نام کا ذکر کرو، اپنے مشک کا منہ باندھ دو، اور اس پر اللہ کے نام کا ذکر کرو اور اپنے برتن ڈھک دو اور اس پر اللہ کے نام کا ذکر کرو اگر چہ تمہیں اس پر کچھ (لکڑی کا تختہ وغیرہ) ہی رکھنا پڑے]۔

اور ''صحیح مسلم'' میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:''غَطُّوا الإِنَاءَ، وَأَوْكُوا السِّقَاءَ، وَأَغْلِقُوا الْبَابَ، وَأَطْفِئُوا السِّرَاجَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحُلُّ سِقَاءً، وَلَا يَفْتَحُ بَاباً، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً ''(۳۵۶)[برتن ڈھک دو، مشک کا منہ باندھ دو، دروازہ بند کردو، چراغ بجھا دو، کیونکہ شیطان نہ (بند) مشک کا منہ کھول سکتا ہے، نہ (بند) دروازہ اور نہ ہی ڈھکا ہوا برتن کھول سکتا ہے]۔

٦۔ اللہ کے مخلص بندوں سے شیطان کا خوف کھا کر فرار ہونا: اگر کوئی بندہ اسلام پر قائم

۳۵۴۔رواہ البخاری ۳۵۰/٦، ۸۸/۱۰ (۳۳۰٤، ٥٦۰۳) ومسلم ۱٥۹٥/۳ (۲۰۱۲)

۳۵۵۔رواہ البخاری ۳۳٦/٦ ۳۵٦۔رواہ مسلم ۱٥۹٤/۳ (۲۰۱۲)

ہو، اس کے دل میں ایمان راسخ ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود سے تجاوز کرنے والا نہ ہو تو شیطان نہ صرف اس سے جدا ہو جاتا ہے بلکہ اس سے دور بھاگتا ہے، چنانچہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ ''(۳۵۷)[اے عمر! بیشک شیطان تم سے خوف کھاتا ہے]۔

عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا: ''إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى شَيَاطِينِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ قَدْ فَرُّوا مِنْ عُمَرَ ''(۳۵۸)[میں دیکھتا ہوں کہ جنات اور انسانوں کے شیاطین عمر رضی اللہ عنہ (کی وجہ) سے بھاگ جاتے ہیں]۔

ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر ان کے بارے میں یہ فرمایا تھا: ''وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ ''(۳۵۹)[قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! شیطان کسی بھی راستہ میں ہرگز (عمر رضی اللہ عنہ کا ہمراہی بن کر) آپ سے نہیں ملتا بلکہ جس راستہ پر آپ چلتے ہوں اسے چھوڑ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے]۔

ایک اور حدیث میں حفصہ رضی اللہ عنہا کی باندی سدیسہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِنَّ الشَّيْطَانَ لَمْ يَلْقَ عُمَرَ مُنْذُ أَسْلَمَ إِلَّا خَرَّ لِوَجْهِهِ ''(۳۶۰)[جب سے عمر (رضی اللہ عنہ) اسلام لائے ہیں شیطان بیشک ان سے نہیں ملتا بلکہ ان کی وجہ سے گھٹنوں کے بل

۳۵۷۔انظر صحیح سنن الترمذی ۳/۲۰۶(۲۹۱۳)

۳۵۸۔انظر صحیح سنن الترمذی ۳/۲۰۶ (۲۹۱۴)

۳۵۹۔رواہ البخاری ۶/۳۳۹ (۳۲۹۴)، ۷/۴۱ ومسلم ۱۵/۱۶۵ (مع شرح النووی)

۳۶۰۔کذا فی فتح الباری ۷/۴۷ وقال الهیثمی فی مجمع الزوائد ۹/۷۰: رواه الطبرانی فی الکبیر والأوسط، وإسناده حسن إلا ان عبدالرحمن بن الفضل بن موفق لم أعرفه وبقية رجاله ثقوا

گر جاتا ہے]۔

بظاہر ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ پر شیطان کا کوئی بس نہیں چلتا تھا اور یہ چیز عصمت کی متقاضی ہے لیکن واضح رہے کہ ان احادیث سے عمر رضی اللہ عنہ کی عصمت ہرگز ثابت نہیں ہوتی کیونکہ عصمت تو صرف انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے، غیر نبی کے لئے عصمت کا تصور بھی ناممکن ہے۔ مذکورہ بالا احادیث شیطانی وسوسوں سے بھی عمر رضی اللہ عنہ کے قطعاً محفوظ ہونے پر دلالت نہیں کرتیں۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ احادیث اپنے ظاہر پر محمول ہیں۔ شیطان جب عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہے تو آپ سے دور بھاگ جاتا ہے۔ جبکہ قاضی عیاض رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ یہ چیز ضرب المثل کے طور پر وارد ہو، اور اس سے مراد یہ ہو کہ عمر رضی اللہ عنہ شیطانی راستوں کو کاٹنے والے اور حق کے راستہ پر چلنے والے تھے پس آپ ہر اس چیز کی مخالفت کرتے تھے جو شیطان کو محبوب ہو۔''[۳۶۱]

یہاں یہ بھی واضح رہے کہ یہ چیز صرف عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی خاص نہیں تھی بلکہ جس شخص کا ایمان قوی ہو وہ اپنے شیطان پر غالب ہوتا اور اسے رسوا کر کے رکھتا ہے چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک مرفوع حدیث میں جو اگرچہ ضعیف ہے، مذکور ہے: ''إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُنْضِي شَيْطَانَهُ كَمَا يُنْضِي أَحَدُكُمْ بَعِيرَهُ فِي السَّفَرِ''[۳۶۲] [بیشک مومن اپنے شیطان کی پیشانی کو اس طرح جکڑ کر قابو میں رکھتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص سفر میں اپنے اونٹ کو جکڑے رکھتا ہے]۔

۳۶۱۔ كذا في فتح الباري ۷/۴۷۔۴۸

۳۶۲۔ رواه أحمد، انظر البداية والنهاية ۱/۷۳، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ۱/۱۱۶: وفيه ابن لهيعة، قلت: فيه عبدالله بن لهيعة وموسىٰ بن وردان وهما ضعيفان

جنوں اور شیطانوں کا مختلف شکلیں اختیار کرنا اور ایذا پہنچانے کی چند مثالیں

برسبیلِ تذکرہ یہاں عہدِ نبوی اور ماضی قریب میں جنوں کے انسانی یا حیوانی شکلوں میں ظاہر ہونے اور انسانوں کو ایذا پہنچانے کے چند واقعات بطور شہادت پیشِ خدمت ہیں۔

ا۔مکہ کے ''دار الندوۃ''میں، جہاں قریش کے لوگ نبی ﷺ اور ان کی دعوتِ حق سے پریشان ہوکر ان سے چھٹکارا پانے کی سبیل تلاش کرنے اور اس موضوع پر بحث ومباحثہ کرنے کے لئے جمع ہوتے تھے، ابلیس کا نجد کے موقر، عمر رسیدہ اور محترم مشائخ کی صورت (یعنی انسانی شکل) میں حاضر ہونا، ان کے اجتماع میں شرکت کرنا، ان سے وکیلوں جیسی جرح اور بحث کرنا اور انجام کار رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے بارے میں قریش کی تجویز کو ترجیح دینے وغیرہ پر تاریخ کے صفحات شاہد ہیں۔ مشہور مفسر، محدث اور مورخ امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے ''البدایۃ والنھایۃ''[٣٦٣] میں مشہور قدیم سیرت نگار ابنِ ہشام رحمہ اللہ نے ''سیرۃ'' میں[٣٦٤] اور امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے ''مجموع الفتاویٰ''[٣٦٥] وغیرہ میں اس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے۔

٢۔شیطان کے انسانی صورت میں آنے اور صدقۂ فطر کی کھجوروں میں سے چوری کرنے کا ایک اور واقعہ عہدِ نبوی سے پیش خدمت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو صدقۂ فطر میں آئی ہوئی کھجوروں کی نگرانی پر مقرر فرمایا تھا۔ ایک جن انسان کی صورت میں آیا اور اس نے صدقۂ فطر کی کھجوروں میں سے کچھ کھجوریں اٹھالیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا، اور

٣٦٣۔البدایۃ والنھایۃ ٣/١٧٥۔١٧٦
٣٦٤۔سیرۃ ابن ھشام ٢/١٠٣۔١٠٥
٣٦٥۔مجموع الفتاویٰ ١٩/٤٥

ارادہ کیا کہ اس معاملہ کو نبی ﷺ تک لے جائیں، مگر جب اس ملعون نے معذرت اور خوشامد کی تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔ جب تیسری مرتبہ یہی واقعہ پیش آیا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پختہ ارادہ کرلیا کہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس ضرور لے کر جائیں گے۔ اس شیطان نے پھر یہ عذر پیش کیا کہ وہ بیوی بچوں والا ہے اور بھوک سے مجبور ہو کر اس نے یہ چوری کی ہے۔ اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے گذارش کی کہ اگر وہ اسے معاف کر دیں تو وہ اس کے بدلہ ان کو کتاب اللہ کی ایک ایسی آیت سکھا دے گا جس کو پڑھنے والے کے قریب شیطان نہیں پھٹکتا، وہ آیت ''آیت الکرسی'' تھی۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو معاف کر دیا اور چھوڑ دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو نبی ﷺ نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: تو نے سچ بتایا مگر وہ (شیطان) خود بہت جھوٹا ہے۔''[٣٦٦]

اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مروی ہے جسے امام نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے[٣٦٧] دوسرا واقعہ ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے[٣٦٨] تیسرا واقعہ ابواسید الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے امام طبرانی رحمہ اللہ نے اور چوتھا واقعہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے امام ابی الدنیا رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے، اور بقول حافظ ابنِ حجر عسقلانی اور علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہما اللہ: ''اس بارے میں یہ قصص متعدد واقعات کی حکایت پر محمول ہیں۔''[٣٦٩]

٣۔ مشہور واقعہ ہے کہ یومِ بدر کو ایک شیطان سراقہ بن مالک کی صورت میں مشرکین کے پاس

٣٦٦۔ رواه البخاري ٤/٤٨٧، ٦/٦٣٥، ٩/٥٥

٣٦٧۔ كذا في فتح الباري ٤/٤٨٩

٣٦٨۔ جامع الترمذي مع التحفة ٤/٤٣

٣٦٩۔ فتح الباري ٤/٤٨٩ وتحفة الأحوذي ٤/٤٤

آیا تھا اور ان سے ان کی نصرت کا وعدہ کیا تھا' چنانچہ قرآنِ کریم میں اس بارے میں ارشاد ہے: ﴿وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّي جَارٌ لَّكُمْ﴾ [۳۷۰] [جب کہ ان کے اعمال کو شیطان انہیں زینت دار دکھا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ لوگوں میں سے کوئی بھی آج تم پر غالب نہیں آسکتا، میں خود بھی تمہارا حمایتی ہوں]۔''[۳۷۱]

شیطانوں اور جنوں کے انسانی صورت اختیار کر لینے پر قادر ہونے کی ایک دلیل وہ صحیح حدیث بھی ہے جو اوپر گزر چکی ہے اور اس میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس نے (بحالت خواب) مجھے دیکھا، اس نے حقیقت میں مجھے ہی دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری جیسی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔''[۳۷۲]

گویا شیطان رسول اللہ ﷺ کے علاوہ دوسروں کی (انسانی) شکلیں اختیار کرنے پر قادر ہے۔

۴۔ صاحب ''أسد الغابة في معرفة الصحابة'' نے مالک بن دینار سے جبالِ مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں انس رضی اللہ عنہ کے ایک جن کو بزرگ انسان کی شکل میں دیکھنے کی روایت کی ہے۔ اسی طرح انہوں نے جریر بن عبداللہ البجلی کا جنوں میں سے ایک شخص سے ملاقات کا واقعہ بھی نقل کیا ہے۔

۵۔ علامہ ازرقی رحمہ اللہ نے کتاب ''أخبار مكة'' میں ''مسجد الجن'' کے تذکرہ کے تحت اور صاحب ''تفسير الكشاف'' وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ليلة الجن کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی اور شخص نہ تھا یہاں تک وہ اعلیٰ مکہ

۳۷۰۔ سورة الأنفال: ۴۸

۳۷۱۔ تفسير ابن كثير ۳۱۷/۲

۳۷۲۔ رواه البخاري ۴۲/۹ ومسلم ۵۴/۷ واللفظ لمسلم، اللؤلؤ والمرجان ۸۰/۳

میں شعب الحجون کے مقام پر پہنچے جہاں جنوں کے اشراف میں سے ایک سردار نے قرآنِ کریم سنا اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، چنانچہ قرآنِ کریم میں ہے: ﴿قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾ (۳۷۳)[(اے محمد ﷺ!) آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا] عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس رات جنوں کے اس سردار کو سیاہ انسانی شکل میں عمدہ لباس پہنے ہوئے دیکھا تھا۔ اسی مقام پر ایک مسجد ہے جسے ''مسجد البیعة'' اور ''مسجد الشجرة'' کہتے ہیں اور اس کے دروازہ پر ''مسجد الجن'' لکھا ہوا ہے۔

۶۔ اسی طرح مدینۃ النبی کے ایک جن کا سانپ کی شکل میں ظاہر ہونا اور ایک صحابی رسول کو قتل کرنا کتب احادیث میں مروی ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' میں ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: ''ہم میں سے ایک نوجوان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خندق کے محاذ پر نکلے تھے۔ ایک دن اس نوجوان نے دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ سے اپنے گھر جانے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے ہتھیار ساتھ لیتے جانا کیونکہ مجھے قبیلہ بنو قریظہ کی طرف سے حملہ کا خدشہ ہے۔ اس نوجوان نے اپنے ہتھیار ساتھ لے لئے اور گھر لوٹ گیا۔ جب گھر پہنچا تو دیکھا کہ اس کی نونویلی دلہن دروازہ کے دونوں کواڑوں کے درمیان کھڑی ہے۔ یہ دیکھ کر اس نوجوان کی غیرت کو دھچکا لگا۔ اس نے اپنے نیزہ کا رخ اس کی طرف کر کے اسے لعن طعن کیا۔ اس کی بیوی نے کہا اپنا نیزہ روک لیجئے اور گھر کے اندر جا کر دیکھئے کہ میں کس وجہ سے باہر نکلی ہوں؟ جب وہ نوجوان گھر میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک بہت بڑا سانپ (اژدہا) پورے بستر پر پھیل کر لیٹا ہوا ہے۔ اس نوجوان نے اس سانپ کی طرف اپنا نیزہ سیدھا کیا اور اس پر وار کیا۔ پھر نہیں معلوم کہ دونوں میں سے کس کی موت پہلے واقع ہوئی،

۳۷۳۔ سورة الجن: ۱

سانپ کی یا اس نوجوان کی؟ ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اس کا تذکرہ کیا اور آپ سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ سے اسے ہمارے لئے دوبارہ زندہ کرنے کی دعا فرمائیں تو آپ نے فرمایا: اپنے ساتھی کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ پھر فرمایا: مدینہ میں ایک جن اسلام لایا تھا، چنانچہ اگر تم ان میں سے کوئی چیز دیکھے تو تین دن تک اسے جانے کے لئے کہے، اگر اس کے بعد بھی وہ تمہیں نظر آئے تو اسے مار ڈالو کیونکہ وہ شیطان ہے۔"(۳۷۴)۔

۷۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی ایک روایت میں گھر میں سانپ کو دیکھ کر اسے خطبہ دینا یوں مروی ہے: "پس سعد رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: تو نے مجھے تکلیف دی ہے: میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ اگر میں نے تجھے اس کے بعد دیکھا تو ضرور قتل کر دوں گا۔ پس وہ سانپ اس گھر سے اور پھر گھر کے بیرونی دروازہ سے باہر نکل گیا۔"(۳۷۵)

جنوں کے سانپ یا بعض دوسرے جانوروں، مثلاً اونٹ، گدھا، گائے، کتا، بلی (بالخصوص کالے کتے اور کالی بلی) اور شیر وغیرہ کی شکلوں میں ظاہر ہونے کے بے شمار واقعات متعدد کتب میں مذکور ہیں۔ ایک حدیث میں بھی مروی ہے کہ: "اَلْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ "(۳۷۶)[کالا کتا شیطان ہے]۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "کالا کتا کتوں کا شیطان ہوتا ہے۔ جنات بکثرت کالے کتے کی شکل اور اسی طرح کالی بلی کی صورت اختیار کرتے ہیں کیونکہ کالے رنگ میں

۳۷۴۔رواہ مسلم ۱۷۵٦/٤ (۲۲۳٦)
۳۷۵۔آکام المرجان ص ۷۵
۳۷٦۔رواہ مسلم ۳٦۵/۱ والنسائی ٤٦/۲ وابن ماجه ۳۰٦/۱ والدارمی ۳۲۹/۱

دوسرے رنگوں کے مقابلے میں شیطانی قوتیں زیادہ جمع ہوتی ہیں اور اس میں قوتِ حرارت بھی پائی جاتی ہے۔"(۳۷۷)

۸۔علامہ قزوینی رحمہ اللہ نے "عجائب المخلوقات والحیوانات وغرائب الموجودات" میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بنی الحارث کے ایک شخص کے بیان کردہ واقعہ کو نقل کیا ہے جس میں ایک جن کا شیر کی شکل اختیار کرنا مذکور ہے۔ علامہ ابن ابی زید القیروانی رحمہ اللہ نے بھی اپنی "کتاب الفقہ" میں مدینہ کے جنوں کے سانپ کی شکل میں ظاہر ہونے کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

۹۔خود راقم کو جنوں کے انسانی شکل میں آنے کے متعدد واقعات کا ذاتی مشاہدہ ہے جن میں سے دو واقعات یہاں ذکر کرتا ہوں: پہلا واقعہ غالباً ۱۹۶۶ء یا ۱۹۶۷ء کا ہے۔ راقم اپنی والدہ، بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ ہند و نیپال کی حدود کے ایک قریبی قصبہ تلسی پور (ضلع گونڈہ) میں اپنے ماموں کے گھر گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے گیا تھا۔ گھر ماشاء اللہ بہت وسیع و عریض تھا۔ گرمی کی وجہ سے عموماً ہم لوگ گھر کے آنگن ہی میں سوتے تھے۔ متعدد بار ہم سب نے آدھی رات میں کھٹ پٹ ہوتے سنی تو اٹھ کر بیٹھ گئے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سفید ریش بزرگ سفید لباس میں ملبوس کندھے پر ایک گٹھری اٹھائے دیوار کے مغربی کونے سے اور کبھی دیوار کی اینٹوں کی درمیانی دراڑ سے نکلتے ہیں، اور کبھی ماموں رحمہ اللہ کے مطب (جو گھر سے متصل ہے اور اس کا ایک دروازہ آنگن میں کھلتا ہے) میں جاتے ہیں تو کبھی مشرقی جانب دوسرے ایک کمرہ میں (جو رہائش کی بجائے اسٹور کے طور پر استعمال ہوتا تھا)۔ لیکن بقول ماموں جان رحمہ اللہ کبھی انہوں نے کسی کو کسی بھی طرح کی اذیت نہیں پہنچائی ہے۔

۳۷۷۔مجموع الفتاوی ۱۹/۵۲

دوسرا واقعہ علی گڑھ کے ایک محلّہ نئی بستی کا ہے۔ یہاں والد محترم مولانا محمد امین اثری الرحمانی رحمہ اللہ کے ایک دوست آج بھی رہتے ہیں۔ وہ اکثر شکایت کیا کرتے تھے کہ ان کے گھر کے آنگن میں جو ایک پرانا نیم کا درخت ہے اس پر اور گھر کے اوپر کے ایک خالی کمرہ میں کبھی باتوں کی اور کبھی ڈھول یا دف بجانے کی آوازیں آتی ہیں کبھی آدھی رات میں باورچی خانہ میں برتنوں کے کھنکنے کی آوازیں آتی ہیں اور خوب عمدہ کھانوں کی خوشبو بھی محسوس ہوتی ہے، کبھی گھر میں اگر بتی اور لوبان جلنے یا پھولوں کی خوشبو پھیلی رہتی ہے، کبھی گھر کے بیرونی دروازہ کے کھلنے اور بند ہونے کی آواز آتی ہے، مگر دروازہ کبھی نہ کھلتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی اس میں سے کوئی آتا جاتا نظر آتا ہے، کبھی اوپر کمرہ میں کسی کے کودنے یا گرنے یا ہنسنے یا رونے کی آوازیں آتی ہے۔ گھر کی عورتیں اور بچے ان آوازوں سے بہت ڈرتے ہیں۔ والد محترم رحمہ اللہ نے انہیں گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت کا مشورہ دیا۔ جوں ہی وہ صاحب تلاوت شروع کرتے جن ان سے بلند آواز میں تلاوت کرنے لگتے تھے اور کبھی کبھی تو ان کو گرا کر ان کے سینہ پر سوار ہو جاتے اور ان کا گلا دباتے ہوئے کہتے تھے کہ تم کچھ بھی پڑھو ہم بھی مسلمان ہیں ہم یہاں سے کہیں نہیں جانے والے۔

۱۰۔ جنوں اور شیطانوں کی اذیت رسانی کے اسی سلسلہ کا ایک واقعہ میرے استاذ محترم علامہ شیخ ابو بکر الجزائری، حفظہ اللہ تعالیٰ، (مدرس حرم النبوی الشریف، المدینة المنورة) نے بہت عرصہ قبل مجھ سے بیان کیا اور بعد میں اپنی بعض تألیفات میں بھی اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔ یہ واقعہ ان کے بچپن کا ہے، فرماتے ہیں: ''ان کی ایک بڑی ہمشیرہ تھیں، جن کا نام سعدیہ تھا۔ ایک دن وہ اور ان کی ہمشیرہ گھر کی چھت پر موجود تھے اور کھجور کی سوکھی شاخیں رسّی سے باندھ کر اوپر کی طرف کھینچ رہے تھے، تاکہ ان شاخوں کو گھر کے نچلے حصہ سے چھت پر پہنچا دیں۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کی ہمشیرہ سعدیہ نے نیچے رسّی پھینکی اور شاخوں کو اوپر کھینچنے لگیں، مگر اس کا بوجھ ان کی طاقت سے زیادہ تھا۔ وہ رسّی کو کھینچ نہ پائیں اور ان کا توازن بگڑ گیا۔ وہ زمین پر جا گریں لیکن جس جگہ وہ گری

تھیں وہاں کوئی جن بیٹھا ہوا تھا۔ پس وہ اس کے اوپر جا گری تھیں۔ پھر کیا تھا اس دن سے اس جن نے ان کو شدید قسم کی تکلیف پہچانی شروع کر دی۔ وہ ان سے اس طرح انتقام لیتا تھا کہ جب وہ سو رہی ہوتیں تو ہفتہ میں دو تین یا کبھی اس سے بھی زیادہ بار وہ ان کے پاس آتا تھا اور ان کا گلا اس قدر زور سے دباتا تھا کہ وہ بیچاری اپنے پیر پٹخنے لگتیں۔ اس وقت ان کے تڑپنے کی کیفیت ایک ذبح کی ہوئی بکری کی مانند ہوتی تھی۔ وہ جن اس وقت تک ان کو نہیں چھوڑتا تھا جب تک کہ وہ بالکل نیم مردہ یا قریب المرگ نہ ہو جاتیں۔ متعدد بار ان کی زبان سے صراحت کے ساتھ اس جن نے یہ بات کہلوائی کہ میں ایسا اس لئے کرتا ہوں کہ فلاں دن فلاں جگہ انہوں نے مجھے تکلیف پہنچائی تھی۔ نیند کی حالت میں اس جن کے ان کے پاس آنے اور انہیں اذیت پہنچانے کا یہ سلسلہ تقریباً دس سال تک جاری رہا۔ حسبِ معمول ایک رات ایسا ہی ہوا کہ وہ جن آیا اور ان کا گلا گھونٹنے لگا، وہ اپنے پیر پٹخنے لگیں۔ تکلیف اور بے چینی سے وہ تڑپتی رہیں، یہاں تک کہ اسی حالت میں ان کی سانس رک گئی اور ان کی موت واقع ہوگئی۔ فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے، آمین۔"(۳۷۸)

یہ واقعہ شیخ ابوبکر الجزائری حفظہ اللہ کے اپنے گھر کا ہے، جسے انہوں نے بچشمِ خود دیکھا اور ان تکلیف دہ حالات کو بہت قریب سے محسوس کیا ہے۔ یہ اس قسم کا کوئی انوکھا اور اکلوتا واقعہ نہیں ہے بلکہ اس جیسے ہزارہا واقعات ہر روز رونما ہوتے ہیں اور اکثر و بیشتر سننے میں آتے ہیں۔

۳۷۸۔عقیدة المؤمن ص ۲۳۰

جنوں اور شیطانوں کے ذریعہ بدنی اور نفسانی ایذا پہنچنا

جہاں تک جنوں اور شیطانوں کے ذریعہ انسانوں کو بدنی اور نفسانی ایذا پہنچنے کا تعلق ہے تو یہ بھی ایک نا قابلِ انکار حقیقت ہے۔ بے شمار سمعی، بصری اور حسّی دلائل اس پر شاہد ہیں، جیسا کہ اوپر ''جنوں اور شیطانوں کا مختلف شکلیں اختیار کرنا اور ایذا پہنچانے کی چند مثالیں'' کے زیرِ عنوان بیان کیا جا چکا ہے۔ عقل کے نزدیک بھی ایسا ہونا محال نہیں بلکہ عین ممکن ہے۔ ذیل میں ہم ان کی جانب سے پہنچنے والی مختلف النوع تکالیف کا تذکرہ کرتے ہیں:

(الف) جنوں اور شیطانوں کے تکلیف پہنچانے کی بعض سنگین صورتیں: ان کے تکلیف پہنچانے کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں، مثلاً کسی پر ابلتا ہوا پانی انڈیل دینا، چولہے پر پکتے ہوئے کھانے کے برتن کو اوندھا کر دینا، کسی کپڑے یا چیزوں کو جلا دینا، کسی کو پیٹنے لگنا، عورت کی زبان سے مرد اور مرد کے منہ سے عورت یا بچہ یا کسی حیوان کی آواز نکالنا، کسی شخص کی زبان سے اجنبی زبان میں گفتگو کرنا، کسی کو اٹھا کر زمین پر پٹک دینا یا دیوار سے ٹکرا دینا، کسی کا گلا دبانا یا کسی کے سینہ پر سوار ہو جانا، کسی کے بازو موڑنا یا توڑ دینا، کسی کی لہلہاتی فصلوں کو آگ کا شعلہ بنا دینا، کھانے میں غلاظت ڈال دینا، گھر سے کسی قیمتی چیز کو غائب کر دینا، کبھی کسی شخص سے غیر شعوری طور پر کوئی حیرت انگیز یا غیر معمولی کام کروا دینا، خاوند اور بیوی یا دو محبت کرنے والے انسانوں کے درمیان غلط فہمی اور شکوک وشبہات پیدا کر کے دوری پیدا کر دینا، کسی کے کاروبار میں رکاوٹیں ڈالنا اور گاہکوں یا کاریگروں کو ورغلانا اور ان کے دلوں میں دوکاندار یا کارخانہ دار کی طرف سے میل پیدا کر دینا، کسی پر دورے کی کیفیت طاری کر دینا، کسی کو غصہ میں مبتلا کر کے اس سے کوئی شدید حماقت سرزد کروا دینا، مزاج میں تلاطم و بے قراری اور عدم توازن پیدا کرنا، زن وشوہر کے مابین جنسی بے

رغبتی پیدا کر دینا، بکثرت نسیان اور وہم اور وسواس کا مریض بنا دینا، بیداری یا خواب کی حالت میں ڈرانا (خواہ عجیب وغریب شکلوں سے ہو یا خوفناک آوازوں سے)، یاس و نا امیدی کا شکار بنا دینا، دل کو غمگین اور بوجھل بنا دینا، جسم کو مضمحل اور سُست یا کاہل بلکہ ناکارہ بنا دینا، جسم کے مختلف اعضاء میں درد پیدا کر دینا یا ان میں سوئیاں چبھونا، دہاڑ مار کر بیہوش کرنے پر مجبور کر دینا، اسقاطِ حمل کا سبب بننا، بکثرت بے خوابی اور اضطراب کی کیفیت طاری کر دینا، مخبوط الحواس (خبطی) یا مجنون (دیوانہ) بنا دینا اور چلتے یا بیٹھے یا لیٹے شخص کو اوندھا کر دینا وغیرہ۔

(ب) جنوں اور شیطانوں کے تکلیف پہنچانے کی بعض مخصوص صورتیں: جنوں اور شیطانوں کی طرف سے پہنچنے والی جسمانی ونفسانی ایذا کی بعض مخصوص صورتیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ بُرے خواب آنا:۔ شیطانوں کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ خواب میں آ کر انسانوں کو حزن وملال، خوف وتکلیف اور دل برداشتگی سے دوچار کر سکیں۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں: ''خواب تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ہر خوش خبری رحمٰن کی طرف سے ہوتی ہے...... اور تخویف شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔''(۳۷۹)

اور عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''إِنَّ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ: مِنْهَا أَهَاوِيلُ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيُحْزِنَ بِهَا ابْنَ آدَمَ ''(۳۸۰) [خواب تین طرح کے ہوتے ہیں، جن میں سے ایک قسم شیطان کی طرف سے ہولناکیوں پر مشتمل ہوتی ہے تاکہ وہ ابن آدم کو اس سے غمگین اور رنجیدہ کر سکے]۔

اور ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللهِ فَلْيَحْمَدِ اللهَ عَلَيْهَا

۳۷۹۔انظر صحیح ابن ماجه ۱/ ۳٤۰ (۳۱۵٤۔۳۱۵۵)

۳۸۰۔انظر صحیح ابن ماجه ۱/ ۳٤۰ (۳۱۵٤۔۳۱۵۵)

وَلْيُحَدِّثْ بِهَا، وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ ''(۳۸۱) [جب تم میں سے کوئی شخص پسندیدہ خواب دیکھے تو یہ اللہ کی جانب سے ہے، پس وہ اس پر اللہ کی تعریف بیان کرے اور لوگوں کو اسے بتائے۔ اور اگر اس کے برعکس ناپسندیدہ خواب دیکھے تو یہ شیطان کی جانب سے ہے۔ لہٰذا اس کے شر سے پناہ مانگے اور کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرے] الخ۔

(۲) موت کے وقت انسان کو خبطی بنا دینا: اس بارے میں ابوالیسر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ان شاء اللہ آگے ''موت کے وقت شیطان کے حملہ سے استعاذہ'' کے زیرِ عنوان بیان کی جائے گی، وباللہ التوفیق۔

(۳) طاعون، استحاضہ اور بعض دیگر امراض: اللہ کے نبی ایوب علیہ السلام کا اپنی بیماری اور مالی تکلیف پر صبر مشہور ہے۔ ایوب علیہ السلام جس مرض اور دشواری میں مبتلا ہوئے قرآنِ کریم میں اس کی نسبت جنوں کی طرف کی گئی ہے کیونکہ ان امور میں شر اور ایذا کا پہلو پایا جاتا ہے اور ایسے امور کا تعلق عموماً شیطان سے ہی ہوا کرتا ہے خواہ کسی قریب وجہ سے ہو یا بعید وجہ سے، ورنہ انبیاء علیہم السلام کے جسم اور قلوب پر شیاطین کو تسلط نہیں ہوا کرتا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ أَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ﴾(۳۸۲) [اور ہمارے بندے ایوب علیہ السلام کا (بھی) ذکر کر، جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے رنج اور دکھ پہنچایا ہے]۔

ابن عمر اور ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

۳۸۱۔ رواه البخاری ۳٦۹/۱۲ (٦۹۸۵)

۳۸۲۔ سورة ص: ٤۱

ہے: ''فَنَاءُ أُمَّتِي بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُونِ، وَخزِ أَعْدَائِكُمْ مِنَ الْجِنِّ، وَفِي كُلٍّ شَهَادَةٌ ''(۳۸۳) [میری امت طعن اور طاعون سے فنا ہوگی اور یہ جنوں میں سے تمہارے دشمنوں کے نیزوں کے زخم ہیں اور (ان سے مرنے والے ہر شخص کے لئے) شہادت ہے]۔

ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مزید مروی ہے: ''الطَّاعُونُ وَخزُ أَعْدَائِكُمْ مِنَ الْجِنِّ، وَهُوَ لَكُمْ شَهَادَةٌ ''(۳۸۴) [مرضِ طاعون جنوں میں سے تمہارے دشمن کے نیزہ کا زخم ہے، اور وہ تمہارے لئے باعثِ شہادت ہے]۔

حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کے مرضِ استحاضہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''إِنَّمَا هَذِهِ رَكْضَةٌ مِنْ رَكَضَاتِ الشَّيْطَانِ ''(۳۸۵) [یہ تو شیطان کے دھکوں میں سے ایک دھکا ہے]۔

اور ''سنن النسائی'' میں یہ الفاظ مروی ہیں: ''إِنَّمَا هِيَ رَكْضَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ '' [یہ تو شیطان کی طرف سے ایک دھکا ہے]۔

(۴) شیطان کا انسان کے جسم میں داخل ہوکر اس پر مکمل تسلط حاصل کرنا: اس کی کچھ تفصیل اوپر ''شیطان کا انسانی جسم میں خون کی مانند گردش کرنا'' کے عنوان کے تحت بیان ہو چکی ہے۔ امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''انسان کے بدن میں جن کے داخل ہونے پر اہلِ سنت

۳۸۳۔رواه الطبراني في الأوسط والكبير وأخرجه أحمد وصححه الألباني انظر صحيح الجامع ۷۷۹/۲ (۴۲۳۱) وإرواء الغليل ۷۰/۶ (۱۶۳۷)

۳۸۴۔رواه أحمد والطبراني عن أبي بكر موسىٰ الأشعري قال له، وقال الحافظ في فتح الباري ۱۸۲/۱۰: رجاله رجال الصحيح إلا أبا بلج واسمه يحيى وثقه ابن معين والنسائي وجماعة وضعفه جماعة بسبب التشيع وذلك لا يقدح في قبول روايته عند الجمهور، وصححه الألباني في صحيح الجامع ۷۳۲/۲ (۳۹۵۱) وإرواء الغليل ۷۰/۶ (۱۶۳۷، ۱۶۳۸) وسلسلة الأحاديث الضعيفة (۱۸۶)

۳۸۵۔صحيح سنن أبي داود ۵۶/۱ (۲۶۷) وصحيح سنن النسائي ۴۰/۱ (۱۱۰)

والجماعت کے ائمہ متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ (۳۸۶) [سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے] اور صحیح حدیث میں نبی ﷺ سے مروی ہے: ''شیطان انسان کے جسم میں اس طرح گردش کرتا ہے جس طرح کہ خون دوران کرتا ہے۔'' (۳۸۷)(۳۸۸)

ابوالحسن الاشعری نے اپنی کتاب ''مقالات أهل السنة والجماعة'' میں ذکر کیا ہے: ''وہ کہتے ہیں کہ جن مصروع (آسیب زدہ) کے بدن میں داخل ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ (۳۸۹) [سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے]۔ (۳۹۰)

عبداللہ بن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''میں نے اپنے والد سے کہا' بہت سے لوگ ایسا کہتے ہیں کہ کوئی جن کسی مصروع (جس پر جن سوار ہو) کے بدن میں داخل نہیں ہوتا تو آپ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! وہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں، اصلاً یہ شیطان ہی ہے جو ان کی زبان سے (یہ جھوٹ) بولتا ہے۔'' (۳۹۱)

امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: ''یہ بات بہت مشہور ہے کہ فلاں شخص پر جن آ گیا ہے، پس وہ ایسی زبان میں گفتگو کرتا ہے جس کا وہ خود معنی نہیں سمجھتا۔ اگر ایسے شخص کے

۳۸٦۔سورة البقرة:۲۷۵
۳۸۷۔رواه البخاری ٦/۳۳٦ (۳۲۸۱) ومسلم ٤/۱۷۱۲(۲۱۷۵)
۳۸۸۔مجموع الفتاویٰ ۲٤/۲۷٦
۳۸۹۔سورة البقرة:۲۷۵
۳۹۰۔مجموع الفتاویٰ ۱۹/۱۲
۳۹۱۔مجموع الفتاویٰ ۲٤/۲۷۷، ۱۹/۱۲

بدن پر خوب زوردار چوٹ ماری جائے تو وہ اس چوٹ کو قطعاً محسوس نہیں کرتا، خواہ وہ چوٹ اس قدر شدید ہو کہ اگر اونٹ کے جسم پر ماری جائے تو اس کے بدن پر بھی گہرے نشان پڑ جائیں۔ لیکن اس کے باوجود مصروع کو اس چوٹ کا بالکل احساس نہیں ہوتا اور نہ ہی اس بات کا اس پر کوئی اثر ہوتا ہے جو اس سے کہی جاتی ہے...... کبھی وہ بساط چلنے لگتی ہے جس پر کہ وہ بیٹھا ہوتا ہے اور کبھی برتن از خود اوندھے ہو جاتے ہیں...... ان کے علاوہ اور بھی امور ہوتے ہیں، جو ان کا مشاہدہ کرتا ہے اسے ان امور کے علم سے یہ فائدہ تو ضرور پہنچتا ہے کہ انسان کی زبان سے بولنے والا اور ان اجسام کو حرکت دینے والا کوئی انسان نہیں بلکہ کوئی دوسری جنس ہے۔"(۳۹۲)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: "مسلمانوں کے ائمہ میں سے کوئی بھی مصروع وغیرہ کے بدن میں جن کے داخل ہونے کا انکار نہیں کرتا۔ جو اس کا انکار کرتا ہے یا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ شریعت نے اس کو جھٹلایا ہے تو اس نے شریعت پر کذب باندھا ہے۔ شرعی دلائل میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اس کا انکار کرتی ہو۔"(۳۹۳)

ایک مقام پر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "بعض جاہل اور گمراہ لوگوں نے، جنہیں علم نہیں ہے، اس بات کا انکار کیا ہے۔ چنانچہ معتزلہ میں سے ایک گروہ، مثلاً الجبائی اور ابو بکر الرازی وغیرہ، نے مصروع کے بدن میں جن کے داخل ہونے کا انکار کیا ہے مگر وہ بھی جن کے وجود کا انکار نہیں کرتے۔"(۳۹۴)

(۵) گھر میں آتش زدگی: کبھی شیطان آتش زدگی بعض حیوانات کے ذریعہ بھی کرواتا ہے، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باسناد صحیح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِذَا نِمْتُمْ

۳۹۲۔مجموع الفتاویٰ ۲۷۷/۲٤ ۳۹۳۔مجموع الفتاویٰ ۲۷۷/۲٤

۳۹٤۔مجموع الفتاویٰ ۱۲/۱۹

فَأَطْفِئُوا سُرُجَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هَذِهِ (الْفَأرَةِ) عَلَى هَذَا (السِّرَاجِ) فَيُحْرِقُكُمْ،"(395) [جب تم سونے لگو تو اپنے چراغ بجھا دو کیونکہ شیطان (چوہے) کو بھیج کرا سے گرا دیتا ہے اور اس طرح تمہیں آگ لگا دیتا ہے]۔

(۶) نومولود کو تکلیف پہنچانا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: "مَا مِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُودٌ إِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِينَ يُولَدُ، فَيَسْتَهِلُّ صَارِخاً مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا "(396)[ایسا کوئی بنی آدم پیدا نہیں ہوتا کہ جسے پیدائش کے وقت شیطان نے نہ چھوا ہو، پس وہ شیطان کے چھونے سے چیخ کر روتا ہے، سوائے مریم اور ان کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کے]۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "كُلُّ بَنِي آدَمَ يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا "(397)[ہر بنی آدم کو جس دن اس کی ماں نے پیدا کیا شیطان نے چھوا ہے، سوائے مریم اور ان کے فرزند کے]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "كُلُّ بَنِي آدَمَ يَطْعُنُ الشَّيْطَانُ فِي جَنْبَيْهِ بِإِصْبَعِهِ حِينَ يُولَدُ غَيْرَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، ذَهَبَ يَطْعُنُ، فَطَعَنَ فِي الْحِجَابِ "(398)[شیطان ہر بنی آدم کے پہلو میں اس کی پیدائش کے وقت اپنی انگلی سے کچوکے لگاتا ہے، سوائے عیسیٰ بن مریم کے۔ وہ (انہیں بھی) کچوکے لگانے گیا مگر ایک حجاب کو ہی کچوکے لگا پایا]۔

۳۹۵۔رواہ أبو داود و صححه الحاکم وابن حبان والألبانی، انظر صحیح سنن أبی داود ۳/۹۸۵ (٤٣٦٩)

۳۹٦۔رواہ البخاری ٦/٤٦٩(٣٤٣١)
۳۹۷۔رواہ مسلم ٤/٨٣٨(٢٣٦٦)
۳۹۸۔رواہ البخاری ٦/٣٣٧(٣٢٨٦)

اور یہ بات معلوم ہے کہ مریم اور ان کے فرزند عیسیٰ علیہ السلام کا پیدائش کے وقت شیطان کی ایذا سے محفوظ رہنا دراصل قرآنِ کریم میں مذکور اس دعا کی قبولیت کے باعث تھا: ''وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ''(۳۹۹) [میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں]۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اوّل الذکر حدیث کو روایت کرنے کے بعد بطور استدلال سورۃ آل عمران کی یہی آیت تلاوت فرمائی تھی۔(۴۰۰)

مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کے علاوہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی علقمہ سے مروی ہے، بیان کرتے ہیں: ''میں شام آیا اور وہاں (مسجد میں) دو رکعتیں پڑھ کر میں نے دعا کی کہ اے اللہ! میرے لئے کسی صالح شخص کی مجالست اختیار کرنا آسان فرما۔ پس لوگوں کی ایک جماعت آئی تو میں ان کے پاس جا بیٹھا۔ پھر ایک بزرگ تشریف لائے اور میرے بازو میں بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ہیں۔ پس میں نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ میرے لئے صالح شخص کی مجالست آسان فرما، پس اللہ عز وجل نے آپ کو (بھیج کر) میرے لئے آسان فرما دیا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ میں اہلِ کوفہ میں سے ہوں، تو آپ نے مجھ سے دریافت کیا: أَفِيكُمُ الَّذِي أَجَارَهُ اللهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ؟ قَالَ الْمُغِيرَةُ: الَّذِي أَجَارَهُ اللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ يَعْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ، يَعْنِي عَمَّارًا ''(۴۰۱) [کیا تمہارے درمیان وہ شخص موجود (نہیں) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان پر (دعا سے) شیطان سے پناہ میں رکھا تھا؟ راوی حدیث

۳۹۹۔سورۃ آل عمران:۳۶

۴۰۰۔انظر صحیح البخاری ۶/۴۶۹(۳۴۳۱) وصحیح مسلم ۴/۱۸۳۸(۲۳۶۶)

۴۰۱۔رواہ البخاری ۶/۳۳۷ (۳۲۸۷)، ۷/۹۰(۳۷۴۲۔۳۷۴۳)

مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان پر شیطان سے محفوظ رکھا وہ عمار رضی اللہ عنہ تھے]۔

(۷) بنو آدم کے طعام وشراب اور سونے میں شرکت: شیطان کی تکالیف اور مظالم میں سے یہ بھی ہے کہ وہ انسانوں کے کھانے، پینے اور ان کے گھروں میں شراکت کرتا ہے مگر یہ اسی وقت ہوتا ہے جب کہ بندہ رحمٰن کے بتائے ہوئے راستہ پر عمل کی بجائے اس کی مخالفت کرتا ہو، یا اللہ کے ذکر سے غفلت برتتا ہو، مثال کے طور پر حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''جب ہم نبی ﷺ کے ساتھ ہوتے اور ہمیں کھانے پر بلایا جاتا تو ہم اس وقت تک کھانے میں ہاتھ نہ ڈالتے تھے جب تک کہ رسول اللہ ﷺ شروع نہ فرمائیں۔ ایک مرتبہ ہمیں آپ ﷺ کے ساتھ کھانے پر بلایا گیا تو ایک باندی (اس طرح آگے) آئی گویا کہ کسی نے اس کو پیچھے سے دھکا دیا ہو اور کھانے میں ہاتھ ڈالنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک بدو آیا اور وہ بھی اس طرح آیا گویا کوئی اسے دھکیل رہا ہو۔ وہ کھانے میں ہاتھ ڈالنے ہی والا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ جَاءَ بِهَذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا، فَجَاءَ بِهَذَا الْأَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ، فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ يَدَهُ فِي يَدِي مَعَ يَدِهَا ''[۴۰۲] [شیطان اس کھانے کو حلال کر لیتا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ وہ اس باندی کے ساتھ آیا تھا تا کہ اس کے ساتھ کھانا حلال کرے، پس میں نے اس کو ہاتھ کے ساتھ اسے پکڑ لیا۔ پھر وہ اس بدو کے ساتھ آیا تا کہ اس کے ساتھ کھانا حلال کرے، پس میں نے اس کو بھی ہاتھ کے ساتھ اسے پکڑ لیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس کا ہاتھ اس باندی کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں تھا]۔

۴۰۲۔ رواہ مسلم ۱۵۹۷/۳ (۲۰۱۷)

امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''ایک شخص نبی ﷺ کے ساتھ بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا کھا رہا تھا۔ جب آخری لقمہ لینے لگا تو اس نے بِسْمِ اللهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ پڑھا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: شیطان تیرے ساتھ کھانے میں شریک تھا، جب تو نے اللہ کا نام لیا تو شیطان نے جو کچھ کھایا تھا اسے قے کر دیا۔''(۴۰۳)

اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو کھڑے ہو کر پیتے دیکھا تو آپ ﷺ نے اسے حکم دیا: ''(قِهْ) قَالَ: لِمَهْ؟ قَالَ: أَيُسُرُّكَ أَنْ يَشْرَبَ مَعَكَ الْهِرُّ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَإِنَّهُ قَدْ شَرِبَ مَعَكَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مِنْهُ، الشَّيْطَانُ''(۴۰۴) [اسے قے کر دے، اس نے دریافت کیا: کس وجہ سے؟ آپ (ﷺ) نے پوچھا: کیا تو اس بات سے خوش ہوگا کہ تیرے ساتھ کوئی بلی بھی پیئے؟ اس نے جواب دیا: نہیں، تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: پس جس نے تیرے ساتھ پیا ہے وہ اس (بلی) سے بھی زیادہ شر والا، یعنی شیطان ہے]۔ اوپر ''جنوں اور شیطانوں کا کھانا پینا اور بعض دوسرے افعال'' کے زیر عنوان وہ حدیث گزر چکی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی یہ ہدایت مذکور ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنے داخلہ نیز کھانے کے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے......الخ۔(۴۰۵)

اس کے علاوہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی بعض احادیث بھی اوپر ''بند دروازہ، منہ بند مشک اور ڈھکا ہوا برتن کھولنے سے معذوری'' کے عنوان کے تحت گزر چکی ہیں جن میں مذکور ہے کہ: ''أَغْلِقُوا الأَبْوَابَ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَاباً مُغْلَقاً، وَأَوْكُوا

۴۰۳۔رواه أبو داود (مع العون) ۴۰۷/۳ (۳۷۶۸) وابن السنی ص ۲۱۸ وأحمد فی المسند ۳۳۶/۴ والحاکم ۱۰۸/۴۔۱۰۹، وإسناده ضعیف، قال الحافظ فی تخریج الأذکار ۱۸۹/۵: هذا حدیث غریب، لکن الحدیث صحیح بشواهده، انظر إرواء الغلیل (۱۹۶۵)

۴۰۴۔قال الهیثمی فی مجمع الزوائد ۷۹/۳: رواه أحمد والبزار ورجال أحمد ثقات وأورده الألبانی فی سلسلة الصحیحة ۱۷۵/۱

۴۰۵۔ رواه مسلم ۱۵۹۸/۳ (۲۰۱۸)

قِرَبَكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ، وَخَمِّرُوا آنِيَتَكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ، وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوا عَلَيْهَا شَيْئاً، وَأَطْفِئُوا مَصَابِيحَكُمْ"(406) [اپنے دروازے بند کرلو اور اللہ کا ذکر کرو کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھولتا (یعنی گھر میں داخل ہو کر تمہارے ساتھ رہائش اختیار نہیں کرسکتا)، اپنی مشک کا منہ باندھ دو اور اللہ کا ذکر کرو، اپنا برتن ڈھک دو اور اللہ کا ذکر کرو، خواہ اس پر تمہیں کچھ بچھانا ہی پڑے، اور اپنے چراغ بجھا دو]۔

(۸) بنو آدم کی مقاعد سے کھلواڑ کرنا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا كَثِيبَ رَمْلٍ فَلْيَسْتَدْبِرْهُ، فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ يَتَلَاعَبُونَ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ "(407) [جو شخص قضائے حاجت کے لئے جائے تو اسے چاہئے کہ کسی چیز سے آڑ کرلے۔ اگر اسے کوئی آڑ نہ ملے تو اپنے پیچھے ریت جمع کر کے اونچا ڈھیر بنالے، کیونکہ شیاطین انسانوں کی مقاعد (پاخانہ کی جگہوں) سے کھلواڑ کرتے ہیں۔ جو ایسا کرے تو اس نے بہتر کیا اور جو نہ کرے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے]۔

واضح رہے کہ علامہ الألبانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(۹) بنو آدم کے اموال اور اولاد میں شراکت: قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:
﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ﴾(408) [ان میں سے تو جسے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے بہکا

٤٠٦۔رواہ مسلم ١٥٩٤/٣ (٢٠١٢)

٤٠٧۔رواہ أبو داود (مع العون) ١٣/١ والدارمی ١٧٩/١ (٦٦٧) وابن ماجه، و ضعفه الألبانی فی ضعیف سنن أبی داود ص ٨ وضعیف الجامع الصغیر (٥٤٦٨) ومشكاة المصابیح (٣٥٢) وسلسلة الأحادیث الضعیفة (١٠٢٨) وضعیف سنن ابن ماجه ص ٢٨-٢٩ (١٣)

٤٠٨۔سورة الإسراء: ٦٤

لے اوران پر اپنے سوار اور پیادے چڑھالا اوران کے مال اور اولاد میں سے بھی اپنا ساجھا لگا]۔

مال میں شرکت سے مراد حرام ذریعوں سے مال کمانا، حرام طریقوں سے اسے خرچ کرنا، بیجا اصراف کرنا اور مال و جائیداد نیز جانور بتوں اور مزاروں کے نام وقف کرنا وغیرہ ہے۔ اولاد میں شرکت سے مراد بچوں کا اُمّ صبیان اور دیگر شیطانی فتنوں میں مبتلا ہونا ہے۔ بعض مفسرین نے اس سے مراد بچوں کے مشرکانہ نام رکھنا، تنگدستی کے خوف سے انہیں ہلاک کرنا اور انہیں غیر مسلم یعنی یہودی یا نصرانی یا ہندو وغیرہ بنانا بھی بتایا ہے۔ بعض دوسرے علماء نے اس کے یہ معنی بھی بیان کئے ہیں کہ انسان کی اولاد مسلوب العقل، مخبوط الحواس اور مقلوب الأعضاء پیدا ہو، واللہ أعلم بالصواب۔

بہر حال اولاد میں شیطان کی شرکت سے محفوظ رہنے کا عمل ان شاء اللہ آگے ''ہمبستری کے وقت استعاذہ'' کے زیر عنوان پیش کیا جائے گا، وباللہ التوفیق۔

شیطان کی انسانوں سے عداوت اور اُن کے بعض اغراض ومقاصد

بنوآدم کے ساتھ شیطان کی عداوت بہت قدیم ہے اور اس وقت سے قائم ہے جب سے اللہ عزوجل نے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کی تکریم میں سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ پس سب نے تو سجدہ کیا، مگر غرور وتکبر میں چور ابلیس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ کے پوچھنے پر کہنے لگا: ﴿اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَه مِنْ طِينٍ﴾[409] [میں اس سے بہتر ہوں، آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے، اور اس کو آپ نے خاک سے پیدا کیا ہے] پس اللہ عزوجل نے اسے جنت سے نکال باہر کیا تھا، چنانچہ اس نے یہ عہد کرلیا تھا کہ بنوآدم کو گمراہ کرنے کا کبھی کوئی موقعہ اور کوئی ذریعہ ضائع نہیں جانے دے گا: ﴿قَالَ فَبِمَا اَغْوَيْتَنِي لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ☆ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ﴾[410] [اس نے کہا بسبب اس کے کہ آپ نے مجھے گمراہ کیا ہے، میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لئے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا۔ پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی داہنی جانب سے بھی اور ان کی بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں سے اکثر کو شکرگزار نہ پایئے گا]

اور ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ﴾[411] [ان میں سے تو جسے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے بہکا لے اور ان پر

٤٠٩۔سورۃ الأعراف:١٢

٤١٠۔سورۃ الأعراف:١٦۔١٧

٤١١۔سورۃ الإسراء:٦٤



اپنے سوار اور پیادے چڑھالا]۔

شیطان کی یہ عداوت کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے بلکہ اللہ عزوجل نے قرآنِ کریم میں بار بار اس سے متنبہ کیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ﴾(۴۱۲)[اے اولادِ آدم! شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے]، ﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا﴾(۴۱۳)[بے شک! شیطان تمہارا دشمن ہے، تم اسے دشمن جانو] ﴿وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا﴾(۴۱۴)[جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنائے گا، وہ صریح نقصان میں ڈوبے گا] اور ﴿قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا﴾(۴۱۵)[کہا اچھا دیکھ لے تو نے مجھ پر اسے بزرگی تو دی ہے لیکن اگر مجھے بھی قیامت تک تو نے ڈھیل دی تو میں اس کی اولاد کو بجز بہت تھوڑے لوگوں کے اپنے بس میں کرلوں گا]

انسانوں کو گمراہ کرنے سے شیطان کا اصل مقصد بنی آدم سے انتقام لینا ہے اور یہ مقصد اسی وقت پورا ہوسکتا ہے جب وہ بنی آدم کی اکثریت کو اصحاب جهنم میں سے نہ بناڈالے ﴿إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾(۴۱۶)[وہ تو اپنے گروہ کو صرف اس لئے ہی بلاتا ہے کہ وہ سب جہنم واصل ہوجائیں]۔

اور اس مقصد کی تکمیل کے لیے شیطان عموماً جو طریقے اختیار کرتا ہے ان میں سے بعض اہم طریقے حسب ذیل ہیں:

٤١٢۔سورة الأعراف:٢٧
٤١٣۔سورة فاطر:٦
٤١٤۔سورة النساء:١١٩
٤١٥۔سورة الإسراء:٦٢
٤١٦۔سورة فاطر:٦

(۱) بندوں کو کفر و شرک اور نفاق میں مبتلا کرنا، مثلاً ان سے غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز یا غیر اللہ کے نام کی قربانی یا غیر اللہ کی قسم کھلانا اور حرام کو حلال اور حلال کو حرام کروانا وغیرہ۔ (۲) بندوں کو قدم قدم پر گناہ، معصیت اور اللہ کے ناپسندیدہ کاموں کی ترغیب دلانا، مثلاً رشوت خوری، غصبِ اموال، بچوں اور بیویوں کے مابین عدل نہ کرنے دینا وغیرہ (۳) مسلمانوں کی صفوں میں بغض، عداوت اور منافرت پیدا کرنا، (۴)۔ فتنہ، فسق و فجور، محرمات اور بدعات کو فروغ دینا، مثلاً ناحق خون بہانا (قتل و غارت گری)، قحبہ گری، چوری، قمار (جوا اور سٹہ) بازی، سود خوری، شراب نوشی، لواطت، زنا کاری، اور فواحش وغیرہ، (۵)۔ فعل الخیرات (نیک کاموں) کی راہ میں دشواریاں پیدا کرنا، (٦)۔ عبادتوں اور اطاعتِ الٰہی کے کاموں سے روکنا نیز ان میں شکوک و شبہات اور فساد پیدا کرنا، مثلاً نماز میں مقتدیوں کا امام سے سبقت لے جانا یا حالتِ نماز میں نمازی کو غیر ضروری حرکات میں مصروف کرنا وغیرہ، (۷)۔ دنیاوی امور میں مشغول رکھنا، (۸)۔ نمازی کے سامنے سے لوگوں کو گزرنے پر اکسانا، (۹)۔ دل میں طرح طرح کے وسوسے پیدا کرنا، (۱۰)۔ بندوں کو رحمٰن کی مخالفت مثلاً بتوں، چاند و سورج، ستاروں و سیاروں، قبروں و آستانوں، جنوں و شیطانوں کی پرستش اور خواہشاتِ نفس کی پیروی وغیرہ کی دعوت دینا، (۱۱)۔ منکراتِ اخلاق چیزوں، مثلاً غیبت اور چغلخوری وغیرہ کی تحسین، (۱۲)۔ اوامرِ الٰہی کی خلاف ورزی اور نواہی کی ترغیب دلانا یا امر و نہی کو سرے سے ترک کرنے پر آمادہ کرنا، (۱۳)۔ حدود اللہ سے تجاوز پر ابھارنا، (۱۴)۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی اور تہاون پر ابھارنا وغیرہ، (۱۵)۔ ابطال و تقبیح و تردید و کراہتِ حق اور احقاق و تحسین و ترویج و تزئینِ باطل، مثلاً عریانیت کا فروغ، قطع رحمی، ریاکاری اور قبولِ حق سے روکنا وغیرہ، (۱٦)۔ حرام چیزوں کے نام بدل کر انہیں پسندیدہ نام دینا، مثلاً سود کا نام کمیشن یا منافع رکھنا، نقال اور بھانڈوں کو ہیرو اور ہیروئن پکارنا، عریانیت کو عورت کی آزادی سے تعبیر کرنا، مرد اور عورت کے آزادانہ میل ملاپ کو ترقی پسندی (Forwardness) اور تہذیب

وتمدن (Culture) کا نام دینا، فسق وفجور کو فن (Art) کا نام دینا، شراب کو انگور کی بیٹی یا شرابِ صحت پکارنا اور مجسمہ سازی اور رقص وسنگیت کو فنونِ لطیفہ (Fine Arts) کے نام دینا وغیرہ، (۱۷)۔امورِ طاعات کے ناپسندیدہ اور برے نام رکھنا مثلاً برقع یا حجاب کو خیمہ پکارنا اور عورت کے گھر بیٹھے رہنے کو رجعت پسندی، دقیانوسی پن (Backwardness) وغیرہ پکارنا، (۱۸)۔ افراط وتفریط خواہ تقصیر وتفریط کی شکل میں ہو یا افراط وغلو کی صورت میں (واضح رہے کہ تاویلات کا فتور اسی باب سے داخل ہوتا ہے)، (۱۹)۔جھوٹے وعدوں سے لاحاصل تمناؤں کا لالچ دینا، مثلاً مؤمنوں کے خلاف جنگ کے وقت ان کے دشمنوں سے ان کی تمکین وعزت وغلبہ ونصرت کا وعدہ کرنا وغیرہ، (۲۰)۔ بندوں کو کوتاہِ عمل اور کسلمند بنانا جس کی وجہ سے گناہگار توبہ سے، عابد عبادت سے اور مجاہد جہاد وغیرہ سے رکا رہتا ہے، (۲۱)۔کبھی انسان کو نصیحت وخیر خواہی کے بھیس میں گناہ اور نافرمانی کی دعوت دینا، (۲۲)۔ بندوں کو بتدریج گمراہ کرنا، (۲۳)۔خیر وصلاح کی چیزوں کو بھلا دینا، (۲۴)۔آیاتِ الٰہی کا مذاق اڑانا، (۲۵)۔مؤمنوں کو اپنے (شیطانی) اولیاء سے ڈرانا اور دھمکانا، (۲۶)۔نفوس کے نزدیک محبوب اور مرغوب چیزوں کے راستہ سے داخل ہونا، (۲۷)۔ دینی عقائد میں شکوک وشبہات پیدا کرنا، (۲۸)۔شراب، جوا، جھوٹے معبودوں، ازلام، بدشگونی اور فال وغیرہ نیز جادو کے ذریعہ لوگوں میں گمراہی پھیلانا، (۲۹)۔گانے بجانے، تالیوں اور سیٹیوں کے ذریعہ دلوں میں نفاق کی کھیتی اگانا، (۳۰)۔مسلمانوں کو جن چیزوں کا حکم دیا گیا ہے ان کو محقق کرنے میں کوتاہی، اور (۳۱)۔انسانی کمزوریوں [مثلاً عدم اعتمادی، ضعف، مایوسی، قنوط (ناامیدی)، بیجا خوش فہمی، حد درجہ غلط فہمی، بیجا فخر، ظلم، بدگمانی، بغاوت، بخل، ریاکاری اور دکھاوا، اترانا، لالچ، عجلت، جدال، جہل، غفلت، خصومت، کینہ پروری، بغض، غرور، تکبر، جھوٹے دعوے، حد سے تجاوز کرنا، مال اور دنیا سے محبت، حسد، عورت اور دیگر دنیاوی فتنوں میں الجھنا، غضب وغصہ، لایعنی خواہشات، نفس پرستی، سرکشی، خوشی میں آپے سے باہر ہو جانا، خود بینی، خودستائش، تجاہلِ

عارفانہ، نافرمانی، ناشکرا پن، سفاہت، بیجا طیش، عدمِ مروت، نفرت، سخت دشمنی، بے صبری، بے قراری، بے چینی، نفاق، کذب بیانی، فسق و فجور، غیبت، بدعات و محرمات، ذنوب و معاصی کی طرف رغبت، نسیان، کسلمندی و کاہلی، افراط و تفریط، گناہ کو حقیر سمجھنا، باطل پر اصرار، لوگوں کی تحقیر اور کفر و شرک کی طرف میلان وغیرہ کا فائدہ اٹھانا۔

آسیب زدگی (جنات کے سوار ہونے) کی حقیقت

عربی میں آسیب لگنے یا سحرزدہ ہونے کو''الصرع'' اور آسیب زدہ کو''المصروع'' کہتے ہیں۔ جب انسانی عقل میں خلل واقع ہو اور اسے یہ شعور باقی نہ رہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، یا ابھی کیا کہا ہے اور آئندہ کیا کہے گا، یعنی اس کے اقوال کے مابین کوئی ربط نہ ہو، یا اس کا حافظہ باقی نہ رہا ہو، یا عقلی خلل کے باعث اس کی حرکات وتصرفات میں خبطی پن پایا جائے، یا اس میں سیدھے قدم رکھنے کی قدرت موجود نہ رہے، یا اس کے جسم کا توازن ختم ہو گیا ہو تو ایسے شخص کو عربی میں ''المصروع'' بمعنی پچھاڑا ہوا کہتے ہیں۔ زیر مطالعہ کتاب میں ہم نے بیشتر مقامات پر اسے ''سحرزدہ'' اور ''آسیب زدہ'' کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔

آسیب زدگی کے عملی مظاہر میں اقوال، افعال اور افکار کا خبطی پن سبھی چیزیں شامل ہیں۔ (۴۱۷)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الصرع وہ سبب ہے جو جسم کے اعضائے رئیسہ کو ان کے انفعال سے بالکل روک دیتا ہے۔ اس کی وجہ وہ غلیظ ہوا ہے جو دماغ کے مساموں میں رک جاتی ہے، یا وہ ردّی بخارات ہیں جو بعض اعضاء سے دماغ کی طرف چڑھتے ہیں......الصرع جنوں کی وجہ سے بھی ہوسکتا ہے......الخ۔'' (۴۱۸)

۴۱۷۔عالم الجن فی ضوء الکتاب والسنة لعبد الکریم نوفان ص ۲۵۲ وعالم الجن والملائکة لعبد الرزاق نوفل ص ۷۶

۴۱۸۔فتح الباری ۱۱۴/۱۰

جنوں اور شیاطین کے ذریعہ آسیب زدگی (الصرع) کا اثبات

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ اِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ﴾ [419] [سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے]۔

امام القرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس آیت میں جنوں کے ذریعہ آسیب زدگی کا انکار کرنے والوں کے فساد (کے انکار) کی دلیل موجود ہے اور ان لوگوں کے انکار کی دلیل بھی ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ سب طبیعتوں کا فعل ہے، شیطان نہ انسان میں ہاتھ ڈالتا ہے اور نہ ہی اس کے چھونے سے کوئی آسیب زدہ ہوتا ہے۔'' [420]

امام طبری رحمہ اللہ اس آیت کی مراد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس کے ذریعہ دنیا میں شیطان اس کو دیوانہ بنا دیتا ہے، پس وہ اس کے چھونے سے مصروع یعنی جنون زدہ ہو جاتا ہے۔'' [421]

امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس آیت سے مراد یہ ہے کہ وہ اس طرح کھڑے ہوتے ہیں جس طرح کہ جنون زدہ اپنے جنون اور شیطان کے خبطی بنا دینے کی حالت میں کھڑا ہوتا ہے۔'' [422]

عمرو بن عبید رحمہ اللہ کا قول ہے: ''انسانی بدن میں جنوں کے داخل ہونے کا منکر دہریہ

٤١٩۔سورۃ البقرۃ:٢٧٥
٤٢٠۔تفسیر القرطبی ٣٥٥/٣
٤٢١۔تفسیر الطبری ١٠١/٣
٤٢٢۔تفسیر ابن کثیر ٣٢٦/١

ہے۔"(۴۲۳)

قاضی بدرالدین الشبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ان (جنوں) کے انسانوں میں راستہ پانے کے بارے میں سماع وارد ہے۔"(۴۲۴)

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "صحیح بات یہ ہے کہ شیطان انسان کو چھوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دیوانگی مسلط فرما دیتا ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں آیا ہے۔ اس سے اس کی سوداء والی طبیعتیں متاثر ہوتی ہیں اور بخارات دماغ کی طرف چڑھتے ہیں، جیسا کہ ہر مصروع بلا اختلاف اپنے بارے میں بتاتا ہے۔ پس ایسے ہی لوگوں کی دیوانگی اور خبطی ہونے کے بارے میں اللہ عزوجل نے بیان کیا ہے اور ہمارا مشاہدہ بھی ایسا ہی ہے...... الخ۔"(۴۲۵)

اور امام ابنِ قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "بالجملہ جس کو علم، عقل اور معرفت میں سے تھوڑا سا حصہ بھی ملا ہے ان میں سے کوئی بھی اس قسم کے صراع اور اس کے علاج کا انکار نہیں کرتا۔ خبیث ارواح کا اکثر تسلط ان ہی لوگوں پر ہوتا ہے جن کے اندر دینداری کم ہو، یا ان کے دل اور زبانیں حقائق ذکر، تعوذات، ایمانی اور نبوی تحصنات (تحفظ کے طریقوں یا قلعہ بندیوں) میں خراب واقع ہوئی ہوں۔ پس ارواحِ خبیثہ اس شخص پر جلد آجاتی ہیں جس کے پاس کوئی ہتھیار نہ ہو اور کبھی عریاں حالت میں بھی اس کا اثر ہو جاتا ہے۔"(۴۲۶)

۴۲۳۔آکام المرجان ص ۱۰۹
۴۲۴۔آکام المرجان ص ۱۰۹
۴۲۵۔الفصل فی الملل و النحل ۱۴/۵
۴۲۶۔الطب النبوی ص ۶۹



جنوں وشیطانوں کے سوار ہونے کی بعض ظاہری علامتیں

مریض کی آنکھوں کا بند ہو جانا، پتلیوں کا کسی طرف حد درجہ گھوم جانا، نگاہوں کا کسی ایک نقطہ پر جم جانا، سختی کے ساتھ ہاتھوں سے آنکھوں کو بند کرنا، آنکھوں کا انگاروں کی طرح سرخ ہو جانا، جسم میں شدید رعشہ اور کپکپاہٹ کی کیفیت پیدا ہونا، چیخنا، پکارنا، رونا، جنوں کا اپنا نام بتانا، شدید جھٹکے کھانا، منہ سے تھوک و رال اور ناک سے غلاظت کا نکلنا، بے ہوشی یا نیم بے ہوشی کے دورے پڑنا، ڈر کر چھپنا، اجنبی زبان میں باتیں کرنا، قدم سیدھے نہ پڑنا، ٹکریں مارنا، بالوں کو نوچنا، کپڑے پھاڑنا، مرد کا عورت یا عورت کا مرد یا ان دونوں میں سے کسی کا بچہ یا جانور کی زبان میں بولنا، اور بدن کا غیر متوازن ہو جانا وغیرہ۔



آسیب زدگی کے بعض اسباب

امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''انسانوں پر آسیب زدگی جن چند وجوہات کی بنا پر ہوسکتی ہے وہ شہوت، نفسانی خواہشات اور عشق ہیں، جس طرح یہ چیزیں ایک انسان اور دوسرے انسان کے مابین ہوتی ہیں......لیکن اکثر یہ چیزیں بغض اور بدلہ لینے کے سبب بھی ہوتی ہیں، مثال کے طور پر اگر جنوں کو کوئی انسان تکلیف پہنچا دے یا انہیں یہ بدگمانی ہوجائے کہ فلاں انسان نے عمداً ان کو تکلیف پہنچائی ہے یا پہنچا رہا ہے، خواہ ایسا ان میں سے کسی پر پیشاب کرنے کی صورت میں ہو یا (ان پر یا ان کی اولاد میں سے کسی پر) گرم پانی پھینکنے یا ان میں سے کسی کو قتل کرنے کی شکل میں ہو، حالانکہ وہ انسان اس بات سے سرے سے لاعلم ہی ہو۔ چونکہ ان میں جہالت کے ساتھ ظلم کرنے کا مزاج بھی ہوتا ہے اس لئے اکثر وہ اس انسان کو جس سزا کا مستحق سمجھتے ہیں سزا دینے لگ جاتے ہیں۔ کبھی جنوں کی طرف سے یہ شر بلا وجہ بھی ہوتا ہے۔ ان کی مثال انسانوں کے سفہاء (بدکاروں) جیسی ہے۔''(۴۲۷)

۴۲۷۔ مجموع الفتاویٰ ۱۹/۳۹۔۴۰

جنوں اور شیطانوں سے مقابلہ کے لئے مؤمن کے ہتھیار اور بعض احتیاطی تدابیر

جنوں اور شیطانوں سے مقابلہ کے لئے احتیاطی تدابیر

جب کہ یہ بات معلوم اور ثابت ہو چکی ہے کہ شیاطین کے خطرات سے کوئی شخص کسی بھی وقت مامون نہیں ہے' لہٰذا ہر مومن کو چاہیے کہ ان سے تحفظ کے لئے وہ تدابیر اختیار کرے جو زود اثر اور مجرب ہونے کے ساتھ ایسی بھی ہوں جن میں اس کی دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی مضمر ہو۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے: ''الوقاية خير من العلاج'' [احتیاط علاج سے بہتر ہے]۔ اسی کا ہم معنی انگریزی میں بھی ایک مقولہ یوں بیان زبان زد عام ہے: ''Prevention is Better than Cure'' انہیں مقولوں پر عمل کرتے ہوئے ہم آسیب زدگی کے علاج سے قبل اس سے احتیاط کی تدابیر کا ذکر ذرا تفصیل سے کریں گے۔

(الف) احتیاط اور واقفیت: یہ مکار اور خبیث دشمن اس بات کا بے حد حریص ہے کہ اولاد آدم کو کسی بھی طرح گمراہ کرے جیسا کہ سابقہ اوراق میں دلائل کے ساتھ واضح کیا جا چکا ہے لہٰذا اس سے نجات پانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے مقاصد اور گمراہی کے وسائل اور طریقے نیز اس کے مکاید کے شرعی توڑ کا بخوبی علم حاصل کیا جائے۔ انسان ان امور سے جتنا غافل ہوگا اتنی ہی آسانی سے دشمن اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کر پائے گا۔ امام ابوالفرج ابن الجوزی رحمہ اللہ نے انسان اور شیطان کے مابین اس جنگ کی منظر کشی کچھ یوں فرمائی ہے: ''ابلیس حتی المقدور لوگوں کے پاس آتا ہے اور ان پر قابو پانا چاہتا ہے۔ اس کا غالب ہونا آدمیوں کی عقل ودانش اور جہل وعلم کے موافق کم وبیش ہوتا ہے اور جاننا چاہیے کہ انسان کا دل ایک قلعہ کی مثل ہے۔ اس قلعہ کی ایک چاردیواری ہے اور اس چاردیواری میں دروازے اور روزن ہیں۔ اس میں عقل رہتی ہے اور فرشتے اس قلعہ میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ قلعہ کی ایک طرف رمنہ ہے' اس میں خواہشات اور شیاطین آتے جاتے ہیں جن کو کوئی نہیں روکتا۔ قلعہ والوں اور رمنہ والوں میں لڑائی ہوتی ہے اور شیاطین قلعہ کے اردگرد گھومتے رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاسبان غافل ہو جائے یا کسی روزن

سے آڑ ہٹ جائے تو قلعہ میں گھس پڑیں۔ لہٰذا پاسبانوں کو چاہئے کہ ان کو قلعہ کے جن جن دروازوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے ان کی خبر گیری رکھیں اور تمام روزنوں کا خیال رکھیں۔ اور پاسبانی سے ایک لحظہ کے لئے بھی بے خبر نہ ہوں کیونکہ دشمن موقعہ کا منتظر ہے اور قطعاً بے خبر نہیں ہے۔ کسی نے حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا: ''اے جناب! کیا کبھی شیطان سوتا بھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اگر شیطان کو نیند آتی تو ہم لوگوں کو بہت راحت ملتی۔'' پھر وہ قلعہ ذکرِ الٰہی سے روشن اور ایمان سے پُرنور ہے۔ اس میں ایک جلا کیا ہوا آئینہ ہے، جس میں صورتیں نظر آتی ہیں۔ جب شیطان رمنہ میں بیٹھتے ہیں تو پہلے کثرت سے دھواں کرتے ہیں، جس سے قلعہ کی دیواریں سیاہ ہو جاتی ہیں اور آئینہ زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ یہ دھواں ذکر کی ہوا سے زائل ہوتا ہے اور آئینہ پر ذکرِ الٰہی صیقل (پالش) کا کام کرتا ہے۔ دشمن کا حملہ کئی طرح سے ہوتا ہے کبھی وہ قلعہ کے اندر آنے لگتا ہے تو پاسبان اس پر حملہ کرتا ہے، اور کبھی داخل ہو کر چھپ جاتا ہے، اور کبھی پاسبان کی غفلت سے قلعہ میں قیام کرتا ہے۔ بسا اوقات دھوئیں کو اڑا دینے والی ہوا ٹھہر جاتی ہے تو قلعہ کی دیواریں سیاہ رہتی ہیں اور آئینہ میں زنگ ہو جاتا ہے تو شیطان بسرعت آتا ہے اور اس کو کوئی نہیں جان پاتا۔ اکثر اوقات پاسبان اپنی غفلت کی وجہ سے باہر چلا جاتا ہے تو قید کر لیا جاتا ہے اور اس سے شیاطین خدمت لیتے ہیں اور وہ نفسانی خواہشات کی موافقت کر کے خوش دلی سے شیاطین کے لشکر میں رہ جاتا ہے، اور اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ وہ شر و فساد کا گرو گھنٹال بن جاتا ہے۔''(۴۲۸)

۲۔ کتاب وسنت پر سختی کے ساتھ قائم رہنا: شیطان سے دفاع کا سب سے بڑا ذریعہ کتاب اللہ اور سنت رسول کا علماً اور عملاً التزام کرنا ہے چونکہ یہ دونوں چیزیں دین کی اساس اور صراطِ مستقیم ہیں لہٰذا شیطان چاہتا ہے کہ ہمیں اس سیدھے اور صحیح راستہ سے بھٹکا دے ﴿وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ

۴۲۸۔تلبیس إبلیس ص ۴۹

تَتَّقُونَ ﴾[429] [اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے، سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیز گاری اختیار کرو]۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ خَطًّا، ثُمَّ قَالَ: هَذَا سَبِيلُ اللهِ، ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ، وَقَالَ: هَذِهِ سُبُلٌ، عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ، يَدْعُوا إِلَيْهِ، وَقَرَأَ: ﴿وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ﴾''[430] [رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا: یہ اللہ کا سیدھا راستہ ہے پھر اس لکیر کے دائیں اور بائیں کچھ اور لکیریں بھی کھینچیں اور فرمایا: یہ بہت سے راستے ہیں، جن میں سے ہر راستہ پر ایک شیطان ہے اور اپنی طرف بلاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے آیت: ﴿وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ﴾ کی تلاوت فرمائی]۔

پس اللہ عزوجل کی طرف سے جو کچھ شریعت کے احکام ہمارے پاس آئے ہیں خواہ وہ عقائد سے متعلق ہوں یا اعمال، اقوال، معاملات، تحلیل وتحریم اور ترکِ منہیات ومحرمات وغیرہ سے متعلق، ان پر سختی کے ساتھ کاربند ہونے اور شیطان کے نقشِ قدم سے دور رہنے سے ہی بندہ شیطان سے پناہ میں رہ سکتا ہے چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ﴾[431] [اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے]۔

۴۲۹۔سورۃ الأنعام:۱۵۳

۴۳۰۔رواہ الإمام أحمد والنسائی والدارمی، انظر مشکاۃ المصابیح ۵۸/۱ (۱۶۶) وقال محققه وإسناده حسن

۴۳۱۔سورۃ البقرۃ:۲۰۸

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کے نقشِ قدم پر چلنے کی ممانعت یوں فرمائی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾ (۴۳۲) [اے لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں، انہیں کھاؤ پیؤ اور شیطانی راہ پر نہ چلو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے]۔

کتاب اللہ اور سنتِ رسول کا قولاً وعملاً التزام واہتمام شیطان کے لئے سب سے بڑے صدمہ کا باعث ہے، چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ، اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُولُ: يَاوَيْلَهُ - وفي رواية: يا وَيْلِي - أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ، فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ، فَلِيَ النَّارُ" (۴۳۳) [جب ابن آدم سجدہ کی آیت پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان تنہائی میں جا کر روتا ہے اور کہتا ہے: اس کا ستیاناس ہو (ایک روایت میں ہے کہ میرا ستیاناس ہو) ابن آدم کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا، لہٰذا جنت کا مستحق بنا لیکن مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا تو میں نے اس کا انکار کر دیا، لہٰذا میرے لئے جہنم ہے]۔

۳۔ شیطان کے پلان اور اس کے پھندوں کو ظاہر کرنا: مسلمان کے لئے شیطان کی گمراہی کے راستوں اور وسائل کی معرفت حاصل کرنا اور عوام کے سامنے ان کو ظاہر اور بیان کرنا ضروری ہے۔ قرآنِ کریم اور رسول اللہ ﷺ نے اس مشن کو بخوبی انجام دیا ہے اور ہمارے لئے اس چیز کی اہمیت اور ضرورت جاننے کے رہنما اصول بیان کئے ہیں چنانچہ قرآنِ کریم سے ہمیں وہ اسلوب معلوم ہوتا ہے جس سے شیطان نے آدم علیہ السلام کو ناصح کے بھیس میں بہکایا تھا:

۴۳۲۔ سورة البقرة: ۱٦۸

۴۳۳۔ رواه مسلم ۱/۸۷ (۸۱)

﴿وَقَاسَمَهُمَآ إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ﴾(۴۳۴)[اوران دونوں کے روبرو قسم کھائی کہ یقین جانئے میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں]۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ ﴾(۴۳۵)[لیکن شیطان نے اسے وسوسہ ڈالا، کہنے لگا کہ کیا میں تجھے دائمی زندگی کا درخت اور بادشاہت بتلاؤں کہ جو کبھی پرانی نہ ہوگی]۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کیفیت سے آگاہ کیا تھا جس سے جن اور شیاطین آسمانوں میں ہونے والی گفتگو میں سے کچھ اُچک کر کاہنوں اور ساحروں کے کانوں میں ڈال دیتے تھے اور پھر وہ اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں کو بتاتے اور انہیں دھوکہ دیتے تھے۔

اسی طرح نبی ﷺ نے وہ کیفیت بھی بیان کی ہے کہ شیطان کس طرح اِن کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے، کس طرح وہ شوہر اور بیوی کے درمیان تفرقہ ڈالتا ہے، کس طرح انسان کے دل میں شکوک وشبہات پیدا کرتا ہے بالآخر انسان کہہ بیٹھتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا ہے؟

ایک حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''...وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ، فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ قَدَّرَ اللهُ وَمَاشَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ ''(۴۳۶)[اگر تمہیں کوئی تکلیف یا نقصان پہنچے تو یہ مت کہو کہ اگر میں ایسا اور ویسا کرتا (تو اِس طرح یا اُس طرح ہو جاتا) بلکہ یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں جو لکھا اور اس

۴۳۴۔سورۃ الأعراف:۲۱

۴۳۵۔سورۃ طه:۱۲۰

۴۳۶۔رواہ مسلم ۲۰۵۲/۴، انظر مختصر مسلم (۱۸۴۰) والسنة ۳۵۶ وصحيح الجامع ۱۱۲۹/۲

نے جو چاہا کیا کیونکہ لفظ 'اگر' شیطان کا عمل شروع کر دیتا ہے]۔

اسی طرح یہ بتایا کہ وہ انسانوں کی نمازوں اور عبادتوں میں کس کس طرح حائل ہوتا ہے، کبھی یہ وہم ڈالتا ہے کہ ان کا وضو ٹوٹ گیا ہے حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوا ہوتا، کبھی یہ وہم ڈالتا ہے کہ نہ معلوم کتنی رکعت پڑھ لی ہیں، کبھی نمازی کو ملتفت کرتا ہے۔ ان چیزوں کے بارے میں احادیث میں تفصیلات موجود ہیں، چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ، فَلَبِسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى، فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ''[٤٣٧] [جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے پاس ایک شیطان آتا ہے اور اس پر تلبیس کرتا ہے، حتیٰ کہ وہ نہیں جانتا کہ کتنی رکعت پڑھ چکا ہے۔ پس اگر تم میں سے کوئی یہ چیز پائے تو بیٹھنے کی حالت میں (سہو کے) دو سجدے کر لے]۔

اسی طرح مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نماز میں التفات کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ ''[٤٣٨] [یہ اُچکا پن ہے جو کہ شیطان بندہ کی نماز میں سے اُچک لیتا ہے]۔

واضح رہے کہ اسی التفات کے متعلق مروی ہے کہ جب بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ارْفَعُوا الْحُجُبَ، فَإِذَا الْتَفَتَ قَالَ: أَرْخُوهَا '' [پردے اٹھا دو لیکن جب بندہ التفات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ پردے ڈال دو]۔

شیطان کے جال، پھندوں، مکاریوں اور چال بازیوں کی تفصیلات اور لوگوں کو ان کے دین،

---

٤٣٧ ۔رواہ البخاری ١٠٤/٣ ومسلم ٥/٥ ٧ (مع شرح النووی)
٤٣٨ ۔رواہ البخاری ٢٣٤/٢ (٧٥)، ٣٣٨/٦

عقائد، عبادات، معاملات اور زہد وغیرہ سے گمراہ کرنے کے لئے شیطان کے پلان اور طریقِ کار کو جاننے کے لئے امام ابن الجوزی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ''تلبیس إبلیس'' اور امام ابن القیم رحمہ اللہ کی معرکۃ الآراء کتاب ''إغاثة اللهفان فی مصاید الشیطان'' کا مطالعہ مفید ہوگا۔

۴۔ان شکوک کا فوری ازالہ کرنا جو شیطان کو نفوس پر قابو پانے میں مددگار ہوتے ہیں:

شیطانی قوتیں کسی بھی حال میں نیست و نابود نہیں ہوتیں۔ جب تک انسان موجود ہے شیطان اور اس کی وسوسہ اندازیاں بھی برقرار رہیں گی۔ شبہات کے موقعوں پر ہرگز خاموشی اختیار نہیں کرنی چاہئے بلکہ انسانوں کو صحیح صورتِ حال بیان کر دینی چاہئے تاکہ شیطان کو مسلمانوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالنے کا کوئی موقعہ نہ ملنے پائے۔ یہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا اسوہ بھی ہے، چنانچہ ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی سے مروی ہے، فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں تھے، ایک رات میں آپ ﷺ کی زیارت کے لئے آپ کے پاس گئی اور آپ سے گفتگو کی۔ پھر میں اٹھی اور واپس لوٹی تو آپ ﷺ بھی میرے ساتھ اٹھ گئے تاکہ مجھے گھر تک چھوڑ آئیں۔ صفیہ رضی اللہ عنہا کا گھر دارا سامہ بن زید میں تھا۔ پس انصار میں سے دو شخص گزرے، جب نبی ﷺ کو دیکھا تو تیزی سے چلنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے رسول کے ساتھ یہ صفیہ بنت حیی ہیں۔ ان دونوں نے کہا: سبحان اللہ، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَرًّا ۔ أَوْ قَالَ: شَيْئًا ۔''(۴۳۹) [بے شک شیطان آدمی میں خون کی مانند دوڑتا ہے، اور مجھے خوف ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں کوئی بدگمانی یا شر نہ ڈال دے]۔

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث سے اس بات کا استحباب معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کو ہر اس مکروہ امر سے متنبہ کر دیا جائے جس کے متعلق عموماً بدگمانی ہو جاتی ہے یا دلوں میں

۴۳۹۔رواہ البخاری ۶/۳۳۶ ومسلم ۴/ ۱۷۱۲ (۲۱۷۵) واللفظ لمسلم

شکوک وشبہات گھر کر لیتے ہیں اور اس بات کا استحباب بھی معلوم ہوتا ہے کہ شکوک سے برأت کے اظہار کے ذریعہ لوگوں سے سلامتی طلب کی جائے۔''(۴۴۰)

اس بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ کے متعلق ایک حکایت منقول ہے' انہوں نے فرمایا: ''نبی ﷺ کو یہ خدشہ ہوا کہ مبادئی ان دونوں کے دلوں میں اس بارے میں کوئی چیز جگہ پالے، اور وہ کفر کر بیٹھیں۔ نبی ﷺ نے جو کچھ ان دونوں سے کہا تھا وہ ان دونوں کے اوپر آپ ﷺ کی شفقت کی وجہ سے تھا، نہ کہ اپنے نفس کی خیر خواہی کے سبب۔''(۴۴۱)

اللہ عزوجل نے ہمیں دوسروں سے ہمیشہ بہتر اور بھلی بات کہنے کی ہدایت فرمائی ہے، تاکہ ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے مابین شیطان داخل ہو کر بغض وعداوت پیدا نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ﴾ (۴۴۲) [اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں، کیونکہ شیطان آپس میں فساد ڈلواتا ہے]۔

۵۔ ہمیشہ مسلمانوں کی جماعت سے وابستہ رہنا: شیطانی جالوں اور پھندوں میں پھنسنے سے مسلمان اس وقت دور رہ سکتا ہے جب وہ مسلم ملک یا کم از کم کسی صالح مسلم معاشرہ میں رہے اور جو جماعت حق، یعنی کتاب وسنت پر قائم ہو، اسے اپنے لئے اختیار کر لے، اپنے نفس کو اس پر ابھارے، بھلائی کے ساتھ اس کا ذکر کرے اور ہمیشہ اس سے وابستہ رہے کیونکہ اتحاد اور جماعت ہی میں قوت مضمر ہے۔ یہ وہ قوت ہے جس کے بارے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ''عمر رضی اللہ عنہ نے ملک شام کے جابیہ نامی مقام پر ہمیں خطاب فرمایا، پس کہا: اے لوگو! میں تمہارے

۴۴۰۔ کذا فی عالم الجن والشیاطین ص ۱۶۶

۴۴۱۔ تلبیس إبلیس ص ۴۶

۴۴۲۔ سورۃ الإسراء: ۵۳

مابین اسی مقام پر کھڑا ہوں جس طرح کہ ہمارے درمیان رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے تھے اور فرماتے تھے: عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ، وَهُوَ مِنَ الاثْنَيْنِ أَبْعَدَ ...... ''(۴۴۳) [تم پر جماعت سے جڑے رہنا اور تفرقہ بازی سے بچنا لازم ہے کیونکہ اکیلے شخص کے ساتھ شیطان لگا رہتا ہے اور جب دو ہوں تو وہ ان سے دور رہتا ہے......]۔

یہاں جماعت سے مراد مسلمانوں کی جماعت اور مسلمانوں کا امیر ہے۔ اسلام میں اس جماعت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے جس میں حق (یعنی کتاب وسنت) کا التزام موجود نہ ہو، چنانچہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''مَا مِنْ ثَلاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلا بَدْوٍ، لا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلاةُ، إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ ''(۴۴۴) [جس بستی میں تین آدمی ہوں اور وہ باجماعت نماز نہ پڑھیں تو ان پر شیطان غالب ہوجاتا ہے لہٰذا تم پر جماعت کو لازم پکڑنا ضروری ہے کیونکہ ریوڑ سے بچھڑی ہوئی بکری کو بھیڑیا کھا جاتا ہے]

ایک حدیث میں مروی ہے کہ معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''کیا ہمارے درمیان رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہوکر یہ نہ فرمایا تھا: الا إِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوا عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَإِنَّ هَذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثَلاثٍ وَسَبْعِينَ، ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَهِيَ الْجَمَاعَةُ''(۴۴۵) [کیا تم سے پہلے اہلِ کتاب بہتر فرقوں میں نہ بٹ گئے تھے؟ یہ ملت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں سے بہتر

٤٤٣۔صحيح سنن الترمذی ٢٣٢/٢(١٧٥٨)

٤٤٤۔رواه أبو داود والنسائی ١٠٦/٢۔١٠٧ وابن خزيمة (١٤٨٦) وابن حبان (٤٢٥۔موارد الظمآن) والبغوی (٧٩٣) والحاكم ٢٤٦/١ وأحمد ١٩٦/٥ والبيهقی ٥٤/٣، وصححه ابن خزيمه والنووی والحاكم ووافقه الذهبی، انظر المجموع للنووی ١٨٣/٤ وصحيح سنن أبی داود ١٠٩/١(٥١١)

٤٤٥۔انظر صحيح سنن أبی داود ٦٨٩/٣ (٣٨٤٢)

(گروہ) جہنم میں اور (صرف) ایک (گروہ) جنت میں جائے گا، اور یہ گروہ جماعت سے وابستہ گروہ ہوگا]۔

۶۔نماز کی صفوں میں خالی جگہیں نہ چھوڑنا: نبی ﷺ نے ہدایت فرمائی ہے کہ نمازی اپنی صفوں کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند بنالیں اور کوئی نمازی اپنے درمیان شیطان کے لئے خالی جگہ نہ چھوڑے، چنانچہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، وَحَاذُوا بَيْنَ مَنَاكِبِكُمْ، وَلِينُوا فِي أَيْدِي إِخْوَانِكُمْ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ فِيمَا بَيْنَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْحَذَفِ، يَعْنِي أَوْلَادَ الضَّانِ الصِّغَارِ**"(۴۴۶) [اپنی صفیں برابر کرلو، اپنے کندھے ایک دوسرے کے برابر رکھو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہوجاؤ اور درمیانی خلا کو بند کردو کیونکہ یاد رکھو شیطان بھیڑ کے بچہ کی شکل میں تمہارے درمیان آکر داخل ہوجاتا ہے]۔

اسی طرح انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**رُصُّوا صُفُوفَكُمْ، وَقَارِبُوا بَيْنَهَا، وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ فِي خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ**"(۴۴۷) [اپنی صفیں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ملی ہوئی رکھو، قدم سے قدم ملا کر کھڑے رہو، قریب ہوجاؤ اور گردنیں برابر رکھو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں دیکھتا ہوں کہ شیطان صف کے شگافوں (خالی جگہوں) میں داخل ہوتا ہے گویا کہ وہ بکری کا سیاہ بچہ ہے]۔

٤٤٦۔رواه أحمد ٥/٢٦٦، مجمع الزوائد ٢/٩١

٤٤٧۔أخرجه أبو داود (٦٦٧) والنسائي ٢/٩٢ وابن خزيمة (١٥٤٥) وابن حبان (٣٨٧) والبغوي (٨١٣) والبيهقي ٣/١٠٠ وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داود ١/١٣١ (٦٢١)

اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''أَقِيمُوا الصُّفُوفَ، وَحَاذُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ، وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللهُ''(۴۴۸) [صفوں کو قائم کرو، اپنے کندھے ایک دوسرے کے برابر رکھو اور درمیانی خلا کو بند کرلو، اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور شیطان کے لئے خالی جگہیں نہ چھوڑو۔ جو صف میں جڑتا ہے، اللہ اس سے جڑتا ہے اور جو صف کو کاٹتا ہے، اللہ اسے دور کرے گا]۔

ایک اور حدیث میں مروی ہے ''أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، وَتَرَاصُّوا، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَرَى الشَّيَاطِينَ بَيْنَ صُفُوفِكُمْ كَأَنَّهَا غَنَمٌ عُفْرٌ''(۴۴۹) [اپنی صفوں کو قائم کرو، اور ایک دوسرے سے خوب مل کر (گتھ کر) کھڑے ہو جاؤ کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بلاشبہ میں تمہاری صفوں کے درمیان شیطانوں کو اس طرح دیکھتا ہوں گویا کہ وہ مٹیالا بکری کا بچہ ہو]۔

بعض اور روایات میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں: ''أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، لَا يَتَخَلَّلُكُمُ الشَّيَاطِينُ كَأَنَّهَا أَوْلَادُ الْحَذَفِ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا أَوْلَادُ الْحَذَفِ؟ قَالَ: سُودٌ جُرْدٌ تَكُونُ بِأَرْضِ الْيَمَنِ''(۴۵۰) [صفوں کو قائم کرو، دیکھو تمہارے درمیان بکری کے بچوں کی طرح کے شیاطین گھسنے نہ پائیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیسے بکری کے بچے۔ فرمایا: سیاہ رنگ کے اور بغیر بالوں کے جیسے کہ یمن کی سرزمین میں ہوتے ہیں]۔

۷۔ غیر محرم مردوں اور عورتوں کا خلوت میں نہ ملنا: نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''مَا يَخْلُوَنَّ

٤٤٨ـ رواه أبو داود ١/٣٣١ (٦٦٦) وقال النووي في رياض الصالحين ص ٥٢٣: بإسناد صحيح، وصححه الألباني أيضاً، انظر صحيح سنن أبي داود ١/١٣١ (٦٢٠)

٤٤٩ـ رواه أبو داود الطيالسي بإسناد صحيح، انظر صحيح الجامع ١/٣٨٤

٤٥٠ـ رواه أحمد والحاكم بإسناد صحيح، انظر صحيح الجامع ١/٣٨٤

رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ "(۴۵۱) [جب کوئی آدمی کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں ملتا ہے تو ان کے درمیان تیسرا شیطان ہوتا ہے]۔

اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا يَخْلُوَنَّ أَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ "(۴۵۲) [تم میں سے کوئی کسی اجنبی عورت سے تنہائی میں بغیر محرم کے نہ ملے]۔

۸۔ عورت کا تنہا گھر سے باہر نہ نکلنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ "(۴۵۳) [عورت پردہ کی چیز ہے۔ جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگا رہتا ہے]۔

۹۔ ہر عمل میں شیطان کی مخالفت کرنا: کبھی شیطان انسان کے پاس انتہائی ہمدرد اور مخلص نصیحت کرنے والے کے بھیس میں بھی آتا ہے، جیسا کہ آدم علیہ السلام کے قصہ میں مذکور اور معلوم ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ وہ جس بات کا اسے حکم دے اس کے خلاف عمل کرے اور اس سے کہے کہ اگر تو کوئی نصیحت کرنے والا ہوتا تو سب سے پہلے اپنے آپ کو نصیحت کرتا مگر تو نے اپنے آپ کو آگ کا ایندھن بنا ڈالا اور جبار کے غضب کو بھڑ کانے کا سبب بنا پس جب خود کو نصیحت نہ کر سکا تو کسی دوسرے کو کیسے نصیحت کر سکتا ہے؟

شیطان کی مخالفت کے بارے میں حارث بن قیس کا قول ہے: "جب تیرے پاس شیطان نماز پڑھنے کی حالت میں آئے اور کہے کہ تو ریاء کر رہا ہے تو نماز کو خوب طویل کر دے۔"(۴۵۴)

۴۵۱۔ سنن الترمذی ۴۷۴/۳، مشكاة المصابيح بتحقيق الألباني (۳۱۱۸)

۴۵۲۔ متفق عليه كما في رياض الصالحين ص ۷۲۴

۴۵۳۔ رواه الترمذی ۳۱۹/۲ وقال حسن صحيح غريب وصححه الألباني، انظر صحيح سنن الترمذي ۳۴۳/۱ (۹۳۶)

۴۵۴۔ تلبيس إبليس ص ۳۸

جب ہمیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ شیطان کن کن باتوں کو پسند کرتا ہے تو ہمیں اس کی مخالفت کرنا ضروری ہے، مثلاً شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے اور بائیں ہاتھ ہی سے کوئی چیز لیتا اور دیتا ہے تو ہمارے اوپر ان معاملات میں اس کی مخالفت کرنا واجب ہے۔ چنانچہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ، وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِهَا ''(۴۵۵)[تم میں سے کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے، اور نہ بائیں ہاتھ سے پیئے کیونکہ شیطان اس سے کھاتا اور پیتا ہے] اس بارے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک حدیث اوپر ''جنوں اور شیطانوں کا کھانا پینا اور بعض دوسرے افعال'' کے زیر عنوان بھی گزر چکی ہے۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لِيَأْكُلْ أَحَدُكُمْ بِيَمِينِهِ، وَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، وَلْيَأْخُذْ بِيَمِينِهِ، وَلْيُعْطِ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ، وَيُعْطِي بِشِمَالِهِ، وَيَأْخُذُ بِشِمَالِهِ ''(۴۵۶)[تم میں سے ہر فرد دائیں ہاتھ سے کھائے، دائیں ہاتھ سے پیئے، دائیں ہاتھ سے لے، دائیں ہاتھ سے دے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا، بائیں ہاتھ سے پیتا، بائیں ہاتھ سے دیتا اور بائیں ہاتھ ہی سے لیتا ہے]۔

اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِنَّ الشَّيْطَانَ يَمْشِي فِي النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ ''(۴۵۷)[بے شک شیطان ایک جوتی پہن کر چلتا ہے] لہٰذا ہمیں اس کی مخالفت میں ہمیشہ یا تو دونوں جوتیاں پہن کر چلنا چاہیئے یا پھر دونوں جوتیاں اتار کر۔ اگر اتفاقاً ایک

۴۵۵۔رواہ مسلم ۱۳/۱۹۲ نووی

۴۵۶۔رواہ ابن ماجہ ۲/۱۰۸۶ وصححہ المنذری سندہ فی الترغیب والترہیب ۴/۱۹۱ وصححہ الألبانی أیضاً فی صحیح ابن ماجہ ۱/۲۲۵(۲۶۴۳)

۴۵۷۔مشکل الآثار للطحاوی ۲/۱۴۲ وصححہ الألباني فی سلسلة الأحادیث الصحیحة ۱/۶۱۶

جوتی ٹوٹ جائے تو چاہیے کہ دوسری جوتی بھی اتار لی جائے، چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتَّى يُصْلِحَهَا ''(۴۵۸) [اگر تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک جوتے میں نہ چلے، جب تک کہ اس کی مرمت نہ کروالے]۔

اس طرح اس مشہور حدیث پر بھی عمل ہو جائے گا جس میں ایک جوتی پہن کر چلنے کی ممانعت وارد ہے، چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: ''لَا تَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ''(۴۵۹) [ایک جوتی پہن کر نہ چلو] امام ابن العربی رحمہ اللہ اس ممانعت کی توجیہ میں فرماتے ہیں: ''بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ شیطان کے چلنے کا طریقہ ہے۔''(۴۶۰)

اسی طرح ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قیلولہ کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے اس کا سبب بیان کیا ہے کہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا، فرماتے ہیں: ''قِيلُوا، فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَا تَقِيلُ''(۴۶۱) [قیلولہ کیا کرو کیونکہ شیاطین قیلولہ نہیں کرتے]۔

اسی طرح قرآنِ کریم نے ہمیں بے جا اسراف سے ڈرایا ہے اور مبذرین (دکھاوے کے لئے بے جا اسراف کرنے والوں) کو شیاطین کے بھائی شمار کیا ہے: ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ﴾(۴۶۲) [بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں] اور یہ محض اس وجہ سے ہے کہ شیاطین کو مال کا ضیاع اور بلا ضرورت و بلا وجہ مال خرچ کرنا بہت پسند ہے۔ واضح رہے کہ

۴۵۸۔سنن النسائی مع التعلیقات ۲۹۸/۲

۴۵۹۔أخرجه مسلم ۱۵۴/۶ وأحمد ۳۲۲/۳ وغيرهما

۴۶۰۔كذا في فتح الباري ۳۱۰/۱۰ وتحفة الأحوذي ۶۷/۳

۴۶۱۔رواه أبو نعيم في الطب بإسناد حسن، انظر صحيح الجامع ۱۴۷/۴

۴۶۲۔سورة الإسراء:۲۷

بے جا اسراف میں ضرورت سے زیادہ گھر کا ساز وسامان جمع کرنا بھی شامل ہے، چنانچہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرش (بستروں) کے متعلق فرمایا ہے: ''فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ، وَفِرَاشٌ لامْرَأَتِهِ، وَفِرَاشٌ لِلضَّيْفِ، وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ''(٤٦٣) [ایک بستر مرد کے لئے، اور ایک بستر اس کی عورت کے لئے، اور ایک بستر مہمان کے لئے اور چوتھا بستر شیطان کے لئے ہوتا ہے]۔

اسی منطق کے پیشِ نظر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اگر کھاتے وقت ہمارا کوئی لقمہ زمین پر گر جائے تو ہم اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑیں بلکہ اٹھا کر اس پر سے مٹی وغیرہ صاف کر کے کھالیں۔ اس بارے میں انس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث اوپر ''جنوں اور شیطانوں کا کھانا پینا اور بعض دوسرے افعال'' کے زیرِ عنوان گزر چکی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''إِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَأْنِهِ، حَتَّى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهِ، فَإِذَا سَقَطَتِ اللُّقْمَةُ، فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذًى، ثُمَّ لِيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ...... الخ''(٤٦٤) [بیشک شیطان تم میں سے (ہر) کسی کے پاس ہر حال میں (اور ہر وقت) موجود رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے کھانے کے وقت بھی حاضر ہوتا ہے۔ پس اگر کوئی لقمہ (زمین پر) گر جائے تو اس پر جو مٹی وغیرہ لگی ہوا سے دور کر کے کھالے اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے...... الخ]۔

اسی طرح شیطان کو جلد بازی بہت محبوب ہے کیونکہ اس سے انسان بکثرت غلطیوں کا مرتکب ہوسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''التَّأَنِّي مِنَ الرَّحْمَنِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ

٤٦٣۔رواہ مسلم ١٦٥١/٣ (٢٠٨٤) وأبو داود ٧٨٠/٢ (٣٤٨٩)

٤٦٤۔رواہ مسلم ١٦٠٧/٣ (٢٠٣٣)

الشَّيْطَان ''(۴۶۵)[انتظار رحمٰن کی طرف سے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے]۔

ایک اور حدیث میں ہے: ''الأَنَاةُ مِنَ اللهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ ''(۴۶۶)[انتظار اللہ کی طرف سے اور عجلت شیطان کی جانب سے ہے]۔

لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ہم اس بارے میں بھی شیطان کی مخالفت کریں اور اس چیز کی اتباع کریں جس سے کہ اللہ راضی ہو سکے، جیسا کہ اشج عبدالقیس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ، الْحِلْمُ وَالأَنَاةُ ''(۴۶۷)[تیرے اندر دو خصلتیں اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں، بردباری اور انتظار]۔

اسی طرح شیطان کو انسان کا جماہی لینا بھی بہت پسند ہے کیونکہ جماہی کسلمندی کی علامت ہے اور شیطان کو انسان کی کسلمندی بہت عزیز اور اس کے لئے باعث فرحت ہے، چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَالَ: هَا، ضَحِكَ الشَّيْطَانُ ''(۴۶۸)[جماہی شیطان کی طرف سے ہے، پس تم میں سے جس کسی کو جماہی آئے تو وہ حتی المقدور اسے لوٹائے (منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے روکے) کیونکہ جب تم میں سے کوئی منہ سے 'ہا' کی آواز نکالتا ہے تو شیطان اس سے پر ہنستا ہے]۔

اور ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''إِذَا تَثَاءَبَ

٤٦٥۔رواه البيهقي في شعب الإيمان بإسناد حسن، انظر صحيح الجامع ٥٧/٣

٤٦٦۔ رواه الترمذي ٢٤٨/٣ ورواه أبو يعلى عن أنس وحسنه البيهقي وحسنه الألباني في الصحيحة (٣٧٩٥)

٤٦٧۔رواه مسلم في صحيحه ٤٨/١۔٤٩(١٧۔١٨)

٤٦٨۔رواه البخاري ٣٣٨/٦(٣٢٨٩) ومسلم ٢٢٩٣/٤ (٢٢٩٤)، واللفظ للبخاري، ورواه الترمذي، انظر صحيح سنن الترمذي ٣٥٥/٢ (٢٢٠٦)

أَحَدُكُمْ، فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ عَلَى فِيهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ"(٤٦٩) [جب تم میں سے کوئی جماہی لے تو اپنے منہ پر اسے اپنے ہاتھ سے روک لے کیونکہ شیطان (اس میں) داخل ہوتا ہے]۔

۱۰۔ گھر میں نظر آنے والے سانپوں کو نہ مارنا: یہ چیز اوپر مدینۃ النبی کے ایک گھر میں جن کے سانپ کی شکل میں ظاہر ہونے اور ایک صحابی رسول کو قتل کرنے کے بارے میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی صورت میں "جنوں اور شیطانوں کا مختلف شکلیں اختیار کرنا اور ایذا پہنچانے کی چند مثالیں" کے عنوان کے تحت بیان ہو چکی ہے۔

اس بارے میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "...... اس وجہ سے نبی ﷺ نے گھر کے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے، یہاں تک کہ ان کو تین بار تنبیہ کر دی جائے (پھر آپ نے وہ واضح شرعی دلائل نقل کیے ہیں جن کا تذکرہ اوپر گزر چکا ہے اور گھر کے جنوں کو قتل کرنے کی ممانعت کے اسباب ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں) یہ اس وجہ سے منع ہے کہ جس طرح انسانوں کا ناحق قتل ناجائز ہے اسی طرح جنوں کا ناحق قتل کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ ظلم بہر حال حرام ہے لہٰذا کسی فرد کے لئے کسی دوسرے پر ظلم کرنا ہرگز حلال نہیں ہے خواہ وہ کافر ہی ہو بلکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے ﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ﴾(٤٧٠) [اور کسی قوم کی عداوت تمہیں عدل کے خلاف پر آمادہ نہ کر دے۔ عدل کیا کرو کہ وہ پرہیزگاری کے زیادہ قریب تر ہے] پس اگر گھر کے سانپ جن ہوں تو تین بار ان کو وہاں سے چلے جانے کے لئے کہا جائے۔ اگر چلے جائیں تو بہتر ورنہ ان کو مار ڈالا جائے۔ اگر وہ سانپ ہوا تو مر جائے گا لیکن اگر جن ہوا جو سانپ کی شکل میں ظاہر ہو کر انسانوں کو ڈرانے اور ان پر ظلم کرنے پر مصر ہے تو وہی سرکش اور ظالم ہے۔ لہٰذا اس کے ضرر کو جس طرح بھی دور کیا جا

٤٦٩۔رواہ مسلم ١٢٢/١٨ (مع شرح النووی) والدارمی ٣٢١/١

٤٧٠۔سورۃ المائدۃ:٨

سکتا ہو' دفع کرنا جائز ہے خواہ اس کا قتل ہی کرنا پڑے لیکن بلا وجہ ان کو قتل کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔"(۴۷۱)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "گھر میں نظر آنے والے سانپ کو دیکھ کر اسے جانے کا حکم دینے کے لئے یوں کہا جائے: تجھے اللہ کی قسم ہے تو اس گھر سے نکل جا اور ہم پر سے اپنے شر کو دور رکھ ورنہ ہم تجھے مار ڈالیں گے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ابنِ حبیب نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے: میں تمہیں وہ عہد یاد دلاتا ہوں جو سلیمان بن داود علیہما السلام نے تم سے لیا تھا کہ تم ہمیں تکلیف نہ پہنچاؤ گے اور نہ ہی ہم پر ظاہر ہو گے۔ امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ فقط یہ کہنا کافی ہے: اللہ کے واسطہ میں تجھے منع کرتا ہوں۔ آج کے بعد کبھی ہمیں نظر نہ آنا اور نہ ہی ہمیں تکلیف پہنچانا۔"(۴۷۲)

۱۱۔ بلوں اور سوراخوں میں پیشاب کرنے سے گریز: قتادہ رحمہ اللہ نے عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: "إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْجُحْرِ" [نبی ﷺ نے بلوں میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے] لوگوں نے قتادہ رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ نے بلوں میں پیشاب کرنا کس وجہ سے ناپسند فرمایا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ: "کہا جاتا ہے کہ یہ جنوں کے مساکن ہیں۔"(۴۷۳)

اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن بلوں اور سوراخوں میں پیشاب کرنے سے احتراز کرنا چاہئے۔

٤٧١۔مجموع الفتاوىٰ ١٩/٤٣۔٤٥ ٤٧٢۔شرح النووى ١٤/٢٣٠

٤٧٣۔رواه أبو داود (مع العون) ١/١٢ والنسائي (مع التعليقات) ١/٧ وأحمد ٥/٨٢، وضعفه الألباني انظر ضعيف الجامع الصغير (٦٠٠٣، ٦٣٢٤) وإرواء الغليل (٥٥) وضعيف سنن أبي داود ص ٧ وضعيف سنن النسائى ١/٣٤ وشرح السنة (١٩٢)

۱۲۔وضو کے بعد زیرِ جامہ پانی کی چھینٹیں مارنا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جَاءَنِی جِبْرِیلُ فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ! إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَضِحْ''[۴۷۴] [میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد ﷺ! جب آپ وضو کرلیں تو (زیرِ جامہ) پانی کی چھینٹیں مارلیں]۔

اگرچہ اس حدیث کی اسناد میں ضعف ہے لیکن متعدد شواہد کی بناپر لائق عمل ہے۔ان شواہد کی تفصیل کے لئے''تحفة الأحوذی للمبارکفوری'' [۴۷۵] اور''صحیح سنن أبی داود للألبانی'' [۴۷۶] وغیرہ کا مطالعہ مفید ہوگا۔اس حدیث کے متعلق محدثِ شہیر علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''میں کہتا ہوں کہ اس باب کی حدیث ضعیف ہے لیکن اس بارے میں متعدد احادیث آئی ہیں جن کا مجموعہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی کوئی اصل ہے''۔[۴۷۷]

شارحِ ترمذی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:''اس حدیث میں پانی چھڑکنے سے مراد وضو کے بعد شرمگاہ پر پانی کے چھینٹیں مارنا ہے کیونکہ اس بارے میں وارد اکثر احادیث کے الفاظ اسی مدلول پر دلالت کرتے ہیں۔''[۴۷۸]

علامہ قاضی ابوبکر بن العربی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے مختلف معانی بیان کئے ہیں جن میں

۴۷۴۔رواه الترمذی (مع التحفة) ۱/۵٤ وقال: هذا حديث غريب و سمعت محمدا (أی الإمام البخاری) يقول: الحسن بن علی الهاشمی منكر الحديث ورواه ابن ماجه ۱/۱۷۲۔۱۷۳ والحاكم ۲۱۷/۳ والبيهقی ۱۶۱/۱ وأحمد ۱۶۱/٤ والدارقطنی ۱۷۲/۱۔۱۷۳ والحاكم ۲۱۷/۳ والبيهقی ۱۶۱/۱ وأحمد ۱۶۱/٤ والدار قطنی ۱۱۱/۱، ولكن ضعفه الألبانی انظر ضعيف سنن الترمذی ص ۵ وضعيف سنن ابن ماجه ص ۳۷ والمشكاة (۳۶۷ من التحقيق الثانی) وضعيف الجامع الصغير (۲۶۲۲) وسلسلة الأحاديث الصحيحة ۵۱۹/۲۔۵۲۰ وسلسلة الأحاديث الضعيفة (۱۳۱۲)

۴۷۵۔تحفة الأحوذی للمباركفوری (۵۵/۱)

۴۷۶۔صحيح سنن أبی داود للألبانی (۱۵۹)

۴۷۷۔تحفة الأحوذی ۵۵/۱

۴۷۸۔تحفة الأحوذی ۵۵/۱ مختصراً

سے ایک یہ ہے: ”جب انسان وضو کر لے تو شرمگاہ کو چھپانے والے زیرِ جامہ پر پانی کی چھینٹیں مار لے کیونکہ یہ وسواس کے ازالہ کا سبب ہے۔“(۴۷۹)

”جامع الأصول“ میں ہے۔ ”کپڑے وغیرہ پر پانی کی چھینٹیں مارنے سے مراد یہ ہے کہ وضو کے بعد شرمگاہ پر پانی چھڑک لیا جائے، تاکہ اس سے وہ وسوسہ جاتا رہے جو اکثر لوگوں کو لاحق ہو جاتا ہے کہ شاید اس کے عضوِ تناسل سے پیشاب کا کوئی قطرہ نکلا ہے۔“(۴۸۰)

۱۳۔ اللہ تعالیٰ سے استعاذہ (پناہ) کا طلب گار ہونا: جنوں اور شیطانوں کی فوج سے پرہیز اور بچاؤ کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے شیطانوں سے دور رہنے کی التجا کی جائے اور شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کی جائے کیونکہ صرف وہی اس چیز پر قادر ہے پس اگر وہ بندہ کو شیطان کے ظلم سے رہائی دلائے اور اپنی محفوظ پناہ عطا کر دے تو شیطانِ لعین سے اس کو خلاصی مل سکتی ہے۔ استعاذہ ہی وہ طاقت ور ذریعہ ہے جو شیطانوں کو دور بھگا سکتا اور ان سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ لہٰذا جب شیطان کا غلبہ محسوس ہو یا اس کے غلبہ کا خوف ہو تو استعاذہ باللہ سے کام لیا جائے، جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾(۴۸۱) [اور اگر آپ کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کر لیا کیجئے۔ یقیناً وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے]۔

واضح رہے کہ یہاں استعاذہ سے مراد ﴿أعوذ بالله من الشيطان الرجيم﴾ کہنا ہے، جیسا کہ ”صحیحین“ میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ ذَا عَنْهُ: أعوذ بالله من الشيطان الرجيم“(۴۸۲) [اگر میں ایک کلمہ بتاؤں اور وہ اسے کہہ لے تو جو کچھ

۴۷۹۔ تحفة الأحوذی ۱/۵۵

۴۸۰۔ تحفة الأحوذی ۱/۵۵

۴۸۱۔ سورة الأعراف: ۲۰۰ وسورة فصلت: ۳۶

۴۸۲۔ رواه مسلم ۸/۳۱ والبخاری ۸/۳۴، ۳۵، واللفظ لمسلم، اللؤلؤ والمرجان ۳/۱۹۹

(غصہ) اس پر سوار ہے وہ چلا جائے گا۔ وہ کلمہ "أعوذ بالله من الشّيْطَانِ الرَّجِيم" ہے] اس کی مزید تفصیل ان شاء اللہ آگے "شدید غصہ کے وقت استعاذہ" کے ذیلی عنوان کے تحت بیان کی جائے گی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے قرآنِ کریم میں اپنے رسول ﷺ کو بھی شیطانی وسواس اور ان کے حضور سے اللہ کی پناہ طلب کرنے کی ہدایت فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَقُلْ رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيَاطِينِ ☆ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَّحْضُرُونِ﴾ (۴۸۳) [اور دعا کریں کہ اے میرے رب! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آجائیں]۔

چنانچہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے مختلف صیغوں میں بکثرت استعاذہ فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح قرآنِ کریم میں مریم کا استعاذہ فرمانا یوں مذکور ہے: ﴿وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ (۴۸۴) [میں اسے اور اس کی اولاد کو مردود شیطان سے تیری پناہ میں دیتی ہوں]۔

ایک حدیث میں استعاذہ کی اہمیت کے بارے میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فِي الْيَوْمِ عَشْرَ مَرَّاتٍ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِ مَلَكاً يَرُدُّ عَنْهُ الشَّيَاطِينَ" (۴۸۵) [جو شخص شیطان سے دن میں دس بار اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اوپر ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو شیطان کو اس سے دور بھگاتا رہتا ہے]۔

۴۸۳۔سورة المؤمنون:۹۷۔۹۸
۴۸۴۔سورة آل عمران:۳۶

۴۸۵۔قال الهيثمي في مجمع الزوائد ۱۰/۱۴۲: رواه أبو يعلى وفيه ليث بن أبي سليم ويزيد الرقاشي وقد وثقا على ضعفهما، وبقية رجاله رجال الصحيح

امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''استعاذہ اللہ تعالیٰ سے التجا اور اس کے جناب ہر ذی شر کے شر سے اس کی پناہ پکڑنا ہے.... أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم کے معنی یہ ہیں کہ میں مردود شیطان سے اللہ کے جناب اس کی پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے دین اور میری دنیا میں مجھے نقصان نہ پہنچائے اور مجھے اس کام سے نہ روکے جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور مجھے اس کام کی رغبت نہ دلائے جس سے مجھے روکا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا انسان پر سے شیطان کو کوئی نہیں روک سکتا... لہٰذا خود اللہ تعالیٰ نے جنوں میں سے شیطانوں سے اللہ کی پناہ طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے کیونکہ وہ نہ رشوت قبول کرتا ہے اور نہ احسان اور نیکی اس پر اثر انداز ہو سکتی ہے چونکہ وہ مزاجاً شریر ہے لہٰذا تمہیں اس سے کوئی نہیں روک سکتا سوائے اس ہستی کے کہ جو خود اس کو پیدا کرنے والی ہے۔''(۴۸۶)

امام ابوالفرج ابن الجوزی رحمہ اللہ نے علمائے سلف میں سے کسی عالم کا ایک قول نقل کیا ہے جو اس بارے میں ایک نادر رہنما اصول کہلانے کا مستحق ہے، فرماتے ہیں: ''بعض سلف سے حکایت ہے کہ انہوں نے اپنے ایک شاگرد سے دریافت کیا کہ اگر شیطان تیری نظروں میں گناہ کو آرائش دے تو تو کیا کرے گا؟ اس نے جواب دیا کہ میں اس سے جہاد کروں گا (یعنی مشقت میں ڈالوں گا)۔ اس بزرگ نے پوچھا کہ اگر دوبارہ وہ ایسا کرے تو پھر تو کیا کرے گا؟ شاگرد نے کہا: اس کو پھر مشقت میں ڈالوں گا۔ بزرگ نے پوچھا کہ اگر وہ تیسری بار بھی ایسا کرے تو تو کیا کرے گا؟ اس نے کہا کہ میں پھر اس کو مشقت میں ڈالوں گا۔ بزرگ نے فرمایا: ''یہ بہت بڑی بات ہے۔ یہ بتا کہ اگر تو بکریوں کے کسی ریوڑ پر سے گزرے اور ریوڑ کا کتا تجھ پر حملہ کرے اور تجھ کو چلنے سے باز رکھے تو تو کیا کرے گا؟ اس نے جواب دیا کہ میں کتے کو ماروں گا اور بقدر امکان اس کو دور ہٹاؤں گا۔ بزرگ نے فرمایا کہ یہ تیرے لئے بڑا کام ہے۔ تجھ کو چاہئے کہ ریوڑ کے مالک کو پکارے، وہ تجھ

۴۸۶۔ تفسیر ابن کثیر ۲۸/۱

کو کتے کے شر سے بچائے گا۔''(۴۸۷)

آپ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: ''بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ عزوجل سے اس کی پناہ تو طلب کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ شیطان ہمارے اندر وسوسے ڈالتا، شر وفساد پر اکساتا اور ہماری نمازوں میں حائل ہو کر ہمیں دوسری طرف مشغول کرتا رہتا ہے۔ اس بات کا جواب یہ ہے کہ استعاذہ (پناہ طلبی) کسی جنگجو کے ہاتھ میں تلوار کی مانند ہے۔ اگر تمہارے ہاتھ اسے اٹھا کر چلانے کے لئے مضبوط اور طاقت ور ہیں تو اس کے ذریعہ تم اپنے دشمن کو بہ آسانی قتل کر سکتے ہو ورنہ یہ تمہارے لئے بالکل بے فائدہ چیز ہے خواہ وہ کتنی ہی دھار دار، پالش کی ہوئی اور چمک دار تلوار ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح اگر پناہ طلب کرنے والا متقی، پرہیز گار اور دین دار شخص ہے تو اس کا استعاذہ شیطان کے لئے آگ کی مانند ہے جو اسے جلا کر بھسم کر دیتا ہے لیکن اگر اس کا ایمان کمزور اور ملا جلا ہو تو دشمن پر اس کے استعاذہ کی تاثیر تیز نہیں ہوتی۔ میں (امام ابوالفرج ابن الجوزی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ جاننا چاہئے ابلیس کی مثال متقی اور دین دار شخص کے ساتھ ایسی ہی ہے جیسے ایک آدمی بیٹھا ہو اور اس کے سامنے کھانا نہ ہو۔ اگر اس پر سے کتے کا گزر ہو اور وہ اس کتے کو دھتکارے تو وہ جھٹ چل دیتا ہے۔ پھر وہ کسی دوسرے شخص پر سے گزرے جس کے آگے کھانا اور گوشت رکھا ہو پس اگر وہ اس کو ڈانٹتا ہے تو وہ نہیں بھاگتا۔ پہلی مثال متقی شخص کی ہے کہ اس کے پاس شیطان آتا ہے تو اس کو دور بھگانے کے لئے فقط اللہ کا ذکر ہی کافی ہے اور دوسری مثال دنیا دار شخص کی ہے کہ اس سے شیطان جدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہر ایک سے ملا جلا رہتا ہے۔''(۴۸۸)

پس جو مسلمان شیطان نیز اس کے جال اور پھندوں سے نجات چاہتا ہو اسے چاہئے کہ اپنے

٤٨٧۔ تلبيس إبليس ص ٤٨

٤٨٨۔ تلبيس إبليس ص ٤٨

ایمان کو قوی بنائے، اپنے رب اللہ عز وجل سے پناہ طلب کرے اور اسی سے التجا کرے کیونکہ اللہ کے سوا کسی کے پاس نہ اس کی طاقت ہے اور نہ وہ اس سے پناہ دے سکتا ہے۔

استعاذہ کے لئے بنیادی شرط: استعاذہ کے لئے بنیادی شرط یہ ہے کہ انسان صرف خالقِ کائنات ہی سے پناہ کا طلب گار ہو کیونکہ مخلوقات میں سے کسی سے بھی پناہ طلب کرنا حرام ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اسی طرح مخلوقات سے استعاذہ (ممنوع) ہے۔ صرف خالق تعالیٰ اور اس کے اسماء وصفات کے ساتھ استعاذہ کرنا چاہیے چنانچہ سلف میں سے امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد: ''أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ'' سے یہ دلیل پکڑی ہے کہ اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس سے استعاذہ فرمایا، کسی مخلوق سے استعاذہ نہیں کیا...... اس لئے استعاذہ صرف اللہ عز وجل ہی کے ساتھ جائز ہے۔''[۴۸۹]

شیاطین سے استعاذہ کے بعض مواقع: اگرچہ کتبِ احادیث میں استعاذہ کے بہت سے مواقع رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں لیکن اختصار کے پیشِ نظر ہم یہاں صرف ان مواقع کا تذکرہ کریں گے جو جنوں اور شیاطین سے پناہ سے متعلق ہیں۔

۱۔ بیت الخلاء میں داخلہ کے وقت استعاذہ: جب بیت الخلاء میں داخل ہوا جائے تو شیطان مردوں اور شیطان عورتوں سے پناہ مانگی جائے، جیسا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو فرماتے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ''[۴۹۰] [اے اللہ! میں ناپاک جن (مذکر جنات) اور ناپاک

۴۸۹۔ مجموع الفتاوی ۳۳۶/۱

۴۹۰۔ رواه البخاری ۲۴۲/۱ (۱۴۲) ومسلم ۲۸۳/۱ (۳۷۵) والنسائی ۳/۱ وأحمد ۹۹/۳، ۱۰۱، ۲۸۲ وأبو داود (۵،٤) والترمذی (۵) والبخاری فی الأدب المفرد ص ۶۹۲ وابن السنی ص ۱۲ وأورده النووی فی الأذکار ص ۲۷



جنیوں (مؤنث جنات) سے تیری پناہ چاہتا ہوں]۔

اور زید بن اُرقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بیت الخلاء (جنوں اور شیطانوں کے) حاضر ہونے کی جگہ ہے لہٰذا جب تم بیت الخلاء میں داخل ہوا کرو تو کہو: ''أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ''(۴۹۱) [میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے]۔

۲۔غصہ کے وقت استعاذہ: سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو شخص نبی ﷺ کے سامنے لڑ جھگڑ رہے تھے اور ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شخص اپنے دوسرے ساتھی کو غصہ سے گالی گلوج کر رہا تھا اور اس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ: ''أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ''(۴۹۲) [اگر میں ایک کلمہ بتاؤں اور وہ اسے کہہ لے تو جو کچھ (غصہ) اس پر سوار ہے وہ جاتا رہے گا۔ اگر وہ ''أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ'' کہہ لے] لوگوں نے اس شخص سے پوچھا: کیا تو نے سنا کہ نبی ﷺ کیا فرما رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا: میں پاگل نہیں ہوں۔''

اس بارے میں ایک اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کسی کو غصہ آئے اور وہ ''أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ

۴۹۱۔رواه أبو داود فی کتاب الطهارة باب ۳ والنسائی فی الطهارة باب ۱۷ وابن ماجه فی الطهارة باب ۹ وأحمد فی مسنده ۳۶۹/۴ وابن السنی ص ۱۳، وصححه الألباني فی صحيح سنن أبی داود ۴/۱(۴) وفی صحيح جامع الصغير (۲۲۵۹) وفی سلسلة الأحاديث الصحيحة (۱۰۷۰)

۴۹۲۔رواه البخاری (مع الفتح) ۵۱۸/۱۰۔۵۱۹، ۳۳۷/۶ ومسلم کتاب البر والصلة والآداب (۱۰۹) وأبو داود (مع العون) ۳۹۵/۴ والترمذی (مع التحفة) ۲۴۶/۴ وأخرجه البخاری فی الأدب المفرد ص ۱۵۰، ۴۸۰ وابن السنی ص ۲۱۵۔۲۱۶ وأحمد والنسائی وأورده النووی فی الأذکار ص ۲۶۷

الرَّجِیم'' پڑھ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے۔ (۴۹۳)

۳۔ ہمبستری کے وقت استعاذہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک دن بچوں کی بیماری (اُمِ صبیان) کا ذکر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کے وقت یہ دعا پڑھ لے: ''بِسْمِ اللّٰہِ' اللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ''(۴۹۴) [اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! ہمیں شیطان سے محفوظ رکھ اور ہمیں تو جو اولاد عطا فرمائے اسے بھی شیطان سے بچانا] تو اگر اس ملاپ سے بچہ پیدا ہوگا تو شیطان اسے کبھی نقصان نہ پہنچا سکے گا''۔

۴۔ کسی وادی یا منزل پر اترتے وقت استعاذہ: متعدد سلف سے منقول ہے کہ دورِ جاہلیت میں جب انسانوں میں سے لوگ کسی وادی یا منزل پر ٹھہرتے تھے تو وہاں کے جنوں اور شیطانوں کی پناہ طلب کیا کرتے تھے اور اس طرح انہیں پکارتے تھے: میں اس جگہ کے بدکار لوگوں سے اس وادی کے زعیم کی پناہ چاہتا ہوں۔ اس وجہ سے جنوں کا غرور اور تکبر حد درجہ بڑھ گیا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کافروں کے اس فعل (استعاذہ بالجن) کی مذمت میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾ (۴۹۵) [بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنوں سے پناہ طلب کیا کرتے تھے، جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے]۔ ''(۴۹۶)

۴۹۳۔قال الهيثمي في مجمع الزوائد ۸/۷۰: رواه الطبراني في الصغير والأوسط ورجاله ثقات وفي بعضهم خلاف

۴۹۴۔رواه البخاري (مع الفتح) ۶/۳۳۷ ومسلم (۱۴۳۴) وأبو داود (مع العون) ۲/۲۱۴-۲۱۵ (۲۱۶۱) والترمذي (مع التحفة) ۲/۱۷۲ (۱۰۹۲) وابن ماجه (۱۹۱۹) وأحمد ۱/۲۱۷، ۲۲۰، ۲۴۳، ۲۸۳، ۲۸۶ وابن السني ص ۲۸۷ وأورده النووي في الأذكار ص ۲۵۲

۴۹۵۔سورة الجن: ۶

۴۹۶۔كما في مجموع الفتاوىٰ ۱۱/۳۰۲، ۱۹/۳۳ وتفسير ابن كثير ۴/۴۲۹

اس آیت میں ﴿رَهَقًا﴾ سے مراد اثم (گناہ)، طغیان (سرکشی)، خسران اور شر بھی چیزیں شامل ہیں، جیسا کہ علامہ محمد ابوالعز الحنفی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔ (۴۹۷)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ اللہ سے استعاذہ کی بجائے جنوں سے استعاذہ کفر اور شرک ہے۔'' (۴۹۸)

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی منزل پر ٹھہرتے وقت استعاذہ کی جو تعلیم فرمائی ہے وہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث سے واضح ہے۔ مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی منزل پر اتر کر یہ دعا پڑھے: ''أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ'' [اللہ کے تمام کلمات کے ساتھ، ان سب چیزوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جن کو اس نے پیدا کیا ہے] تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، یہاں تک کہ وہ وہاں سے کوچ کر جائے۔'' (۴۹۹)

ایک اور حدیث میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے اور رات ہو جاتی تو یہ دعا پڑھتے تھے: ''يَا أَرْضُ! رَبِّي وَرَبُّكِ اللّٰهُ' أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَ شَرِّ مَا فِيكِ وَشَرِّ مَاخُلِقَ فِيكِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ' وَأَعُوذُ بِكَ'' (۵۰۰)

یہاں ''ساکن البلد'' سے مراد ''جنات'' ہیں جو زمین اور ان شہری علاقوں میں رہتے تھے جو عمارتوں اور مکانات کی تعمیر سے قبل حیوانوں کے مسکن تھے۔ یہاں اس بات کا احتمال ہے کہ ''والد'' سے مراد ابلیس، اور ''ولد'' سے مراد شیطان ہو۔ یہ امام خطابی رحمہ اللہ کا کلام ہے جسے

٤٩٧۔شرح العقيدة الطحاوية ص ٥٢٠ ٤٩٨۔تفسير القرطبي ١٠/١٩

٤٩٩۔رواه مسلم في الذكر (٢٧٠٨) والترمذى (مع التحفة) ٤/٢٤٢ وأحمد ٦/٣٧٧، ٤٠٩ والدارمى ٢/٧٤٣ وابن السنى ص ٢٤٩ وأورده النووى فى الأذكار ص ٢٠٢

٥٠٠۔رواه أبو داود (مع العون) ٢/٣٣٩ وأحمد ٢/١٣٢ وغيرهما كذا فى الأذكار ص ٢٠٣، والحديث ضعفه الألبانى انظر ضعيف سنن أبى داود ص ٢٥٥

امام نووی اور علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہما اللہ نے نقل کیا ہے اور امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''أسود'' سے مراد آدمی ہے، پس ہر شخص کو ''أسود'' کہا جاتا ہے۔''(۵۰۱)

واضح رہے کہ علامہ الألبانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

۵۔ گدھے کا ہینکنا سن کر شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرنا: اس بارے میں اوپر ''جنوں اور شیطانوں کی خلقت اور اُن کی بعض صفات'' کے زیرِ عنوان ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث گزر چکی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے یہ ہدایت فرمائی ہے: ''......وَإِنْ سَمِعْتُمْ نُهَاقَ الْحَمِيرِ، فَإِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَاناً، فَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ شَرِّ مَا رَأَتْ''(۵۰۲) [......اور جب تم گدھے کا ہینکنا سنو تو چونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے لہٰذا جس کو اس نے دیکھا ہے اس سے اللہ کی پناہ مانگو (یعنی ''أعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم'' پڑھو]۔

ایک اور حدیث میں ہے: ''إِذَا نَهِقَ الْحِمَارُ، فَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ''(۵۰۳) [جب گدھا ہینکے تو مردود شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو]۔

۶۔ مسجد میں داخلہ کے وقت استعاذہ: عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ مسجد داخل ہوتے تو یہ فرماتے تھے: ''أَعُوذُ بِاللهِ الْعَظِيمِ، وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ، مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللهِ وَالصَّلَاةُ

۵۰۱۔الأذکار ص ۲۰۳

۵۰۲۔رواہ البخاری ۳۵۰/۶ ومسلم ۲۰۹۲/۴ وأبو داود (۵۱۰۲) والترمذی (۳۴۵۵) وأحمد ۳۰۶/۲، ۳۶۴ وابن السنی ص ۱۵۲-۱۵۳ وأوردہ النووی فی الأذکار ص ۲۶۴ وانظر مشکاۃ المصابیح ۷۴۳/۱ (۲۴۱۹)

۵۰۳۔رواہ ابن السنی ص ۱۵۳ والطبرانی فی معجمہ الکبیر، ضعفہ الهیثمی فی مجمع الزوائد ۱۴۵/۱۰ ولکن صححہ الألبانی فی صحیح الجامع ۲۸۶/۱

(وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِ اللهِ)، اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" (۵۰۴)[میں عظمت والے اللہ اوراس کے کریم چہرے کی اور اس کی قدیم سلطنت کی پناہ چاہتا ہوں مردود شیطان سے۔ اللہ کے نام کے ساتھ (داخل ہوتا ہوں) اور رسول اللہ پر درود وسلام ہو۔ اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے] نیز آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جو ایسا کہے تو شیطان کہتا ہے کہ تو مجھ سے آج پورے دن محفوظ رہے گا۔''

۷۔ مسجد سے نکلتے وقت استعاذہ: حدیث شریف میں مسجد سے باہر نکلتے وقت کی دعا اس طرح مروی ہے:''بِسْمِ اللهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِ اللهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ، اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ''(۵۰۵)[اللہ کے نام کے ساتھ اور درود وسلام ہو رسول اللہ ﷺ پر۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! مجھے شیطان مردود سے محفوظ رکھ]۔

۸۔ نماز میں شیطانی وسوسوں سے استعاذہ: عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری نماز اور قرأت کے وقت شیطان حائل ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:''ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ: خِنْزَبٌ، فَإِذَا حَسَسْتَهُ، فَتَعَوَّذْ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ، وَاتْفِلْ عَلَى يَسَارِكَ ثَلَاثاً''، قَالَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنِّي''(۵۰۶)[یہ شیطان ہے جسے خنزب کہا جاتا ہے، جب تم اس کے حائل ہونے کو محسوس کرو تو أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھو اور تین بار اپنے بائیں

۵۰٤۔رواه أبوداود وحسنه النووي في الأذكار ص ٢٦ وصححه الألباني في تخريج الكلم الطيب تعليق رقم ٤٧ وفي صحيح الجامع (٤٥٩١)

۵۰۵۔انظر صحيح ابن ماجه ١٢٩/١

۵۰٦۔رواه مسلم (٢٢٠٣) وأحمد ٢١٦/٤ وعبدالرزاق في مصنفه ٤٩٩/٢ وابن السني ص ٢٧٢

جانب تھتکارو۔عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ عزوجل نے اس شیطان کو مجھ سے دور کردیا]۔

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز شروع فرماتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِکَ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیمِ، وَھَمْزِہِ، وَنَفْخِہِ، وَنَفْثِہِ ''(۵۰۷) [اے اللہ! میں مردود شیطان اور اس کے وسوسوں، اس کے تکبر اور اس کی تھتکار سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں]۔

ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''ھمزہ'' سے مراد ''الموتۃ''، ''نفثہ'' سے مراد ''الشعر'' (یہاں شعر سے مراد شعرِ مذموم ہے) اور ''نفخہ'' سے مراد ''الکبر'' ہے۔

واضح رہے کہ ان تینوں الفاظ کی مذکورہ بالا تفسیرات بسند صحیح مرسل نبی ﷺ سے مرفوعاً وارد ہیں جیسا کہ علامہ الألبانی رحمہ اللہ وغیرہ نے بیان کیا ہے۔(۵۰۸)

اَصحابِ لغت بیان کرتے ہیں ''الموتۃ'' جنون اور آسیب زدگی کی ایک جنس ہے جس میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے مگر جب اسے افاقہ ہوتا ہے تو اس کی عقل اس طرح واپس آجاتی ہے جس طرح کہ نیند یا نشہ کے بعد واپس آتی ہے۔''(۵۰۹)

اور امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''الموتۃ'' سے مراد گلا گھونٹنا ہے جو کہ ''صرع'' کی حالت میں ہوتا ہے۔''(۵۱۰)

۵۰۷۔رواہ الحاکم ۲۰۷/۱ وصححہ ووافقہ الذھبی ورواہ ابن ماجہ (۸۰۸) والبیھقی ۳۶/۲ وأحمد ۴۰۴/۱ وصححہ الألبانی فی إرواء الغلیل ۵۶/۲

۵۰۸۔صفۃ صلاۃ النبی ﷺ ص ۷۶

۵۰۹۔لسان العرب ۴۲۹۶/۶

۵۱۰۔البدایۃ والنھایۃ ۶۱/۱

ایک اور حدیث میں ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں دعا استفتاح کے بعد فرمایا کرتے تھے: ''أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعِ العَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمزِهِ، وَنَفْخِهِ، وَنَفْثِهِ''(۵۱۱) [میں مردود شیطان سے خوب جاننے اور خوب سننے والے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور اس (شیطان) کے وسوسوں اس کے تکبر اور اس کی تھتکار سے بھی پناہ مانگتا ہوں]

۹۔ قرآن کی تلاوت کے وقت استعاذہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾(۵۱۲) [قرآن پڑھنے کے وقت راندے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو]۔

امام ابنِ قیم رحمہ اللہ نے تلاوتِ قرآن کے وقت استعاذہ کی حکمت پر بہت مفید، بلیغ اور مفصل بحث کی ہے جو لائق مطالعہ ہے لیکن اختصار کے پیشِ نظر ہم یہاں اس کے تذکرہ سے صرفِ نظر کرتے ہیں۔(۵۱۳)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ کے ذریعہ اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہیے اور پھر قرآنِ کریم میں سے جو بھی میسر ہو اس کی تلاوت کرنی چاہیے۔''(۵۱۴)

۱۰۔ بچوں کے لئے استعاذہ: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت

۵۱۱۔رواه أبو داود (مع العون) ۲۸۱/۱ والترمذی (مع التحفة) ۲۰۲/۱ وابن ماجه ۲۶۵/۱ وأحمد ۸۵/٤، وقال الهيثمی فی مجمع الزوائد ۲۶۵/۲: رواه أحمد رجاله ثقات، وصححه الألبانی فی إرواء الغليل ۵۱/۲ (۳٤۱) وفی تخريج الكلم الطيب (۵۵) وأخرجه مسلم عن ابن عمر بنحوه ٤۲۰/۱

۵۱۲۔سورة النحل:۹۸

۵۱۳۔إغاثة اللهفان ۱۰۹/۱

۵۱٤۔الأذكار ص ۱۱٤

کرتے ہیں کہ آپ ﷺ حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو ان کلمات کے ذریعہ تعوذ کا دم فرماتے تھے: ''أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ''[515] [میں اللہ کے تمام کلمات کے ساتھ تم دونوں کے لئے ہر شیطان سے اور ہر اس مخلوق سے جو بدی کا ارادہ کرے اور ہر نظر لگانے والی آنکھ سے پناہ مانگتا ہوں] اور فرماتے تھے کہ اسی طرح ہمارے باپ ابراہیم (علیہ السلام) اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کے لئے تعوذ (پناہ یا حفاظت طلب) کیا کرتے تھے۔''

ابوبکر ابن الأنباری کا قول ہے کہ: ''ھامة'' ''ھوام'' کا واحد ہے، اور ''ھامة'' اس مخلوق کو کہتے ہیں جو بدی کا قصد کرے، اور ''لامة'' بمعنی ''مــلــمـة'' یعنی رنج والم پہنچانے والی ہے، اور حدیث میں ''لامة'' فقط ''ھامة'' کی مناسبت سے آیا ہے، اور زبان پر خفیف ہے۔''[516]

۱۱۔ بیماری کے وقت استعاذہ: عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں بیمار پڑا تو رسول اللہ ﷺ میرے لئے تعوذ (پناہ طلب) کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ نے پناہ طلب کرتے ہوئے فرمایا: ''بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، أُعِيذُكَ بِاللهِ الْأَحَدِ الصَّمَدِ، اَلَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، مِنْ شَرِّ مَاتَجِدُ''[517] [اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ میں تیرے لئے اللہ، جو تنہا اور بے نیاز ہے جس سے نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے، سے تیرے لئے ہر اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو تو پائے] پھر جب آپ ﷺ سیدھے کھڑے ہوئے تو فرمایا: اے عثمان! انھیں کلمات کے ذریعہ پناہ طلب کیا کرو کیونکہ تعوذ کے لئے اس جیسا کوئی کلمہ نہیں ہے۔''

٥١٥۔رواه البخاري (مع الفتح) ٢٩٣/٦ والترمذی (مع التحفة) ١٦٦/٣ (٢٠٦١) وأبو داود (مع العون) ٣٧٧/٤ وابن السنی ص ٣٠٠ والبغوی ٢٢٨/٥

٥١٦۔تلبيس إبليس ص ٤٧

٥١٧۔رواه ابن السنی وأورده النووی فی الأذكار ص ١٢٥، ولكن إسناده ضعيف كما قال الحافظ فی أمالی الأذكار والفتوحات ٧٢/٤

واضح رہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس اس وقت تشریف لائے جب کہ میں اس قدر تکلیف سے دوچار تھا گویا ہلاک ہی ہوا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اپنے داہنے ہاتھ سے سات بار مسح کرو اور یہ دعا پڑھو: ''أعـوذ بعزة الله وقـدرتـه مـن شرّ ما أجد ''(518) [میں اللہ کی عزت اور اس کی قدرت کے ساتھ اس شر سے پناہ طلب کرتا ہوں جو میں پاتا ہوں] بیان کرتے ہیں کہ: ''پس میں نے ایسا ہی کیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس تکلیف کو دور کر دیا جو مجھ پر طاری تھی۔ پس میں اپنے گھر والوں اور غیروں کو اس کا حکم دینے سے کبھی نہیں رکا۔''

واضح رہے کہ ایک دوسری روایت میں ''من شرّ ما أجد'' کے بعد ''وأحاذر'' کے الفاظ بھی مروی ہیں۔ (519)

۱۲۔ نیند میں بے چینی اور وحشت کے وقت استعاذہ: مروی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور نیند میں بے چینی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ سوتے وقت یہ دعا پڑھا کریں: ''أعوذ بكلمات الله التّامّات من غضبه، وعقابه، وشرّ عباده، ومن همزات الشّياطين، وأن يّحضرون ''(520) [میں اللہ کے تمام کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں اس کے غصہ اور

۵۱۸۔الموطأ ۹۴۲/۲ ومسلم (۲۲۰۲) وأبو داود (مع العون) ۱۷/٤ والترمذی (مع التحفة) ۱۷۵/۳ وقال: هذا حديث حسن صحيح، وأخرجه البغوی ۲۳۷/۵

۵۱۹۔رواه البغوی ۲۲۸/۵

۵۲۰۔رواه أبو داود (مع العون) ۱۸/٤ والترمذی (مع التحفة) ۲٦٦/٤۔۲٦۷ وقال: هذا حديث حسن غريب ورواه أحمد ۱۸۱/۲ وابن السنی ص ۳٤۸۔۳٤۹، وصححه الحاكم في المستدرك ٥٤۸/۱ وقال: هذا حديث صحيح الإسناد، متصل في موضع الخلاف (يعنى لاختلاف فى سماع شعيب عن جده)، وصححه أحمد الشاكر، انظر مسند أحمد مع شرحه ۲۲۲/۱۰، وحسنه الألبانی، انظر صحيح سنن الترمذی ۱۷۱/۳ وسلسلة الأحاديث الصحيحة (۲٦٤) وأورده النووی فى الأذكار ص ۹۱،۹۲

اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں]۔

۱۳۔ بُرا خواب دیکھنے پر استعاذہ: ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ - وَفِي رِوَايَةٍ: الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ - مِنَ اللهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلْمًا يَخَافُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْ شَرِّهَا - فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ، فَلْيَنْفُثْ عَنْ شِمَالِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ -، فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ''[۵۲۱] [سچا (یا اچھا) خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ پس اگر تم میں سے کوئی شخص برا خواب دیکھ کر اس سے ڈر جائے تو وہ اپنی بائیں جانب تھتکارے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے پناہ مانگے (پس جب تم میں سے کوئی شخص ایسی چیز دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو تین بار اپنی بائیں جانب تھتکارے اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے) تو وہ اسے نقصان نہ پہنچائے گا]۔

اس بارے میں ''صحیحین'' میں ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے اور ''صحیح مسلم'' میں جابر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث مروی ہیں جن میں تین بار بائیں جانب تھتکارنے کے علاوہ شیطان اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنے، کسی کو وہ بُرا خواب نہ سنانے اور جس پہلو پر وہ لیٹا ہو اسے بدل دینے کی ہدایات بھی مروی ہیں۔[۵۲۲]

۱۴۔ صبح وشام اور بستر پر لیٹتے وقت کا استعاذہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھ کو ایسی دعا سکھا دیجئے جو میں

۵۲۱۔ رواہ البخاری ۳۳۸/۶ ومسلم ۱۷۷۲/۴ وأوردہ النووی فی الأذکار ص ۹۲

۵۲۲۔ رواہ مسلم ۱۷۷۲/۴، ۲۷۷۳ وأوردہ النووی فی الأذکار ص ۹۲

صبح وشام پڑھا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کلمات پڑھا کرو: ''اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ، عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ، رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیکَہ، أَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِی، وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ الرَّجِیمِ وَشِرْکِهِ ''(۵۲۳)[اے اللہ! آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے، ظاہر وپوشیدہ کو جاننے والے، ہر چیز کو پالنے والے اور اس کے مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ میں اپنے نفس کے شر سے اور مردود شیطان کے شر اور شرک سے تیری پناہ چاہتا ہوں] پھر آپ ﷺ نے فرمایا: [(اس دعا کو) صبح وشام اور رات کو بستر پر جاتے وقت پڑھا کرو]۔

ابو زہیر انماری رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں ایک اور دعا اس طرح مروی ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر سونے کے لئے تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِی ذَنْبِی، وَاخْسَأْ شَیْطَانِی، وَفُکَّ رِھَانِی، (وَثَقِّلْ مِیزَانِی)، وَاجْعَلْنِی فِی النَّدِیِّ الأَعْلٰی ''(۵۲۴)[اے اللہ! میرے گناہ بخش دے، میرے شیطان کو دور کر دے اور میری گردن (عذاب سے) آزاد فرما دے، (میری نیکی کے پلڑے کو بھاری فرما دے)، اور مجھے بلندتر مجلس والوں میں شامل فرما دے]۔

واضح رہے کہ ''سنن أبی داود'' کی روایت کی ابتدا میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں: ''بِسْمِ اللهِ وَضَعْتُ جَنْبِی''، جب کہ ''وَثَقِّلْ مِیزَانِی'' کے الفاظ اس روایت میں

۵۲۳۔رواہ الترمذی (۳۳۸۹) وأبو داود ۳۱۷/۴ (۵۰۶۷) وابن السنی ص ۲۵، ۳۳۷، ۳۳۸ والدارمی (۲۲۹۲) والبخاری فی الأدب المفرد ص ۴۴۱ (۱۲۰۲) وصححه ابن حبان (۲۳۴۹۔موارد) والحاکم فی المستدرک ۵۱۳/۱ ووافقه الذهبی وأورده النووی فی الأذکار ص ۷۳ وصححه الألبانی أیضاً فی صحیح سنن الترمذی ۱۴۲/۳ وصحیح الجامع (۴۲۷۸) وتخریج صحیح الکلم الطیب (۲۲)

۵۲۴۔رواہ أبو داود (مع العون) ۴۷۳/۴ وابن السنی وحسنه النووی فی الأذکار ص ۷۷ (۲۷۵) وصححه الألبانی انظر صحیح سنن أبی داود

موجود نہیں ہیں۔

۱۵۔عقائد میں شیطانی وسوسوں سے استعاذہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ، فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ حَتَّى يَقُولَ: مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ وَلْيَنْتَهِ ''(۵۲۵)[تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے، اور کہتا ہے کہ فلاں اور فلاں کو کس نے پیدا کیا ہے؟ فلاں چیز کس نے پیدا کی ہے؟ حتی کہ یہ کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا ہے؟ پس جب ایسی سوچ آئے تو ''أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم'' کہے اور آئندہ ایسی سوچ سے باز رہے]۔

۱۶۔موت کے وقت شیطانی حملہ سے استعاذہ: ابوالیسر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ موت کے وقت شیطانی حملہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے، اور یہ دعا فرماتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي، وَالْهَدْمِ، وَالْغَرَقِ، وَالْحَرِيقِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغاً ''(۵۲۶)[اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کسی چیز کے نیچے آنے سے، اونچی جگہ سے گرنے، ڈوبنے اور جلنے سے، اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ موت کے وقت شیطان مجھے خبطی بنائے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ تیری راہ میں جہاد سے بھاگتا ہوا مروں اور اس بات سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ کسی زہریلے جانور کے ڈسنے سے مجھے موت آئے]۔

۵۲۵۔رواہ البخاری ۳۳۶/۶ (۳۲۷۷) ومسلم ۱۲۰/۱ (۱۳۴) وأورده النووی فی الأذکار ص ۱۱۵ والألبانی فی صحیح الجامع ۱۳۲۴/۲ وسلسلة الصحیحة (۱۱۷)

۵۲۶۔رواہ النسائی (مع التعلیقات) ۳۱۸/۲ وأبو داود (مع العون) ۵۶۸/۱ والحاکم وصححه ووافقه الذهبی وصححه الألبانی أیضاً انظر صحیح سنن النسائی ۱۱۲۳/۳ (۵۱۰۳) والمشکاة (۲۴۷۳) وصحیح الجامع ۲۷۵/۱

یہ الفاظ سنن النسائي کے ہیں، جب کہ سنن أبی داود میں یہ دعا اس طرح مروی ہے: ''اَللّٰھُمَّ اِنّی أَعُوذُ بِکَ مِنَ الْھَدْمِ وَأَعُوذُ بِکَ مِنَ التَّرَدِّی وَأَعُوذُ بِکَ مِنَ الْغَرْقِ وَالْحَرْقِ وَالْھَدْمِ ...... الخ.''

۱۷۔ صبح وشام کا مخصوص استعاذہ: نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر تم ہر شام کو ''أَعُوذُ بِکَلِماتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ'' [میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ تمام چیزوں کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جو اس نے پیدا کی ہیں] پڑھ لیا کرو تو تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔''(۵۲۷)

اس بارے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث عنوان ''صبح وشام اور بستر پر لیٹتے وقت کا استعاذہ'' کے تحت اوپر بیان کی جا چکی ہے۔

۱۸۔ بہترین استعاذہ: جسمانی، نفسانی اور روحانی امراض انسان کو اکثر پیش آتے رہتے ہیں خواہ وہ امراض وبائیہ ہوں یا حاسدوں کے شرور یا شیطانی وسوسے یا نظر بد یا سحر یا شرورِ کائنات، ان سب کے لئے معوذتین کا دم اکسیر کا حکم رکھتا ہے، چنانچہ معاذ بن عبداللہ بن خبیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم بارش اور اندھیری آندھی سے دوچار ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگے کہ آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھائیں۔ پھر آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے، اور فرمایا: قُلْ' فَقُلْتُ: مَا أَقُولُ؟ قَالَ: قُلْ ھُوَ اللّٰہُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ حِینَ تُمْسِی وَحِینَ تُصْبِحُ ثَلَاثًا یَکْفِیکَ کُلَّ شَیْءٍ(۵۲۸) [پڑھو! میں نے عرض کیا: کیا پڑھوں؟

۵۲۷۔ رواہ مسلم (۲۷۰۹) وذکرہ النووی فی ریاض الصالحین ص ۴۲۷

۵۲۸۔ رواہ الترمذی فی الدعوات (۳۵۷۰) وقال: حسن صحیح غریب، وأبو داود (مع العون) ۲۸۳/۴ (۵۰۸۲) والنسائی (مع التعلیقات) ۳۰۹/۲ وابن السنی ص ۴۱، وصححہ الألبانی فی صحیح الترغیب والترھیب ۲۶۷/۱

آپ ﷺ نے فرمایا: صبح وشام تین مرتبہ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور مُعَوِّذتین (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاس) پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہیں ہر چیز کے لئے کافی ہو جائیں گی (یعنی ہر قسم کے خوف اور مشکلات سے بے نیاز کر دیں گی]۔

''سنن النسائی'' وغیرہ میں بسند حسن مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اے ابن عابس! کیا میں تجھے وہ بہترین چیز نہ بتاؤں کہ جس سے تعوذ (پناہ) چاہنے والے تعوذ کرتے ہیں؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! ضرور بتائیں۔ آپ نے فرمایا: قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ وَ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاس ' هَاتَيْنِ السُّوْرَتَيْنِ (٥٢٩)[قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاس، یہ دو سورتیں]۔

بعض روایات میں: إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَعَوَّذَ بِهِ الْمُتَعَوِّذُونَ الْمُعَوِّذَتَانِ کی بجائے مَا تَعَوَّذَ بِأَفْضَلَ مِنْهُمَا'' مَا تَعَوَّذَ بِمِثْلِهِنَّ أَحَدٌ'' ''لَمْ يَتَعَوَّذِ النَّاسُ بِمِثْلِهِنَّ'' ''لَا يَتَعَوَّذُ النَّاسُ بِمِثْلِهِنَّ اور ''مَا سَأَلَ بِمِثْلِهِمَا وَلَا اسْتَعَاذَ مُسْتَعِيذٌ بِمِثْلِهِمَا '' کے الفاظ بھی وارد ہیں، اور ''معوذتین'' کے ساتھ ''سورۃ الإخلاص'' بھی شامل ہے۔

ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مروی ہے: ''رسول اللہ ﷺ جنوں اور انسانوں کی نظر بد سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرتے تھے، حتیٰ کہ معوذتین نازل ہوئیں، پس آپ ﷺ نے انہیں اپنا لیا اور ان کے ماسوا سب ترک کر دیا۔''(٥٣٠)

(ن) اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنا: اللہ تعالیٰ کا ذکر وہ عظیم، مؤثر اور مجرب ذکر ہے جو بندوں کو شیطان سے نجات بھی دلا سکتا ہے اور محفوظ بھی رکھ سکتا ہے۔ حارث الاشعری رضی اللہ عنہ کی

٥٢٩۔سنن النسائی مع التعلیقات ٣٠٩/٢ وصححه الألبانی فی صحیح سنن النسائی

٥٣٠۔رواہ الترمذی ٢٦٦/٢، وقال حسن غریب، ورواہ النسائی ٢٧١/٨ وابن ماجه ١١٦١/٢ وصححه الألبانی فی صحیح سنن الترمذی (٢١٥٠)

ایک حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے اپنے نبی یحیٰی علیہ السلام کو پانچ باتوں کا حکم فرمایا تھا کہ وہ خود ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان پانچ باتوں کا حکم دیں (ان پانچ خصلتوں میں سے ایک حکم اللہ تعالیٰ کے ذکر سے متعلق بھی تھا)، فرماتے ہیں:

''وَآمُرُكُمْ أَنْ تَذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالَى، فَإِنَّ مِثْلَ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ خَرَجَ الْعَدُوُّ فِي أَثَرِهِ سِرَاعًا، حَتَّى إِذَا أَتَى عَلَى حِصْنٍ حَصِينٍ، فَأَحْرَزَ نَفْسَهُ مِنْهُمْ، كَذَلِكَ الْعَبْدُ لَا يُحْرِزُ نَفْسَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالَى'' (۵۳۱) [میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم دیتا ہوں کیوں کہ اس کی مثال اس شخص جیسی ہے کہ جس کے پیچھے اس کا دشمن اس کی تلاش میں تیزی کے ساتھ نکل پڑا ہو، یہاں تک کہ وہ کسی محفوظ قلعہ میں آ جائے اور اپنے آپ کو ان دشمنوں سے بچا لے۔ اسی طرح بندہ اپنے نفس کو شیطان کے حملہ سے صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی بچا سکتا ہے]۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر حقیقی طور پر ذکر میں یہ تنہا خصلت اور خوبی پیدا نہ ہو سکے تو بھی بندہ کو کبھی اپنی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی نہیں رکھنی چاہئے۔ ایسا ہرگز نہ ہو کہ وہ اللہ کے ذکر کو چھوڑ بیٹھے کیونکہ وہ اپنے نفس کو اپنے دشمن سے صرف اسی ذکر کے ذریعہ محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اس پر دشمن صرف غفلت کے دروازہ سے ہی داخل ہوتا ہے۔ یہی دشمن کی کمین گاہ ہے جہاں وہ گھات لگائے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے۔ جوں ہی بندہ غافل ہوتا ہے، وہ اس پر جھپٹ پڑتا ہے اور اس کو اپنا شکار بنا لیتا ہے لیکن جب بندہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے تو اللہ کا یہ دشمن پیچھے ہٹ جاتا ہے، اپنے آپ کو بہت چھوٹا اور ہیچ محسوس کرتا ہے اور زار و قطار روتا بلبلاتا ہے، حتیٰ کہ ممولا (ایک چھوٹی چڑیا) اور مکھی جیسا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے ''الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ'' کہا گیا ہے کیونکہ

۵۳۱۔ رواہ أحمد والترمذی (مع التحفة) ۳۸/۴، وقال: هذا حديث حسن صحيح غريب، وقال المباركفوری فی التحفة، وأخرجه ابن خزيمة وابن حبان فی صحيحيهما والحاكم وقال: صحيح على شرط البخاری ومسلم وأخرجه النسائی ببعضه

وہ لوگوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کرتا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے یعنی رک جاتا ہے اور سمٹ کر سکڑ جاتا ہے۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''شیطان ابن آدم کے دل پر جما رہتا ہے پس اگر وہ شخص بھولا یا غفلت میں پڑا تو وہ وسوسہ پیدا کر دیتا ہے، لیکن جب بندہ اللہ کا ذکر کرے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔''(۵۳۲)

امام ابنِ القیم رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: ''شیاطین بندہ کا شکار کرتے ہیں کیونکہ وہ سب اس کے دشمن ہیں۔ لہٰذا جب کسی شخص کو یہ گمان ہو کہ اسے اس کے دشمنوں نے اپنا شکار بنا لیا ہے، اس پر اپنا غیظ و غضب ڈھا رہے ہیں، اسے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اور ان میں سے ہر دشمن اپنی قدرت بھر اسے شر اور اذیت دینے میں مصروفِ عمل ہے تو اس بندہ پر سے ان کے اس ہجوم کو تتر بتر کرنے کا اللہ عزوجل کے ذکر کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔ (پھر آپ نے عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث نقل فرمائی ہے جس میں) مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم مدینہ میں صفہ کے چبوترہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''میں نے کل رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے...... میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا جس پر شیطانوں نے ہلہ بولا ہوا ہے پس وہ اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہے چنانچہ شیطان اس سے دور ہٹ جاتے ہیں...... الخ۔ حافظ ابو موسیٰ المدینی رحمہ اللہ نے کتاب ''الترغيب في الخصال المنجية، والترهيب من الخلال المردية'' میں اس حدیث کی روایت کی ہے اور اسی حدیث پر اپنی کتاب کی بنیاد رکھی ہے اور اسے اس کی شرح بنایا ہے اور فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن جداً (بہت زیادہ حسن) ہے۔ شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ اس حدیث کی شان بڑھاتے تھے اور آپ رحمہ اللہ کے متعلق یہ بات مجھ تک پہنچی ہے' فرماتے تھے: اس حدیث کی صحت کے شواہد ہیں۔ رسول

۵۳۲۔ الوابل الصیب ص ٦٠

اللہ ﷺ کے منقولہ ارشاد (...... میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا......) کا مقصود بھی حارث الأشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مطابقت رکھتا ہے، جس میں مذکور ہے کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جس کے پیچھے اس کا دشمن تیزی کے ساتھ اس کی تلاش میں نکل پڑا ہو یہاں تک کہ وہ کسی محفوظ قلعہ میں آ جائے اور اپنے آپ کو دشمنوں سے بچا لے۔"(۵۳۳)

بندوں کو شیطان سے اس وقت تک چھٹکارا نہیں مل سکتا جب تک وہ اللہ عز وجل کے ذکر کے ذریعہ اس سے چھٹکارا حاصل نہ کریں۔ واضح رہے کہ ذکرِ الٰہی سے مراد صرف بعض مخصوص دعائیں اور کلمات ہی نہیں ہیں بلکہ ذکر میں استغفار (أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوم وَأَتُوبُ إِلَيْه)'(۵۳۴) حوقلہ (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ)، تکبیر (اللهُ أَكْبَرُ)، تحمید (الْحَمْدُ لِلّٰهِ)، تقدیس (سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ اور سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ)'(۵۳۵) تہلیل (لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)'(۵۳۶) تسبیح (سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ)(۵۳۷)، قرآنِ کریم کی تلاوت، نوافل، درود شریف، مسنون اذکار اور دعائیں وغیرہ سبھی چیزیں شامل ہیں۔

ذیل میں ہم اس ضمن میں بعض ان احادیث کو نقل کرنے پر اکتفا کریں گے جو مختلف مواقع پر اللہ

۵۳۳_الوابل الصيب ص ١٤٤

۵۳۴_كما جاء في أبي داود ١/٥٦٠

۵۳۵_كذا في تحفة الأحوذي ٢٨٤/٤

۵۳۶_كما جاء في البخاري ٢٠١/١١ (٦٥٠٣) ومسلم ١٧/١٧ (مع شرح النووي)

۵۳۷_كما جاء في البخاري ٥٣٧/١٣ (٧٥٦٣) ومسلم ١٩/١٧

کے ذکر کے ذریعہ جنوں اور شیاطین کو بھگانے یا ان سے تحفظ کے بارے میں وارد ہیں:

۱۔ گھر سے باہر نکلتے وقت اللہ کا ذکر شیطان سے امان کا ذریعہ ہے: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے: ''بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' [میں اللہ کے نام سے (نکلا)، اور میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا، اللہ کی مدد کے بغیر گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے] تو اس شخص سے کہا جاتا ہے: ''وُقِيتَ، وَهُدِيتَ، وَكُفِيتَ'' [تیری حفاظت، کفایت اور ہدایت کی گئی ہے]، پس اس سے اس کا شیطان الگ ہو جاتا ہے۔ پھر دوسرا شیطان اس سے مل کر کہتا ہے کہ تیرا اس شخص پر قابو نہیں چل سکتا جس کی اللہ کی طرف سے حفاظت، کفایت اور ہدایت کی گئی ہو۔''(۵۳۸)

۲۔ تہلیل شیطان سے حفاظت کا ذریعہ: ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے ہر صبح کی نماز کے بعد دس مرتبہ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ'' [اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہت ہے، اور اسی کے لئے (ہر) تعریف ہے۔ وہی زندہ کرنے والا، وہی مارنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے] پڑھا، تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں' اس کا وہ دن تمام آفتوں سے بچاؤ اور شیطان سے حفاظت کا دن ہوگا اور اس دن کا کوئی بھی گناہ اس کو ہلاک نہ کر سکے گا اور نہ ہی اس کے اعمال کو

۵۳۸۔رواہ أبو داود ۴۸۶/۴ (۵۰۸۷) والترمذی ۲۳۹/۴ وقال حدیث حسن صحیح، والنسائی فی عمل الیوم واللیلة (۸۹) وابن السنی ص ۹۳ وصححه ابن حبان (۲۳۷۵، موارد الظمآن ۵۹۰) وأورده النووی فی الأذکار ص ۲۴۔۲۵ وصححه الألبانی فی تخریج الکلم الطیب (۴۱)

باطل کر پائے گا سوائے یہ کہ وہ اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرے۔''(۵۳۹)

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دن میں سو بار لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ پڑھے تو یہ اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے مساوی ہے، اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سو برائیاں مٹادی جاتی ہیں اور یہ دن اس کے لئے شیطان سے حفاظت کا دن ہوگا یہاں تک کہ شام ہو جائے ......الخ۔''(۵۴۰)

۳۔آیۃ الکرسی شیطان سے تحفظ کا سبب ہے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل قصہ مروی ہے، جس میں صدقہ فطر میں سے شیطان کا چوری کرنا اور پکڑے جانے پر'' آیة الکرسی'' کے متعلق انہیں یہ بتانا کہ جو اسے پڑھے گا شیطان کبھی اس کے قریب نہ پھٹکے گا اور رسول اللہ ﷺ کا اس کی تصدیق کرتے ہوئے یہ فرمانا: ''صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ'' اوپر ''جنوں اور شیطانوں کا مختلف شکلیں اختیار کرنا اور ایذا پہنچانے کی چند مثالیں'' کے عنوان کے تحت تفصیل کے ساتھ گذر چکا ہے۔(۵۴۱)

۴۔سوتے وقت اللہ کا ذکر شیطان سے حفاظت کا ذریعہ ہے: جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِذَا أَوَى الْإِنْسَانُ إِلَى فِرَاشِهِ ابْتَدَرَهُ مَلَكٌ وَشَيْطَانٌ، فَيَقُولُ الْمَلَكُ: اخْتِمْ بِخَيْرٍ، وَيَقُولُ الشَّيْطَانُ: اخْتِمْ بِشَرٍّ، فَإِذَا ذَكَرَ اللهَ ثُمَّ نَامَ، بَاتَ الْمَلَكُ يَكْلَؤُهُ، وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْمَلَكُ: افْتَحْ بِخَيْرٍ، وَقَالَ الشَّيْطَانُ:

۵۳۹۔رواه الترمذی (مع التحفة) ۲۵۲/۴ وغیره، وقال: هذا حدیث حسن، وفی بعض النسخ صحیح کما ذکره النووی فی الأذکار ص ۷۰

۵۴۰۔رواه البخاری ۳۳۸/۶ ومسلم ۱۷/۱۷ (مع شرح النووی)، ورواه مالك ۲۰۹/۱ وأورده الخطیب فی مشکاة المصابیح ۷۰۸/۱ (۲۳۰۲)

۵۴۱۔رواه البخاری تعلیقاً ۱۲۵/۳

افْتَـحْ بِشَــرٍّ الـخ "[۵۴۲] [جب آدمی سونے کے لئے اپنے بستر پر آتا ہے تو ایک فرشتہ اور ایک شیطان اس کی طرف لپکتے ہیں۔ فرشتہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! یہ اپنے دن کے حصہ کو خیر کے ساتھ پورا کرے اور شیطان کہتا ہے کہ اس کا اختتام شر پر ہو۔ پس اگر وہ اللہ عز وجل کا ذکر کرتا ہوا سو جاتا ہے تو فرشتہ اس کی حفاظت کرتا ہے اور جب وہ جاگتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ دن کی ابتدا خیر کے ساتھ ہو، جب کہ شیطان کہتا ہے کہ دن کی ابتدا شر کے ساتھ ہو...... الخ]۔

۵۔ شیطان اذان کی آواز سن کر بھاگتا ہے: چونکہ اذان فی نفسہ اللہ کا ذکر ہے اور اللہ کے ذکر کے لئے تمام لوگوں کو بلانے کی دعوتِ عام بھی ہے لہٰذا شیطان اذان کی آواز سن کر بھاگتا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "**إِذَا نُـودِیَ لِـلـصَّــلَاةِ أَدْبَـرَ الشَّـیْـطَـانُ وَلَـهُ ضُـرَاطٌ، حَتَّـى لَا یَسْمَعَ التَّأْذِینَ، فَإِذَا قُضِیَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِـالـــصَّلَاةِ أَدْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِیَ التَّثْوِیبُ أَقْبَلَ، حَتَّى یَخْطِرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ، یَقُولُ: اذْكُـرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ یَكُنْ یَذْكُرُ حَتَّى یَظَلَّ الرَّجُلُ لَا یَدْرِی كَمْ صَلَّى**"[۵۴۳] [جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان الٹے پاؤں پیچھے ہٹ جاتا ہے اور آواز کے ساتھ ریاح خارج کرتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سن سکے۔ جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو واپس آجاتا ہے، لیکن جب اقامت ہوتی ہے تو پھر الٹے پاؤں پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ جب اقامت ختم ہو جاتی ہے تو وہ پھر واپس آجاتا ہے اور انسان کے دل میں وسوسے پیدا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ بات یاد کر اور وہ بات یاد کر، وہ وہ باتیں جنہیں وہ نماز سے پہلے یاد نہیں کرتا ہے، حتیٰ کہ وہ شخص بھول جاتا ہے اور

۵۴۲۔رواه النسائی فی عمل الیوم واللیلة (۸۵۳) وابن السنی ص ۳۴۷ والحاکم ۵۴۸/۱ وصححه ووافقه الذهبی ورواه أبو یعلی ورجاله رجال الصحیح غیر إبراهیم بن الحجاج الشامی وهو ثقة كما قال الهیثمی فی مجمع الزوائد ۱۲۰/۱۰

۵۴۳۔رواه البخاری ۴۸/۲ (۶۰۸، ۱۲۲۲، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۳۲۸۵) ورواه مسلم ۲۹۰/۱ (۳۸۹)

اسے یاد نہیں رہتا کہ وہ کتنی رکعتیں پڑھ چکا ہے]۔

ایک دوسری روایت میں ہے: ''حَتّٰی لَا یَدْرِی أَثَلاثاً صَلّٰی أَمْ أَرْبَعاً، فَإِذَا لَمْ یَدْرِ ثَلاثاً صَلّٰی أَوْ أَرْبَعاً سَجَدَ سَجْدَتَی السَّھْوِ''[۵۴۴][حتیٰ کہ وہ نہیں جانتا کہ آیا اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار، پس اگر وہ نہ جانے کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار، تو سہو کے دو سجدے کرلے]۔

''صحیح مسلم'' کی مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں سہیل بن أبی صالح سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا: ''مجھے میرے والد نے بنو حارثہ کے پاس بھیجا۔ میرے ساتھ ہمارا ایک لڑکا یا ساتھی بھی تھا۔ کسی پکارنے والے نے اس کو اس کے نام سے پکارا۔ جو لڑکا میرے ساتھ تھا اس نے دیوار پر چڑھ کر دیکھا لیکن اسے کوئی نظر نہ آیا۔ میں نے یہ واقعہ اپنے والد سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تمہارے ساتھ ایسا واقعہ پیش آنے والا ہے تو میں تمہیں ہرگز نہ بھیجتا۔ اگر کبھی تمہیں ایسی کوئی آواز سنائی دے تو تم نماز والی اذان دو، کیونکہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''إِنَّ الشَّیْطَانَ إِذَا نُودِیَ بِالصَّلَاۃِ أَدْبَرَ''[جب نماز کی اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے]۔[۵۴۵]

۶۔ قرآنِ کریم کی تلاوت شیطانوں سے حجاب ہے: قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ الَّذِینَ لَا یُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَۃِ حِجَابًا مَسْتُورًا﴾[۵۴۶][جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم تیرے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر

٥٤٤۔رواہ البخاری ٦/٣٣٧ ٥٤٥۔الأذکار ص ١١٥
٥٤٦۔سورۃ الإسراء:٤٥

ایمان نہیں رکھتے ایک پوشیدہ حجاب ڈال دیتے ہیں]۔

۷۔ ہر رات سورہ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی تلاوت ہر چیز کو کفایت کرتی ہے:
عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حدیث ذکر کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ قَرَأَ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لِيْلَةٍ آيَتَيْنِ كَفَتَاهُ'' (۵۴۷)[جس شخص نے رات کو سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لیں وہ اس کے لئے کافی ہو جائیں گی]۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک اور مرفوع حدیث میں یہ الفاظ مروی ہیں: ''مَنْ قَرَأَ الْآيَتَيْنِ الْآخِرَتَيْنِ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ (فِي لَيْلَةٍ) كَفَتَاهُ'' (۵۴۸)[جس شخص نے رات کو سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لیں وہ اس کے لئے کافی ہو جائیں گی]۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''كَفَتَاهُ کے یہ معنی بیان کئے گئے ہیں کہ تہجد کے لئے کافی ہو جائیں گی، بعض دوسروں کا قول ہے کہ شیطان سے حفاظت کے لئے اور بعض کا قول ہے کہ آفات سے بچاؤ کے لئے کافی ہو جائیں گی اور اس میں یہ تمام چیزیں شامل ہیں۔'' (۵۴۹)

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کفتاہ کا صحیح مطلب وہ شر ہے جو کہ تکلیف پہنچائے۔'' (۵۵۰)

۸۔ آسمان وزمین کی ہر مضر شے سے حفاظت کا ذکر: عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس بندہ نے ہر صبح اور ہر شام تین مرتبہ یہ دعا پڑھی اسے کوئی

۵۴۷۔رواہ البخاری ۵۰/۹ ومسلم (۸۰۸) والترمذی (مع التحفۃ) ۴۴/۴ (۲۸۸٤) وأبو داود (مع العون) ۵۲۸/۱ (۱۳۹۷) وأحمد ۱۱۸/٤، ۱۲۱، ۱۲۲ وابن ماجه (۱۳٦۹) وابن السنی ص ۳۲۹

۵٤۸۔سنن الدارمی ۹۰٦/۲ ۵٤۹۔شرح صحیح مسلم ۹۱/٦

۵۵۰۔الوابل الصیب ص ۹۱

چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی: ''بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ''(۵۵۱)[اللہ کے نام کے ساتھ، جس کے نام کے ساتھ زمین وآسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی، اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے]۔

۹۔ شیطان کو چھوٹا اور حقیر بنانے کا فارمولہ: مروی ہے کہ تمیمہ نے ایک صحابی رسول ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: ''میں رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، یکا یک آپ کے گدھے نے ٹھوکر کھائی تو میں نے کہا: شیطان نا کام ورسوا ہوا تو نبی ﷺ نے فرمایا: یہ نہ کہو کہ شیطان نا کام ورسوا ہوا کیونکہ اگر تم یہ کہو گے تو اس سے شیطان کی تعظیم ہوگی اور وہ اکڑ کر گھر کے برابر ہو جائے گا اور کہے گا کہ میں نے اپنی قوت سے اس کو پچھاڑا ہے۔ اگر تم بِسْمِ اللّٰهِ کہو تو وہ بہت چھوٹا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ مکھی کی مانند بن جاتا ہے۔''(۵۵۲)

۱۰۔ گھر میں بکثرت نوافل پڑھنے سے شیطان نکل بھاگتا ہے: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اجْعَلُوا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا ''(۵۵۳)[اپنی نمازوں (میں سے سنتوں اور نوافل) کو اپنے گھروں میں پڑھو اور انہیں قبرستان نہ بنا ڈالو]۔

۵۵۱۔ رواه الترمذي (مع التحفة) ۲۲۸/٤ (۳۳۸۵) وقال: حديث حسن صحيح وأبو داود (مع العون) ٤٨٤/٤ (۵۰۸۸) وأخرجه أحمد وابن ماجه (۳٦۹) وسنده صحيح، صححه ابن حبان (۲۳۵۲) والحاكم ۵۱٤/۱ ووافقه الذهبي وصححه الألباني في صحيح الترغيب والترهيب ۲٦۹/۱

۵۵۲۔ رواه أحمد ۵۹/۵ وأبو داود (٤۹۸۲) وابن السني ص ۲٤۰ والنسائي في عمل اليوم والليلة (۵۵٤۔۵۵٦) وابن مردويه في تفسيره وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ۱۳۲/۱۰: رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح غير محمد بن حمران وهو ثقة، وقال ابن كثير في البداية والنهاية ٦۵/۱: تفرد به أحمد وإسناده جيد، وقال الألباني في تخريج الكلم الطيب (۲۳۷): أخرجه أبو داود بسند صحيح وجهالة الصحابي لاتضر الخ

۵۵۳۔ رواه البخاري ٦۸/۹ ومسلم ٦۸/٦

اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''گھر میں نوافل پڑھنے کی ترغیب اس لئے دلائی گئی ہے کہ یہ عمل دوسروں سے پوشیدہ، ریا اور عمل کے ضائع ہونے کے اسباب سے بعید تر ہوتا ہے۔ اس سے گھر میں برکت ہوتی ہے، رحمت کے فرشتے گھر میں نازل ہوتے ہیں اور شیطان اس گھر سے نکل بھاگتا ہے۔''(۵۵۴)

ذکرِ الٰہی سے انسان صرف شیطانی زرغوں سے ہی محفوظ نہیں رہتا بلکہ جو شخص اس سے غافل ہو اس کے بارے میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ: ''مَثَلُ الَّذِی یَذْکُرُ رَبَّهُ وَالَّذِی لَا یَذْکُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ ''(۵۵۵)[جو شخص اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو اپنے رب کے ذکر سے محروم ہے، وہ بالترتیب زندہ اور مردہ کے مشابہ ہیں] لیکن ''صحیح مسلم'' میں ''شخص'' کی بجائے ''گھر'' کا ذکر ہے۔

یہاں ذکرِ الٰہی کے ضمن میں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ اکثر خواتین ہر ماہ اپنے ایام مخصوصہ میں نماز و روزہ ترک کرنے کے ساتھ ذکرِ الٰہی سے بھی بالکل غافل رہتی ہیں حالانکہ زبان سے اللہ عزوجل کے ذکر کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے اور مشاہدہ بتاتا ہے کہ خواتین پر جنوں اور شیطانوں کا حملہ اکثر ناپاکی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل رہنے کی حالت ہی میں ہوتا ہے۔

لہٰذا ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت پر لازم ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اس ہدایت پر ہمیشہ گامزن رہے: ''لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْباً مِنْ ذِکْرِ اللهِ ''(۵۵۶)[تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے]۔

۵۵۴۔شرح النووی علی مسلم ٦٨/٦

۵۵۵۔رواہ البخاری ٢٠٨/١١ ومسلم ٥٣٩/١

۵۵۶۔رواہ الترمذی ٤٥٨/٥ وحسنه وابن ماجه ١٢٤٦/٢ والحاکم وصححه ووافقه الذهبی، انظر صحیح ابن ماجه ٣١٧/٢ وصحیح سنن الترمذی ١٣٩/٣

قرآنِ کریم میں بھی جگہ جگہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی تاکید ملتی ہے۔ چند آیات مثال کے طور پر یہاں پیشِ خدمت ہیں: ﴿فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾[٥٥٧] [اس لئے تم میرا ذکر کیا کرو، میں بھی تمہیں یاد کروں گا۔ میری شکرگزاری کرو اور ناشکری سے بچو]، ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا﴾[٥٥٨] [اے ایمان لانے والو! بہت کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کیا کرو]، ﴿وَالذَّاكِرِينَ اللّٰهَ كَثِيرًا وَّالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّاَجْراً عَظِيمًا﴾[٥٥٩] [اور بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والیاں، ان (سب) کے لئے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے]، ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَّخِيفَةً وَّدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِينَ﴾[٥٦٠] [اور (اے شخص)! اپنے رب کو یاد کیا کر، اپنے دل میں عاجزی اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ، صبح اور شام اور اہلِ غفلت میں سے مت ہونا]، ﴿وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾[٥٦١] [اور ذکر کرتے رہیں، یقیناً یہ ذکر مؤمنوں کو نفع دے گا]، ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾[٥٦٢] [اور بکثرت اللہ کا ذکر کیا کرو تا کہ تم فلاح پالو]، ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ﴾[٥٦٣] [بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں]، ﴿فَذَكِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ﴾[٥٦٤] [پس آپ نصیحت کر دیا کریں (کیونکہ) آپ صرف نصیحت کرنے والے ہیں]، ﴿اَلَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ

٥٥٧۔سورۃ البقرۃ:١٥٢
٥٥٨۔سورۃ الأحزاب:٤١
٥٥٩۔سورۃ الأحزاب:٣٥
٥٦٠۔سورۃ الأعراف:٢٠٥
٥٦١۔سورۃ الذاریات:٥٥
٥٦٢۔سورۃ الجمعۃ:١٠
٥٦٣۔سورۃ الأنفال:٢
٥٦٤۔سورۃ الغاشیۃ:٢١

تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴾(٥٦٥)[جولوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یادرکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے]، ﴿ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللهِ ﴾(٥٦٦)[پھر ان کے جسم اور دل اللہ کے ذکر کی طرف نرم ہو جاتے ہیں] اور ﴿اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنْسَاهُمْ ذِكْرَ اللهِ﴾(٥٦٧)[ان پر شیطان نے غلبہ حاصل کر لیا ہے، اور انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے] وغیرہ۔

اور مؤمنوں کو اس سے بڑھ کر فائدہ کیا ہوسکتا ہے کہ وہ ذکرِ الٰہی کے ذریعہ جنوں اور شیطانوں کے فتنوں سے محفوظ و مامون رہ سکتے ہیں۔

(س) توبہ واستغفار کرتے رہنا: نفس ہر برائی کا منبع اور ہر قسم کے شر کی آماجگاہ ہے۔ نفس امّارہ ہر آن انسان کو برائی کا حکم دیتا رہتا ہے۔ جیسے ہی بندہ کو احساس ہو کہ وہ شیطان کے مکر و حیلہ یا اس کے بہکاوے کا شکار ہو گیا ہے تو اسے چاہئے کہ بسرعت اللہ عزوجل سے توبہ واستغفار کرے۔ خود اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا تھا: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ﴾(٥٦٨)[تو حمد کے ساتھ اپنے رب کی تسبیح کرنے لگ اور اس سے مغفرت کی دعا مانگ۔ بے شک وہ بڑا ہی دعا قبول کرنے والا ہے] مزید ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ﴾(٥٦٩)[اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے حق میں بھی] ایک اور آیت میں وارد ہے: ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللهَ يَجِدِ اللهَ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾(٥٧٠)[جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے، پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بخشنے والا، مہربانی کرنے والا پائے گا] پس توبہ واستغفار کرتے رہنا ہمیشہ

٥٦٥۔سورة الرعد:٢٨ ٥٦٦۔سورة الزمر:٢٣
٥٦٧۔سورة المجادلة:١٩ ٥٦٨۔سورة النصر:٣
٥٦٩۔سورة محمد:١٩ ٥٧٠۔سورة النساء:١١٠

سے صالح بندوں کے مزاج میں شامل رہا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوا فَإِذَاهُمْ مُّبْصِرُونَ﴾[۵۷۱] [یقیناً جو لوگ تقویٰ والے ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی خطرہ آجاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں، سو یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں]۔

اس آیت میں وارد لفظ ''الطَّائِفُ'' کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ تخیل یا شیطانی وسوسہ ہے جو گناہ کے قصد یا ارتکاب کے بارے میں ہو۔ ''تَذَكَّرُوا'' سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عقاب، اس کے عظیم ثواب، اس کے وعدے اور اس کی دھمکی کو یاد کر کے اس سے توبہ وانابت کی جائے اس سے پناہ طلب کی جائے اور فوراً اس کی طرف رجوع کیا جائے، ''فَإِذَاهُمْ مُّبْصِرُونَ'' سے مراد مستقیم ہونا اور جس برائی میں وہ مبتلا تھے اسے درست کرنا ہے۔ یہ چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شیطان انسان کو اندھا بنا دیتا ہے یہاں تک کہ نہ اسے حق نظر آتا ہے اور نہ ہی وہ اس پردہ کو دیکھ پاتا ہے جو کہ اس کے اوپر پڑ چکا ہوتا ہے۔ وہ ان شکوک وشبہات کو بھی محسوس نہیں کر پاتا جو اس کے دل پر چھا چکے ہوتے ہیں۔

متعدد احادیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس حقیقت کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے تمام اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرما دیئے ہیں، کثرت کے ساتھ استغفار فرمایا کرتے تھے، چنانچہ مروی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آیت ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾[۵۷۲] کی تفسیر میں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ فِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً''[۵۷۳] [میں دن میں ہر روز ستر بار استغفار کرتا ہوں]۔

۵۷۱۔سورۃ الأعراف:۲۰۱

۵۷۲۔سورۃ غافر:۵۵

۵۷۳۔رواہ ابن السنی ص ۱۷۸

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری حدیث میں مروی ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''وَاللهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً''(٥٧٤) [اللہ کی قسم! میں دن میں ستّر سے زیادہ بار اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتا اور توبہ کرتا ہوں]۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ''(٥٧٥) [میں روزانہ سو بار اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کرتا ہوں]۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ: ''مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ : أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ''(٥٧٦) [میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ استغفار کرتا ہو۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے توبہ اور استغفار کرتا ہوں]۔

ایک حدیث میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم صحابہ شمار کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کسی ایک مجلس میں کوئی گفتگو کرنے سے پہلے سو بار اس طرح استغفار فرماتے تھے: ''رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ''(٥٧٧) [اے میرے

٥٧٤۔ رواه البخاري ١١/ ١٠١ وأحمد ١٤/ ١(٧٧٨٠)

٥٧٥۔ رواه الترمذي (٣٢٥٥) وابن ماجه (٣٨١٥) وابن السني ص ١٧٧

٥٧٦۔ كما في موارد الظمآن (٢٤٦٠) ورواه ابن السني ص ١٧٦ ورجاله ثقات

٥٧٧۔ رواه أبو داود (١٥١٦) والترمذي (٣٤٣٠) وابن ماجه (٣٨١٤) وأحمد ٢/ ٨٤ والبخاري في الأدب المفرد (٦١٨) وابن حبان (٢٤٥٩۔ موارد الظمآن) وابن السني ص ١٧٩ وإسناده صحيح، وصححه الألباني انظر سلسلة الأحاديث الصحيحة (٥٥٦) وصحيح سنن الترمذي ٣/ ١٥٣ وصحيح سنن ابن ماجه ٣٢١

رب! مجھے بخش دے، اور میری طرف رجوع فرما، یقیناً تو بہت ہی رجوع فرمانے والا، بہت بخشنے والا ہے]۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں' اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ''میرے بندے نے گناہ کیا اور کہا اے اللہ! میرے گناہ بخش دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا، وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مؤاخذہ بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے گناہ کیا اور کہا اے رب! میرے گناہ بخش دے، اللہ عزوجل نے فرمایا: میرے بندہ نے گناہ کیا، وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مؤاخذہ بھی کرتا ہے۔ بندے اب تو جو چاہے عمل کر، میں نے تجھے بخش دیا۔''(۵۷۸)

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ شیطان نے اپنے رب العزت سے کہا: ''وَعِـزَّتِکَ یَـا رَبِّ! لَا أَبْـرَحُ أُغْـوِی عِبَادَکَ مَا دَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِی أَجْسَادِهِمْ، فَقَالَ الـرَّبُّ: وَعِـزَّتِـی وَجَلَالِـی لَا أَزَالُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُونِی ''(۵۷۹)[قسم ہے تیری عزت کی اے رب! میں اس وقت تک تیرے بندوں کو بہکانے سے باز نہ آؤں گا جب تک کہ ان کے جسموں میں روح باقی رہے گی تو رب نے فرمایا: قسم ہے میری عزت وجلال کی! میں بھی اس وقت تک ان کو بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے مغفرت طلب کرتے رہیں گے]۔

اللہ کے مخلص بندوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ جب ان سے کوئی تقصیر ہو جاتی ہے تو وہ فوراً اللہ عزوجل کی طرف رجوع کر کے اس سے توبہ وانابت کرنے لگتے ہیں۔ یہی ان کے باپ آدم علیہ السلام کا اسوہ ہے جب کہ انہوں نے ممنوعہ درخت کو چکھا تو اپنے رب سے توبہ کے کلمات حاصل کئے، پھر

۵۷۸۔رواہ البخاری ۱۳/۳۹۳ ومسلم (۲۷۵۸) وابن السنی ص ۱۷٤

۵۷۹۔رواہ أحمد فی مسندہ والحاکم فی مستدرکه، وحسنه الألبانی انظر صحیح الجامع ۱/۳۳۹ (۱٦٥۰) وسلسلة الأحادیث الصحیحة (۱۰٤) والمشکاۃ (۲۳٤٤)

انہی کلمات کی مدد سے وہ اور ان کی زوجہ محترمہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے تھے، بالآخر اللہ عز وجل ان کی توبہ وانابت، خضوع وندامت اور عاجزی وانکساری سے راضی ہو گیا تھا: ﴿فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ (۵۸۰)[آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند باتیں سیکھ لیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے] توبہ کے سیکھے ہوئے وہ کلمات یہ تھے: ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (۵۸۱)[اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے]۔

اس اسوہ مبارکہ کے برخلاف اولیاء الشیطان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ﴾ (۵۸۲)[اور جو شیاطین کے بھائی یا تابع دار ہیں وہ ان کو گمراہی میں کھینچے لے جاتے ہیں، پس وہ باز نہیں آتے] اس آیت میں ''إخوانهم'' سے مراد انسانوں میں سے شیاطین کے بھائی ہیں، جیسا کہ اس آیت میں بھی فرمایا گیا ہے: ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوآ إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ﴾ (۵۸۳)[بیجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں] یہ لوگ شیطانوں کی ہی اتباع کرتے، انہیں کی باتیں سنتے اور انہیں کے احکام قبول کرتے ہیں۔ پس وہ ان کی گمراہی اور نافرمانی میں مزید اضافہ کر دیتے ہیں۔ بدکاریوں اور گناہوں کی تحسین وتزئین میں انہیں قطعاً کوئی افسوس اور ملال نہیں ہوتا، جس طرح کہ اس آیت میں فرمایا گیا ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّآ أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا﴾ (۵۸۴)[کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم کافروں کے پاس شیطانوں کو بھیجتے ہیں جو

۵۸۰۔سورۃ البقرۃ:۳۷
۵۸۱۔سورۃ الأعراف:۲۳
۵۸۲۔سورۃ الأعراف:۲۰۲
۵۸۳۔سورۃ الإسراء:۲۷
۵۸۴۔سورۃ مریم:۸۳

انہیں خوب اکساتے ہیں]۔

ذیل میں ہم قارئین کے افادہ کے پیشِ نظر رسول اللہ ﷺ سے ثابت استغفار کے چند مسنون صیغے درج کرتے ہیں:

ا۔ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں کیسے استغفار کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ''(٥٨٥)[اے اللہ! ہمیں بخش دے، اور ہمارے اوپر رحم فرما، اور ہماری توبہ قبول فرما۔ بیشک تو بہت توبہ قبول کرنے والا، اور رحم فرمانے والا ہے]۔

۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سید الاستغفار سیکھو: ''اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَعَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ''(٥٨٦)[اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبودِ (برحق) نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا، میں تیرا بندہ ہوں، میں اپنی استطاعت بھر تیرے عہد اور تیرے وعدہ پر قائم ہوں، میں اپنے اعمال کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ مجھ پر جو تیری نعمتیں ہیں مجھے ان کا اقرار ہے، اور مجھے اپنے گناہوں کا بھی اعتراف ہے، پس مجھے بخش دے، کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں ہے]۔

۳۔ ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَخَطَايَايَ كُلَّهَا، اَللّٰهُمَّ أَنْعِشْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي

٥٨٥۔رواه النسائی فی عمل الیوم واللیلة (٤٦١) وابن السنی ص ١٨٠ ورجاله ثقات إلا سعيد بن زياد المكتب ذكره ابن حبان فی الثقات

٥٨٦۔متفق عليه، ورواه ابن السنی ص ١٨٠

لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ، فَإِنَّهُ لَا يَهْدِي لِصَالِحِهَا وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ "(٥٨٧)
[اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے، میری تمام لغزشوں کو درگزر فرما۔ اے اللہ! مجھے سیراب کر، اور میرے نقصان کی تلافی فرما، مجھے بھلے اعمال اور اچھی خصلتوں کی ہدایت فرما، کیونکہ بھلے اعمال اور اچھی خصلتوں کی ہدایت کرنا اور برے کاموں اور بری خصلتوں کا دور کرنا تیرے سوا اور کسی سے ممکن نہیں ہے]۔

۴۔ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِي وَبَارِكْ لِي فِي رِزْقِي "(٥٨٨)
[اے اللہ! میرے گناہ بخش دے، اور میرے گھر میں فراخی دے، اور میری روزی میں برکت عطا فرما]۔

۵۔ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطَئِي وَعَمَدِي وَهَزْلِي وَجِدِّي، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ "(٥٨٩)[اے اللہ! میرے گناہ، میری نادانی، اور اپنے ہی معاملہ میں ظلم وزیادتی کو بخش دے، اور ان غلطیوں اور کوتاہیوں کو بھی معاف کردے جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ! میرا انجانے میں اور جان بوجھ کر اور لہو ولعب اور سنجیدگی میں کیا ہوا گناہ بخش دے، ان میں سے ہر طرح کا گناہ مجھ سے سرزد ہوا ہے۔ اے اللہ! میرے سابقہ، لاحقہ،

٥٨٧۔رواه ابن السنی ص ٦٢ والطبرانی فی الکبیر والأوسط والصغیر وحسنه الألباني فی الروض النضیر (٩١٠) وصحیح الجامع ٢٧٢/١ (١٢٦٦)

٥٨٨۔رواه ابن السنی ص ١٧ وهو حدیث حسن کما قال الألبانی فی صحیح الجامع ٢٧١/١ (١٢٧٦) والروض النضیر (١١٥٦) وغایة المرام(١١٢)

٥٨٩۔متفق علیه عن أبی موسیٰ واللفظ لمسلم ٤٠/١٧، انظر صحیح الجامع ٢٧١/١

پوشیدہ اور ظاہر اور ہر وہ گناہ جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے بخش دے۔تو ہی اوّل وآخر ہے، اور ہر چیز پر قادر ہے]۔

٦۔"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلٰى "[٥٩٠] [اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، اور مجھے رفیق اعلیٰ (یعنی اللہ اور جو کچھ اس کے پاس ہے یا انبیاء، شہداء، صدیقین اور صالحین کی جماعت) سے ملا دے]۔

نوٹ: جو مریض اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہو اس کے لئے اس دعا کا پڑھنا مسنون ہے۔

مذکورہ بالا اذکار کے علاوہ استغفار کے اور بہت سے صیغے آپ ﷺ سے ثابت ہیں، جنہیں ہم عدم طوالت کے پیشِ نظر یہاں ذکر کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ استغفار کے مزید صیغوں کے لئے الورد المصفّی المختار (مرتبہ شیخ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود)، حصن المسلم (مرتبہ شیخ سعید بن علی بن وہف القحطانی)، ذکرِ الٰہی (اردو ترجمہ کتاب عمل الیوم واللیلة لابن السنی مترجم شیخ محمد الیاس عبدالقہار السلفی)، دعائیں (مرتبہ شیخ بدرالزماں محمد شفیع نیپالی)، اذکارِ ماثورہ (مرتبہ پروفیسر طیب شاہین لودھی)، اذکارِ مسنونہ اور حصنِ حصین وغیرہ جیسی دعاؤں کی مستند کتابوں کا مطالعہ مفید ہوگا۔

(ع) شدید غصہ کی حالت میں وضو کرنا: جس شخص کو بہت جلد غصہ آجاتا ہو اور وہ غصہ کے باعث بے قابو ہو جاتا ہو تو اسے چاہیئے کہ غصہ کے وقت وضو کر لیا کرے۔ کیونکہ یہ چیز اسے اس ناپسندیدہ فعل کے ارتکاب سے روکے گی، جیسا کہ ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ ' وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ ' وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ ' فَإِذَا غَضِبَ

٥٩٠۔ أخرجه البخاري ١٠/١٢٧ ومسلم في السلام ٤/١٨٩٣ والترمذي (مع التحفة) في الدعوات ٤/٢٥٧ وابن ماجه في الجنائز (٦٤) وصاحب الموطأ في الجنائز (٤٦) وأحمد في المسند ٦/٤٥، ٤٨، ٧٤، ٨٩، ١٠٨، ١٢٠، ١٢٦، ٢٠٠، ٢٢١، ٢٧٤، انظر مختصر مسلم (١٦٦٤) وصحيح الجامع ١/٢٧٢

أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ"[591] [بے شک غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ چونکہ شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ پانی سے بجھتی ہے، لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کرلیا کرے]۔

واضح رہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، تفصیل کے لئے راقم کا مقالہ "وضو بحیثیت غصہ کا تریاق" مطالعہ فرمائیں۔

(ف) ہاتھوں کو شیطانی نزغات سے محفوظ رکھنا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِغُ فِي يَدِهِ، فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ"[592] [تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ کب شیطان اس کے ہاتھ کو بہکا دے، پس وہ جہنم کی کھائی میں جا گرے]۔

(ص) گھروں کو گھنٹیوں اور موسیقی سے پاک رکھنا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: "الْجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ"[593] [گھنٹی شیطان کا ستار یعنی موسیقی کا آلہ ہے]۔

اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "إِنَّ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانًا"[594] [ہر گھنٹی کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے]۔

591۔رواہ أبو داود (مع العون) ٣٩٦/٤ وأحمد ٢٢٦/٤ وأورده النووی فی الأذکار ص ٢٦٨، وقال البغوی فی شرح السنة ٤٥٠/١: ويستحب الوضوء عند الغضب، ولکن قلت: فيه ضعف، انظر مقالتی: "وضوء بحیثیت غصه کاتریاق" في مجلة الفلاح، بهیکم بور ج١، ع١١، جون ١٩٩٢م وضعفه الألبانی أيضاً فی ضعيف الجامع (١٥١٠) وضعيف سنن أبی داود ص٤٧٥

592۔رواہ البخاری ومسلم ١٧٠/١٦ وأبو داود ٢٥/٣

593۔رواہ مسلم ٩٤/١٤ (مع شرح النووی)

594۔رواہ أبو داود (٤٢٣٠) بسند ضعيف



(ق) بعض دیگر احتیاطی تدابیر: ان کے علاوہ بعض دوسری احتیاطی تدابیر میں مندرجہ ذیل ضمنی چیزیں بھی شامل ہیں:

(۱) نیند سے اٹھ کر تین بار ناک صاف کرنا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، جیسا کہ اوپر ''نیند کی حالت میں انسان پر شیطان کا قبضہ'' کے زیرِ عنوان ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی احادیث میں گزر چکا ہے، (۲) غروب آفتاب کے وقت بچوں کو گھر میں روک کر رکھنا، دروازوں کو بند کرنا، مشک کا منہ باندھ دینا، برتنوں کو کسی چیز سے ڈھانپ دینا اور سوتے وقت چراغوں کو گل کر دینا، جیسا کہ اوپر ''جنوں کے مسکن، ان کی مجالس اور سواریاں'' نیز ''بند دروازہ، منہ بند مشک اور ڈھکا ہوا برتن کھولنے سے (جنوں کی) معذوری'' کے زیرِ عنوانات جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی احادیث میں گزر چکا ہے، (۳) شیطانی مکاید سے مکمل چھٹکارا حاصل کرنے میں مخلص ہونا، (۴) صرف اللہ تعالیٰ سے مدد کا طلب گار رہنا، (۵) صرف اللہ عز وجل کی عبودیت کو محقق کرنا (۶) نمازِ با جماعت کی پابندی کرنا، اور (۷) اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے کاموں میں بکثرت مشغول رہنا، وغیرہ۔

لیکن چونکہ یہ ان چیزوں کی تفصیلات کا موقعہ نہیں ہے اس لئے ہم یہاں ان ضمنی مباحث سے گریز کرتے ہیں۔ البتہ یہ امر یقینی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ان تمام ہدایات پر عمل کر کے ہم اپنے نفوس اور اموال دونوں کو جنّات اور شیطانوں کے ظلم و تصرف سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

جنوں کی آسیب زدگی
اور جادو سے خلاصی،
بعض احتیاطی تدابیر اور
ان عوارض کا علاج

جادو بھی ایک بیماری ہے
اور ہر بیماری کے علاج کی تاکید

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ بِإِذْنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ''(۵۹۵)[ہر مرض کی دوا ہے۔ جب کسی بیماری کی صحیح دوا مل جائے، تو اللہ عزوجل کی اجازت (حکم) سے وہ مرض دور ہو جاتا ہے]۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ما أَنْزَلَ اللَّهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً''(۵۹۶)[اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے ساتھ اس کی شفا بھی نازل کی ہے]۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے ''إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ''(۵۹۷)[بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل نہیں کی ہے، مگر ساتھ ہی اس سے شفا بھی نازل کی ہے۔ جس نے اسے جانا وہ جان گیا اور جس نے نہیں جانا وہ لاعلم رہ گیا]۔

سابقہ ابواب میں بیان کیا جاچکا ہے کہ شیطان انسان کو جسمانی اور نفسانی ہر طرح کی تکلیف پہنچاتا ہے۔ عربی میں اس کو ''الصرع'' یا ''مس الجن'' (جن کا چھو جانا) اور ایسے مریض کو ''مجنون'' یا ''مصروع'' کہتے ہیں۔ ہم ذیل میں اس آسیب زدگی کے علاج کے بعض طریقوں

۵۹۵۔رواه مسلم فی السلام (۲۲۰۴) وأحمد ۳۳۵/۳

۵۹۶۔رواه أحمد ۳۷۷/۱ والبخاری (مع الفتح) ۱۳۴/۱۰ وابن ماجه فی الطب (۳۴۳۹)

۵۹۷۔رواه أحمد ۲۷۸/۴ والحاكم وصححه الألبانی، انظر صحيح الجامع (۱۸۰۹) وسلسلة الأحاديث الصحيحة (۴۵۱)، وفيه زيادة: الا السام وهو الموت

پر بحث کریں گے۔لیکن اس سلسلہ میں یہ بات جان لینی چاہئے کہ جنوں کی آسیب زدگی کا علاج مشروع ہے اور انبیاء وصالحین کی سنت رہی ہے، چنانچہ امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بنی آدم کے اوپر سے شیطان کو دفع کرنا ہمیشہ سے انبیاء اور صالحین کا شیوہ رہا ہے۔مسیح علیہ السلام اور ہمارے نبی ﷺ ایسا کرتے رہے ہیں''۔ (۵۹۸)

۵۹۸۔مجموع الفتاویٰ ۱۹/۵۶۔۵۷



رسول اللہ ﷺ کا آسیب زدوں پر سے جنوں کو بھگانا

رسول اللہ ﷺ سے متعدد بار ایسا کرنا مروی ہے۔ ذیل میں ہم اس ضمن میں وارد بعض واقعات نقل کرتے ہیں:

ا۔ ام اُبان بنت الوازع بن زارع بن عامر العبیدی نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ: ''میرے دادا زارع رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ ان کے ساتھ ان کا مجنون بیٹا یا بھانجا بھی تھا۔ میرے دادا نے بیان کیا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے عرض کی: میرے ساتھ میرا بیٹا یا بھانجا ہے جو مجنون ہے۔ میں اسے آپ پاس اس لئے لے کر آیا ہوں تا کہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ، پس میں اسے آپ پاس لے گیا۔ اس وقت آپ کسی وفد کے درمیان تشریف فرما تھے۔ میں نے اسے وہاں سے ذرا ہٹا کر اس کے سفر والے کپڑے اتار دیئے اور دو خوب صورت لباس زیب تن کرائے، پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: اسے میرے قریب کرو اور اس کی پشت میری طرف کردو۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس کے اوپر اور نیچے کے کپڑے سرکا کر اس کی پیٹھ آپ کے مارنے کے لئے آپ کی جانب کردی۔ میں نے (مارنے کے دوران) آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی (یعنی رسول اللہ ﷺ نے کافی اوپر ہاتھ اٹھا کر اس بچہ کو پیٹا تھا)، آپ ﷺ فرما رہے تھے: اُخْرُجْ عَدُوَّ اللهِ، اُخْرُجْ عَدُوَّ اللهِ [باہر نکل اللہ کے دشمن، باہر نکل اللہ کے دشمن]۔ پس میں نے اس بچہ کو اس حال میں پایا کہ اس کی نظریں بالکل درست ہو چکی تھیں، اور پہلی جیسی شکایت باقی نہیں تھی۔ میں نے اس بچہ کو رسول اللہ

ﷺ کی خدمت میں سامنے بٹھا دیا۔ آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی اور اس کے چہرہ پر مسح فرمایا...... الخ‘‘۔ (۵۹۹)

۲۔ یعلی بن مرہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ: ’’میں نے رسول اللہ ﷺ کے تین ایسے واقعات دیکھے ہیں جنہیں نہ مجھ سے پہلے کسی نے دیکھا تھا اور نہ ہی میرے بعد کوئی ان کو دیکھ پایا۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ ایک سفر پر نکلا، یہاں تک کہ جب ہم کسی راستہ میں ایک عورت پر سے گزرے جو اپنے کمسن بچہ کے ساتھ وہاں بیٹھی ہوئی تھی تو اس عورت نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس بچہ کو بلاء نے آ گھیرا ہے اور اس کی وجہ سے ہم سب پر بھی بلاء نازل ہو گئی ہے۔ ایک دن میں نہ معلوم کتنی بار اس بچے پر اس بلاء کا حملہ ہوتا ہے (یعنی دورہ پڑتا ہے)۔ آپ نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ۔ پس اس عورت نے اس بچہ کو آپ کی طرف اٹھا دیا اور اسے آپ اور آپ کے پالان کے درمیان رکھا۔ آپ ﷺ نے منہ کھول کر تین بار اس پر پھونکا، اور فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، اِخْسَأْ عَدُوَّ اللّٰهِ [اللہ کے نام سے، میں اللہ کا بندہ ہوں، اللہ کے دشمن دور ہو جا]۔ پھر آپ نے بچہ اس عورت کو لوٹا دیا، اور فرمایا: واپسی میں ہمیں اسی جگہ ملنا اور ہمیں اس کی کیفیت بتانا کہ کیا ہوا؟ بیان کرتے ہیں کہ: پھر ہم چلے گئے اور جب لوٹے تو ہم نے اس عورت کو اسی جگہ بیٹھا ہوا پایا۔ اس کے ساتھ تین بکریاں بھی تھیں۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تیرے بچہ کا کیا ہوا؟ اس عورت نے عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! اس وقت تک ہم نے اس پر کوئی چیز محسوس نہیں کی ہے۔ یہ کہہ کر اس نے ان بکریوں کو کھینچا اور انہیں آپ کے سامنے پیش کیا۔ آپ ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: اترو اور ان میں سے

۵۹۹۔ رواہ الطبرانی، وقال الهيثمی فيه: وأم أبان لم يرو عنها غير مطر وذكر الهيثمی الحديث من رواية أحمد فی مسنده بأخصر مما ذكره الطبرانی، وقال: فيه هند بنت الوازع لم أعرفها، وبقية رجاله ثقات، كذا فی مجمع الزوائد ۹/۲-۳ وأورده الإمام ابن تيمية فی مجموع الفتاویٰ ۵۷/۱۹

ایک بکری لے لو اور باقی بکریاں اس عورت کو لوٹا دو۔"(۶۰۰)

۳۔ امام احمد رحمہ اللہ کی روایت میں یعلیٰ بن مرہ کے یہ الفاظ مروی ہیں: "ایک مرتبہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس اپنا بچہ لے کر آئی جس پر جن کا آسیب تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: أُخْـرُجْ عَـدُوَّ اللهِ، أَنَا رَسُولُ اللهِ [اللہ کے دشمن باہر نکل، میں اللہ کا رسول ہوں]۔ فرماتے ہیں کہ پس وہ پاک ہو گیا۔ مزید کہتے ہیں کہ اس عورت نے آپ ﷺ کو دو مینڈھے، کچھ گھی اور خشک پنیر پیش کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: پنیر، گھی اور ایک مینڈھا لے لو، اور دوسرا واپس کر دو۔"(۶۰۱)

۴۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ذات الرقاع کے غزوہ کے لئے نکلے، یہاں تک کہ ہم حرہ نامی مقام تک پہنچے تو ایک بدو عورت اپنے بچہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ میرا بچہ ہے، اس پر شیطان کا غلبہ ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے میرے قریب کرو۔ اس عورت نے بچہ کو آپ کے قریب کیا تو آپ نے فرمایا: اس کا منہ کھولو۔ اس عورت نے بچہ کا منہ کھولا تو رسول اللہ ﷺ نے اس میں تھتکارا اور کہا: اِخْسَـأْ عَـدُوَّ اللهِ وَأَنَـا رَسُولُ اللهِ۔ آپ نے تین بار یہی فرمایا، پھر کہا: اپنے بچہ کا خیال رکھنا۔ اب اس پر کوئی چیز نہیں ہے، اور نہ ہی کوئی چیز اس پر لوٹ کر آئے گی جو کہ اس کو ستائے۔"(۶۰۲)

۵۔ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے شہر طائف میں خدمت کے لئے رکھا تو کوئی چیز میری نماز کے دوران میرے سامنے آجایا

٦٠٠۔رواه أحمد في مسنده ٤/١٧٠ والدارمي ١/١٥ وابن السني ص ٢٩٩، ولكن في سنده يحيىٰ بن سعيد العطار وهو ضعيف والراوي المسعودي اختلط قبل موته، وذكره شيخ الإسلام في مجموع الفتاوىٰ ١٩/٥٧-٥٨، وقال الهيثمي فيه: رواه أحمد بإسنادين والطبراني نحوه وأحد إسنادي أحمد رجاله رجال الصحيح كما في مجمع الزوائد ٩/٥-٦

٦٠١۔رواه أحمد ٤/١٧٠، ١٧١، ١٧٢، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٩/٦: رجاله رجال الصحيح

٦٠٢۔رواه الدارمي ١/١٠ وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٩/٩: رواه الطبراني في الأوسط والبزار باختصار وفيه عبدالحكيم بن سفيان ذكره ابن أبي حاتم ولم يجرحه أحد وبقية رجاله ثقات

کرتی تھی، حتیٰ کہ مجھے معلوم نہیں ہوتا تھا کہ میں نے نماز میں کیا پڑھا؟ جب میں نے یہ دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لئے سفر کیا۔ آپ ﷺ نے (تعجباً) دریافت کیا: ابن ابی العاص! میں نے عرض کیا: ہاں، یا رسول اللہ۔ دریافت فرمایا: کس لئے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کوئی چیز میری نمازوں میں میرے سامنے آجاتی ہے، حتیٰ کہ مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ میں نے نماز میں کیا پڑھا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ شیطان ہے، اسے میرے پاس لاؤ۔ پس میں آپ کے قریب ہو گیا اور اپنے پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے میرے سینہ پر اپنے دستِ مبارک سے ضرب لگائی اور میرے منہ میں تھتکارا، پھر فرمایا: اُخْـرُجْ عَـدُوَّ الـلّٰـهِ [اللہ کے دشمن باہر نکل] آپ نے تین بار ایسا کیا اور فرمایا: اب اپنے کام میں جُت جاؤ۔''(۶۰۳)

۶۔ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ پہلے میرا حافظہ لوگوں میں سب سے بہتر تھا، پھر میرے اندر کوئی چیز آ گئی، پس میں بعض باتیں بھول جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا: اَللّٰهُمَّ أَخْرِجْ عَنْهُ الشَّيْطَانَ [اے اللہ! اس کے اندر سے شیطان کو نکال باہر کر] اس کے بعد سے میری بھول چوک کی شکایت جاتی رہی۔''(۶۰۴)

۷۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ایک شخص سے، اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بدّو نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: میرے بھائی کو تکلیف ہے۔ آپ نے دریافت کیا کہ تیرے

۶۰۳۔رواه ابن ماجه ۱۱۷۵/۲ وقال في الزوائد: إسناده صحيح رجاله ثقات، وصححه الألباني في صحيح ابن ماجه ۲۷۳/۲ (۲۸۵۸)

۶۰۴۔رواه مسلم (۲۲۰۳) وأحمد في المسند ۲۱٦/٤ وابن السني ص ۲۷۲ وفي الباب عن عبيد بن رفاعة عند أحمد وعبدالرزاق وابن أبي شيبة

بھائی کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے عرض کی کہ اسے آسیب آ لگا ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے میرے پاس بھیج دو۔ کہتے ہیں کہ وہ شخص آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے نبی ﷺ کو اس پر یہ آیتیں پڑھتے ہوئے سنا: سورۃ الفاتحۃ، سورۃ البقرۃ کی ابتدائی چار اور درمیانی دو آیتیں: ﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ☆ اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾ (٦٠٥) آخر آیت تک [تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش، رات دن کا ہیر پھیر......الخ]، آیت الکرسی، سورہ بقرہ کی آخری تین آیتیں، سورۃ آل عمران کی شروع کی آیت: ﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِماً بِالْقِسْطِ﴾ (٦٠٦) آخر آیت تک [اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہلِ علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے......الخ]، سورۃ الأعراف کی آیت: ﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾ (٦٠٧) [بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے، جس نے سب آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے]، سورۃ المؤمنون کی آیت: ﴿فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ﴾ (٦٠٨) [اللہ تعالیٰ سچا بادشاہ ہے، وہ بڑی بلندی والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، وہی بزرگ عرش کا مالک ہے]، سورۃ الجن کی آیت: ﴿وَاَنَّهُ تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا﴾ (٦٠٩) [اور بے شک ہمارے رب کی شان بڑی بلند ہے، نہ اس نے کسی کو (اپنی بیوی) بنایا ہے نہ بیٹا]' سورۃ الصافات کی ابتدائی دس آیتیں، سورۃ الحشر کی آخری تین آیتیں، قل ھو اللہ (سورۃ الإخلاص) اور معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس)۔

٦٠٥۔سورۃ البقرۃ:١٦٣۔١٦٤
٦٠٦۔سورۃ آل عمران:١٨
٦٠٧۔سورۃ الأعراف:٥٤
٦٠٨۔سورۃ المؤمنون:١١٦
٦٠٩۔سورۃ الجن:٣

پھر وہ بدّو کھڑا ہو گیا، اس کی تکلیف دور ہو چکی تھی، اور اس میں کوئی لائقِ حرج چیز باقی نہ تھی۔"(٦١٠)

واضح رہے کہ علامہ الألبانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

ان روایات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حکم سے ڈانٹ پھٹکار کر اور لعن طعن کے ذریعہ جنوں کو نکالا ہے لیکن جناتی آسیب کو بھگانے کے لئے جنوں اور شیطانوں کو صرف ڈانٹنا، پھٹکارنا، لعن طعن کرنا، نکلنے کا حکم دینا اور ڈرانا دھمکانا ہی کافی نہیں ہوتا، بلکہ معالج کے اندر ان تمام صفات کا موجود ہونا بھی بے حد ضروری ہے جن کا تذکرہ ان شاء اللہ آئندہ "معالج میں پائی جانے والی بعض ضروری صفات" کے زیرِ عنوان آئے گا۔

٦١٠۔رواه ابن ماجه ١١٧٥/٢ وابن السنى ص ٢٩٨۔٢٩٩ ورواه الحاكم وقال: هذا الحديث محفوظ صحيح، ولكن قال الهيثمى فى مجمع الزوائد ١١٥/٥: رواه عبدالله بن أحمد وفيه أبو جناب وهو ضعيف لكثرة تدليسه وقد وثقه ابن حبان وبقية رجاله رجال الصحيح، وقال الحافظ: أبو جناب واسمه يحيى بن أبى حية وهو ضعيف ومدلس وصالح الراوى فيه مقال وقد خولف عن شيخه فى سنده، فإن ظاهره أن صحابى هذا الحديث لم يذكر اسمه ولا كنيته، وبين غيره خلاف ذلك، ثم ساق سنداً الخ، انظر الفتوحات الربانية ٤٢/٤ وضعفه الألبانى فى ضعيف سنن ابن ماجه ص ٢٨٨



بعض اصحابِ رسول اور ائمہ دین کا جنوں کو نکالنا

مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک دماغی مریض یا آسیب زدہ شخص کے کان میں کچھ پڑھا تو اسے افاقہ ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم نے اس شخص کے کان میں کیا پڑھا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے آیات ﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا﴾ (٦١١) [کیا تم یہ گمان کیے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بے کار پیدا کیا ہے] سورہ کے آخر تک پڑھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَوْ أَنَّ رَجُلاً مُوقِناً قَرَأَ بِهَا عَلَى جَبَلٍ لَزَالَ'' (٦١٢) [اگر کوئی مؤمن یقین کے ساتھ اس کو کسی پہاڑ پر پڑھے تو وہ بھی سرک جائے]۔

قاضی ابوالحسین بن القاضی ابی یعلی بن الفراء الحنبلی نے کتاب ''طبقات أصحاب الإمام أحمد'' میں روایت کی ہے کہ: ''امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی مسجد میں بیٹھے تھے، آپ کے پاس آپ کے ہی اصحاب میں سے ایک شخص خلیفہ متوکل کا پیغام لے کر آیا اور بیان کیا کہ امیر المؤمنین کے گھر میں ایک لڑکی ہے جس کو آسیب لگ گیا ہے۔ مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ اس کی عافیت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اس شخص کو لکڑی کی دو کھڑاؤں دیں اور کہا کہ امیر المؤمنین کے گھر جاؤ اور اس لڑکی کے سرہانے بیٹھ کر جن سے کہنا: امام

٦١١۔سورۃ المؤمنون:١١٥

٦١٢۔رواہ أبو نعیم فی الحلیة ٧/١ وابن السنی ص ٢٩٨ والحاکم و الترمذی وأبو یعلی وابن أبی حاتم وابن مردویه کلهم من حدیث عبد اللّٰه بن لهیعة وهو ضعیف، وقال الهیثمی فی مجمع الزوائد ١١٥/٥: رواہ أبو یعلیٰ وفیه ابن لهیعة وفیه ضعف و حدیثه حسن وبقیة رجاله رجال الصحیح وقال الحافظ فی الفتوحات الربانیة ٤٦/٤: هذا حدیث غریب، أخرجه الطبرانی فی الدعاء وابن أبی حاتم فی التفسیر، ولکن وقال العقیلی فی الصعفاء الکبیر ١١٣/٢ ونقل عنه الذهبی فی المیزان ١٧٥/٢: قال عبد اللّٰه بن أحمد بن حنبل قال أبی: هذا موضوع، هذا حدیث الکذابین

احمد رحمہ اللہ نے تجھ سے پوچھا ہے کہ تجھے ان دو باتوں میں سے کیا پسند ہے، اس لڑکی کے جسم سے باہر نکلنا یا ان کھڑاؤں سے ستر بار مار کھانا؟ وہ شخص کھڑاؤں لے کر اس لڑکی کے پاس پہنچا اور اس کے سرہانے بیٹھ کر اسی طرح کہا جس طرح کہ امام احمد رحمہ اللہ نے بتایا تھا۔ اس مارد (شریر جن) نے لڑکی کی زبان سے جواب دیا: ''السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ لأَحْمَدَ، لَوْ أَمَرَنَا أَنْ نَخْرُجَ مِنَ الْعِرَاقِ لَخَرَجْنَا مِنْهُ، إِنَّهُ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ أَطَاعَ اللهَ أَطَاعَهُ كُلُّ شَيْءٍ'' [سننا اور اطاعت کرنا امام احمد رحمہ اللہ کے لئے ہے۔ اگر وہ ہمیں عراق سے نکل جانے کا حکم دیتے تو ہم اس سے بھی نکل جاتے۔ وہ اللہ کے فرمانبردار ہیں، اور جو اللہ کی اطاعت کرتا ہو ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے]۔ یہ کہہ کر وہ جن لڑکی کے جسم سے نکل گیا۔ پھر وہ لڑکی دلہن بنی اور اس کے اولادیں بھی ہوئیں۔ مگر جب امام احمد رحمہ اللہ فوت ہو گئے تو وہ جن دوبارہ اس لڑکی پر آسوار ہوا۔ امیر المؤمنین نے پھر امام احمد رحمہ اللہ کے اصحاب میں سے ایک شاگرد کو اس کے علاج کے لئے بلایا۔ وہ حاضر ہوئے، ان کے ساتھ بھی وہی لکڑی کی کھڑاؤں تھیں۔ انہوں نے جن سے کہا کہ نکل جا ورنہ میں تجھے ان کھڑاؤں سے ماروں گا۔ جن نے جواب دیا: ''لَا أُطِيعُكَ وَلَا أَخْرُجُ، أَمَّا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، فَأُمِرْنَا بِطَاعَتِهِ'' [نہ میں تیری بات مانتا ہوں اور نہ ہی میں نکلوں گا۔ جہاں تک امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی بات تھی تو وہ اللہ کے فرمانبردار تھے، لہٰذا ہم نے ان کی فرمانبرداری کی تھی]۔''(٦١٣)

اسی طرح امام ابن القیم رحمہ اللہ اپنے شیخ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ: ''میں نے اپنے شیخ رحمہ اللہ کو دیکھا ہے کہ وہ مصروع کے پاس کسی کو بھیجتے تھے جو وہاں جا کر کہتا تھا: شیخ نے تجھ سے کہا ہے کہ باہر نکل جا کیونکہ یہ تیرے لئے حلال نہیں ہے، پس مصروع کو افاقہ ہو جاتا تھا۔ کبھی شیخ رحمہ اللہ اس جن سے خود مخاطب ہوتے تھے، کبھی وہ روح مارد (شریر جن) ہوتی تھی تو اسے مار پیٹ کر باہر نکالتے تھے، اور اس سے مصروع کو افاقہ ہوتا تھا مگر اسے اس مار پیٹ کا

٦١٣۔ آکام المرجان ص ١١٥

بالکل بھی احساس نہیں ہوتا تھا۔ ہم سب (تلامذہ) اور ہمارے علاوہ دوسرے بہت سے لوگوں نے شیخ رحمہ اللہ سے بار بار ایسے واقعات دیکھے ہیں۔"

امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ علاج کے وقت مصروع کے کان میں اکثر یہ آیت پڑھا کرتے تھے: ﴿أَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾[٦١٤] [کیا تم یہ گمان کیے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بے کار پیدا کیا ہے، اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے] ایک مرتبہ شیخ رحمہ اللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے مصروع کے کان میں یہ آیت پڑھی تو روح نے کہا: 'ہاں' اور اپنی آواز زور دے کر بلند کی۔ بیان کرتے ہیں کہ پھر میں نے اس کے لئے چھڑی اٹھائی اور اس سے اس کی گردن کی رگوں پر ضرب لگائی، یہاں تک کہ مارتے مارتے میرے ہاتھ اکڑ گئے اور دیکھنے والوں کو یہ شک ہونے لگا کہ کہیں اس مار پیٹ سے وہ مریض مر نہ جائے۔ مارنے کے دوران اس جنیہ نے کہا: میں اس سے محبت کرتی ہوں۔ میں نے اس سے کہا کہ وہ تو تجھ سے محبت نہیں کرتا۔ اس نے کہا: میں اس کے ساتھ حج کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے اس سے کہا کہ لیکن وہ تیرے ساتھ حج کرنا نہیں چاہتا۔ اس نے پھر کہا: میں آپ کی کرامت کی وجہ سے اسے چھوڑتی ہوں۔ کہتے ہیں: میں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں اسے چھوڑ۔ اس نے کہا: میں اس سے باہر نکلتی ہوں۔ پھر وہ مصروع اٹھ کر بیٹھ گیا، اور دائیں بائیں جانب دیکھنے لگا۔ پھر اس نے پوچھا کہ مجھے کیا ہوا تھا کہ شیخ کو بلایا گیا ہے؟ لوگوں نے اسے جواب دیا اور سوال کیا کہ یہ تمام چوٹیں کیسی ہیں؟ اس نے جواب دیا: میں نے تو کوئی گناہ نہیں کیا تھا پھر شیخ نے مجھے کس وجہ سے مارا ہے؟ اور اسے محسوس بھی نہیں ہوا تھا کہ اسے کوئی چوٹ پڑی ہے۔ شیخ رحمہ اللہ آیت الکرسی سے بھی علاج فرمایا کرتے تھے۔ آپ مصروع اور جو اس کا علاج کرے ان دونوں کو بکثرت اس کی قراءت کا حکم دیتے تھے اور اس کے ساتھ معوذتین کی قراءت کا بھی حکم فرمایا کرتے تھے"۔[٦١٥]

٦١٤۔سورة المؤمنون:١١٥ ٦١٥۔الطب النبوی، ص ٦٨۔٦٩

معالج میں پائی جانے والی بعض ضروری صفات

معالج ایسا ہونا چاہئے کہ جس میں حرص ولالچ، ریاکاری اور شہرت کی قطعاً تمنا نہ ہو، وہ اپنے فن میں احذق ہو یعنی امراض کی جملہ قسموں، ان کے اسباب، مریض کی جسمانی قوت، بدن کے طبیعی مزاج وعادات، مختلف طرقِ علاج اور ان کے ردودِ عمل وغیرہ سے بخوبی واقف ہو۔ وہ اللہ عز وجل پر پختہ ایمان رکھتا ہو، اس پر مکمل بھروسہ کرتا ہو، سلف صالحین کے خالص عقیدہ نیز قولاً وعملاً توحیدِ خالص کا حامل ہو، جنوں اور شیطانوں کے احوال، ان کے مکاید ومصاید نیز مداخل سے بخوبی واقف ہو، محرمات سے اجتناب کرنے والا، ذکرِ الٰہی اور حصن حصین میں مشغول رہنے والا اور تلاوتِ قرآن نیز ذکرِ الٰہی کی جنوں پر تأثیر کا کامل یقین رکھنے والا ہو۔ اس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان اور توکل جتنا قوی ہوگا اور تعلق باللہ، للّٰہیت، خشیت الٰہی، تقویٰ، یقینِ محکم، علم وعمل، اخلاصِ نیت، ثابت قدمی اور نصیحت وخیرخواہی میں جس قدر وہ بڑھ چڑھ کر ہوگا' اس کے علاج کی تأثیر بھی اتنی ہی قوی ہوگی۔ پس اگر معالج جن سے زیادہ طاقت ور ہوا تو اسے نکلنے پر بہ آسانی مجبور کر سکے گا لیکن اگر معالج کے مقابلہ میں جن زیادہ طاقت ور ہوا تو اس سے نہیں نکل پائے گا۔ اگر معالج جن سے بہت کمزور واقع ہوا تو ایسی صورت میں اکثر جنات معالج کو بھی تکلیف پہنچانے کا قصد کر لیتے ہیں۔ لہٰذا اس کو چاہئے کہ کثرت سے دعا کرے، اللہ عزوجل سے استعانت ومدد کا طلب گار رہو اور قرآنِ کریم، بالخصوص آیۃ الکرسی کی تلاوت کرتا رہے۔

جادو کو صرف اہلِ علم، اربابِ بصیرت اور تجربہ کار لوگ ہی اتار سکتے ہیں

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جہاں تک جادو کو شرعی طریقہ پر اتارنے کا تعلق ہے تو اسے صرف اہلِ علم، اربابِ بصیرت اور تجربہ کار لوگ ہی اتار سکتے ہیں۔ عامل ان پڑھی جانے والی سورتوں اور آیتوں میں سے سحر زدہ پر سورہ فاتحہ بار بار پڑھے اور آیۃ الکرسی یا یہ دونوں چیزیں پڑھے۔ ان کے علاوہ سورہ اعراف، سورہ طٰہٰ اور سورہ یونس میں موجود آیاتِ سحر بھی پڑھے۔ اسی طرح سورہ کافرون اور معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھ کر بھی دم کرے۔ انسان اسے خود اپنے اوپر اور اپنی بیوی پر بھی پڑھ سکتا ہے۔ جھاڑ پھونک کے اس طریقہ کو علماء نے استعمال کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ فائدہ پہنچایا ہے۔''(٦١٦)

٦١٦۔التعليق المفيد ص ١٥٤

اگر کسی آسیب زدہ شخص کو معالج نہ ملے تو کیا کرے؟

ایسا آسیب زدہ شخص جسے مذکورہ بالا صفات کا حامل کوئی معالج نہ ملے یا اگر ملے تو اس کے علاج سے اسے کوئی فائدہ نہ پہنچے اور خود بھی اسے اپنے استعمال کردہ جملہ معنوی اور حسّی شرعی علاج کے طریقوں سے کوئی افاقہ نہ ہو تو اسے چاہئے کہ اس تکلیف پر صبر کرے اور عنداللہ اجرِ عظیم کی امید رکھے۔

عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ مجھ سے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا: ''کیا میں تجھے جنتیوں میں سے ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا: ضرور دکھائیں۔ فرمایا کہ: یہ کالی عورت۔ یہ نبی ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا: میں آسیب زدہ ہوں۔ (جب بیہوش ہوتی ہوں) تو میری شرمگاہ کھل جاتی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: ''إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُعَافِيَكِ'' [اگر تو چاہے تو (اس پر) صبر کر، تیرے لئے جنت ہے، اور اگر تو چاہے تو میں تیری عافیت کے لئے دعا کروں] اس عورت نے عرض کی: میں صبر کرتی ہوں، لیکن پھر عرض کی کہ: میری شرمگاہ کھل جاتی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا فرمایئے کہ میری شرمگاہ نہ کھلے، تو آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔''(٦١٧)

ابنِ جریج سے مروی ہے کہ مجھے عطاء نے خبر دی کہ انہوں نے امِ زفر رضی اللہ عنہا یعنی اسی لمبی کالی عورت کو غلافِ کعبہ پر دیکھا تھا۔(٦١٨)

٦١٧۔صحیح البخاری ١١٤/١٠ ومسلم ١٣١/١٦ (بشرح النووی)
٦١٨۔صحیح البخاری ١١٤/١٠ (٥٦٥٢)

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ''یہ عورت کہتی تھی: إِنِّي أَخَافُ الْخَبِيثَ أَنْ يُجَرِّدَنِي ''(٦١٩) [میں اس بات سے ڈرتی ہوں کہ جن مجھے ننگا نہ کر دے]۔

عہدِ نبوی کے اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اکمل، احذق اور حقیقی معالجِ اعظم ﷺ کی موجودگی میں بھی اس عظیم صحابیہ رضی اللہ عنہا نے علاج پر صبر کے عوض جنت کو ترجیح دی، پس جس مریض کو کوئی معالج میسر نہ ہو اور وہ علاج کے لئے کسی ساحر کے پاس جانے کی بجائے اس تکلیف پر صبر کرے اور اللہ عز وجل سے دعا کے ذریعہ خلاصی کا انتظار کرے تو ان شاء اللہ وہ بھی جنت کا مستحق ٹھہرے گا۔ واللہ أعلم بالصواب۔

٦١٩۔فتح الباری ۱۱۵/۱۰



جائز طریقہ علاج کے بعض مراحل

مصروع کا علاج عموماً تین مراحل میں ہوتا ہے۔ پہلا مرحلہ اصل علاج سے قبل کا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس جگہ یا جس مریض کا علاج کیا جارہا ہو وہ تمام منکرات سے پاک ہو اور اسلامی تعلیمات وشعائر کا پورا لحاظ واہتمام کیا جائے۔ دوسرے مرحلہ میں مریض کے سر یا پیشانی کو پکڑ کر تجویز کردہ آیات وادعیہ پڑھی جائیں۔ یہ معنوی علاج کا طریقہ ہے۔ اس کے ساتھ حِسّی علاج کے طریقوں کو بھی آزمایا جائے جن کا تذکرہ ان شاءاللہ آگے آئے گا۔ اگر ان چیزوں سے افاقہ نہ ہو تو معالجِ جن کو گفتگو پر مجبور کرے اور اس سے اس کے متعلق نیز اس کے سوار ہونے کے اسباب کے بارے میں دریافت کرے۔ اگر وہ جن مسلمان ہو تو اسے ترغیب وترہیب اور سمجھانے بجھانے کے ذریعہ خروج پر آمادہ کرے، جیسا کہ اوپر ''جنوں کو سمجھانا بجھانا'' کے زیرِ عنوان گزر چکا ہے۔ اگر غیر مسلم ہو تو اسے اللہ کے عذاب سے ڈرایا جائے اور توبہ کرنے کی دعوت دی جائے۔ اگر توبہ اور خروج پر بہ آسانی آمادہ ہو جائے تو بہت خوب، ورنہ خوب جم کر اس کی پٹائی کی جائے، جیسا کہ اوپر ''جنوں کو برا بھلا کہنا، ڈرانا دھمکانا اور مارنا پیٹنا'' کے زیرِ عنوان بیان کیا جا چکا ہے۔ تیسرا مرحلہ جن کے اخراج کے بعد کا ہے تاکہ وہ دوبارہ لوٹ کر سوار نہ ہونے پائے۔ اس کے لئے صحت یاب ہونے والے شخص پر تمام محرمات سے مکمل اجتناب، ذکرِ الٰہی، تعوّذ، آیاتِ مجوزہ کی قرأت، تحصناتِ نبویہ کا التزام نیز ان تمام احتیاطی تدابیر کی محافظت کرنا ضروری ہے جن کا اوپر تذکرہ کیا جا چکا ہے۔

جادو کو غیر مؤثر بنانے والے بعض نفسیاتی عوامل

علمِ نفسیات کے ماہرین کا یہ قول کافی حد تک درست اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ جو انسان نفسیاتی طور پر جس قدر کمزور اور منفعل مزاج ہوتا ہے، اس پر ان چیزوں کا اثر اتنی ہی جلدی اور زیادہ ہوتا ہے۔ قوتِ ارادی، خود اعتمادی، اللہ تعالیٰ پر توکل، قوتِ مدافعت، اعصاب کی مضبوطی اور وساوس و توہمات کو جگہ نہ دینا وہ چیزیں ہیں جو جادو کے اثرات کو مضمحل ہی نہیں بلکہ بیشتر حالات میں غیر مؤثر بنا دیتی ہیں۔

جادو سے بچاؤ کی تدبیریں

مسلمان کو ہر حال میں شرعی اذکار اور ماثورہ تعوذات کے ذریعہ اپنی حفاظت کرنی چاہیئے، کیونکہ یہ چیزیں ایک مضبوط قلعہ اور ٹھوس زرہ کی مانند ہیں، جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

علامہ ابنِ باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ اذکار اور تعوذات جادو کے شر نیز دوسرے تمام شرور سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ ہیں، خصوصاً اس شخص کے لئے جو ایمان، صدق اور اللہ عز و جل پر توکل و اعتماد کرتے ہوئے انشراحِ صدر کے ساتھ ان پر مداومت کرتا ہو اور کیوں نہ ہوں، جب کہ ان کے بہترین علاج ہونے پر دلائل موجود ہیں۔''(٦٢٠)

٦٢٠۔علاج الأمراض بالقرآن والسنة ص ٢١

آسیب کے شرعی طریقہ علاج کی بعض صورتیں

ا۔ جنّات کو سمجھانا بجھانا: اوپر بیان کیا جاچکا ہے کہ جنات اللہ کے مامور اور پابندِ شریعت بندے ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی مسلمان انہیں مخاطب کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو اس پر ایسا کرنا واجب ہے۔ امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''جنوں کے ساتھ انسانوں کا گفتگو کرنا ناممکن نہیں ہے۔ جس طرح وہ انسان جس پر جنوں کا آسیب ہو ان سے ہمکلام ہوتا ہے، اسی طرح دوسرا انسان بھی ان سے مخاطب ہوسکتا ہے۔ پس اگر انسانوں پر جنوں کی یہ آسیب زدگی شہوت اور نفسانی خواہشات کے باعث ہو تو یہ چیز فواحش میں سے ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں سبھی کے لئے حرام قرار دیا ہے، خواہ اس میں دوسرے فریق کی رضامندی بھی شامل ہو۔ اس میں کراہت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اس کا تعلق تو فحش اور ظلم والے کاموں سے ہے۔ لہٰذا جنوں کو اس بارے میں مخاطب کرکے ان سے بات کرنی چاہئے۔ وہ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ یہ امور فحش اور حرام یا فحش اور ظلم ہیں۔ یہ گفتگو اس لئے بھی ضروری ہے کہ ان پر حجت (دلیل) قائم ہوجائے اور وہ جان لیں کہ یہ شخص ان کے درمیان اللہ اور اس کے رسول ﷺ، جنہیں جنوں اور انسانوں' دونوں کی طرف مبعوث کیا گیا تھا کے حکم کے مطابق فیصلہ کررہا ہے۔ جہاں تک دوسری وجہ، یعنی بعض انسانوں کے ذریعہ ان کو تکلیف پہنچنے کا تعلق ہے تو اگر انسان اس چیز سے لاعلم ہے اور ان کو مخاطب کرکے بتایا جائے کہ لاعلمی میں اس سے ایسا ہوگیا ہے اور جو تکلیف عمداً نہ پہنچائی گئی ہو وہ سزا کی مستحق نہیں ہوتی مزید یہ کہ انسان نے وہ فعل اپنے گھر یا اپنی ملکیت کی جگہ میں کیا ہے۔ اور یہ بات تو وہ جنات بھی بخوبی جانتے ہیں کہ کون سی چیز اس شخص کی ملکیت میں سے ہے اور کون سی نہیں اور یہ بھی کہ اسے اپنے گھر یا اپنی ملکیت کو اپنی مرضی سے استعمال کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ اس کے برعکس تم جنوں کے لئے یہ کسی طرح جائز نہیں ہے کہ انسانوں کی ملکیت میں ان کی

اجازت کے بغیر جا بسو۔ تمہارے رہنے بسنے کے لئے انسانوں کے مکان نہیں بلکہ غیر آباد، ویران اور بیابان علاقے ہیں۔‘‘(۶۲۱)

امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: ’’مقصود یہ ہے کہ اگر جن انسانوں پر ظلم وزیادتی کریں تو انہیں اللہ اوراس کے رسول ﷺ کا حکم بتاؤ، ان پر حجت قائم کردو، معروف باتوں کا حکم دو اور منکر باتوں سے منع کرو، جس طرح کہ انسانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولاً﴾(۶۲۲) [اور ہماری سنت نہیں ہے کہ رسول بھیجے سے پہلے ہی عذاب دینے لگیں] اور فرمایا: ﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا﴾(۶۲۳) [اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے، جو تم سے میرے احکام بیان کرتے، اور تم کو اس آج کے دن سے ڈراتے]۔‘‘(۶۲۴)

۲۔ جنوں کو برا بھلا کہنا، ڈرانا دھمکانا اور مارنا پیٹنا: امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ: ’’ہر مؤمن پر اپنے مظلوم بھائی کی نصرت ومدد کرنا واجب ہے اور بلا شبہ آسیب زدہ مظلوم ہوتا ہے لیکن یہ نصرت عدل وانصاف پر مبنی ہونی چاہئے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے حکم فرمایا ہے۔ اگر جن امر ونہی اور نصیحت وبیان سے دور نہ ہو تو اس کو ڈانٹنا، سخت سست کہنا، ڈرانا دھمکانا اور اس پر لعنت بھیجنا بھی جائز ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شیطان کے ساتھ معاملہ کیا تھا جو آگ کا شعلہ آپ کے چہرہ مبارک پر پھینکنے کے لئے لایا تھا، پس آپ ﷺ نے تین بار ’’أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ، أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّامَّةِ(۶۲۵)‘‘ فرمایا تھا۔‘‘(۶۲۶)

۶۲۱۔ مجموع الفتاوی ۱۹/ ۴۰

۶۲۲۔ سورة الإسراء: ۱۵

۶۲۳۔ سورة الأنعام: ۱۳۰

۶۲۴۔ مجموع الفتاوی ۱۹/ ۴۲۔۴۳

۶۲۵۔ رواہ مسلم ۱/ ۳۸۵ (۵۴۲)

۶۲۶۔ مجموع الفتاوی ۱۹/ ۵۰

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ: ''اگر آسیب زدہ کو آسیب سے پاک کرنے کے لئے یا جن کو بھگانے کے لئے مارنے پیٹنے کی ضرورت پڑے تو بہت زیادہ اور شدید پٹائی بھی کی جائے، یہاں تک کہ آسیب زدہ کو افاقہ ہو جائے۔ یہ چوٹ جن کو لگتی ہے، آسیب زدہ کو اس پٹائی کا احساس تک نہیں ہوتا۔ ایسے بعض مریضوں نے خود بتایا ہے کہ انہیں اس پٹائی کا بالکل احساس نہیں ہوا تھا، اور نہ ہی اس پٹائی کے نشانات مریض کے بدن پر نظر آتے ہیں۔ کسی مضبوط چھڑی سے آسیب زدہ کے پیروں پر کم وبیش تین چار سو بار خوب تیز تیز مارا جائے۔ اگر کسی انسان کی ایسی پٹائی کی جائے تو یقیناً وہ اس کی تاب نہ لا کر مر جائے گا، لیکن حقیقتاً یہ پٹائی تو جن کی ہوتی ہے لہٰذا وہ اس سے چیختا، شور مچاتا، فریاد رسی کرتا، اور حاضرین کو متعدد امور بتاتا ہے۔ (پھر امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے تذکرہ کیا ہے کہ آپ نے بکثرت لوگوں کی موجودگی میں خود ایسا کیا ہے اور بہت بار اس چیز کا تجربہ کیا ہے)۔''(٦٢٧)

بعض صحیح احادیث میں رسول اللہ ﷺ کا اپنے اوپر حملہ آور شیطان کا گلا گھونٹنا بھی بصراحت مروی ہے، بلکہ ایک روایت میں تو یہاں تک صراحت ملتی ہے: ''حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ لِسَانِهِ عَلٰی یَدِی'' [یہاں تک کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر محسوس کی] ان احادیث کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور ظاہر ہے کہ گلا گھونٹنا ان کو مارنے پیٹنے کی قبیل ہی سے ہے۔

۳۔ ذکرِ الٰہی اور تلاوتِ قرآن کے ذریعہ مدد طلب کرنا: جس انسان کو جن نے آسیب زدہ بنا دیا ہو اس کے لئے استعانت کا بہترین طریقہ ذکرِ الٰہی اور قرآنِ کریم کی تلاوت ہے اور اس میں بھی سب سے بڑھ کر آیۃ الکرسی کی تلاوت ہے کیونکہ ایک صحیح حدیث میں وارد ہے کہ جو اس کو پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر محافظ مقرر فرما دیتا ہے اور صبح ہونے تک شیطان اس کے قریب نہیں پھٹکتا، جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

٦٢٧۔ مجموع الفتاویٰ ١٩/ ٦٠

امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس کے ساتھ ہی بے شمار تجربہ کرنے والوں نے تجربہ کیا ہے کہ شیطان کو بھگانے اور ان کے باعتبارِ کثرت وقوت نا قابلِ تحریر احوال کو باطل کرنے کے سلسلہ میں اس آیت میں خصوصی تأثیر موجود ہے، بالخصوص انسانی نفس اور آسیب زدہ شخص پر سے شیطان کو دفع کرنے کے لئے تو اس میں عظیم تأثیر پائی جاتی ہے۔ یہ آیت ان پر سے بھی شیطان کو بھگانے میں مؤثر ہے جن کی شیاطین مدد کیا کرتے ہیں، مثلاً ظلم وغصب کرنے والے، شہوت کار واہلِ طرب، سیٹیاں اور تالیاں بجانے اور سننے والے، بشرطیکہ ان پر اس آیت کی قرأت صدق ویقین کے ساتھ کی جائے۔ اس سے شیاطین اپنے ان شیطانی مکاشفات اور تصرفات سے بھی باز آجاتے ہیں جنہیں یہ شیاطین اپنے اولیاء (ہمراز دوستوں، یعنی کاہنوں اور جادوگروں) کی جانب وحی کرتے ہیں۔ یہ وہ امور ہیں جن کو جاہل لوگ اللہ کے متقی اولیاء کی کرامات گمان کرتے ہیں، حالانکہ یہ شیطانوں کی اپنے مغضوب اور گمراہ اولیاء پر تلبیسات ہوتی ہیں۔''(٦٢٨)

٦٢٨۔ مجموع الفتاویٰ ١٩/٥٥۔٥٦

معنوی دواؤں (تعویذ اور دم) سے جادو کا علاج

تعویذ اور دم کی تعریف:۔ لٹکائی جانے والی تعویذ کو عربی میں ''التـــمیـــمة'' کہتے ہیں جس کی جمع ''تمائم'' ہے۔''تمائم'' کو ''حروز'' اور ''جوامع'' بھی کہا جاتا ہے، اور دم (یعنی جھاڑ پھونک) کو عربی میں ''الرقية'' کہتے ہیں۔

ابوالسعادات رحمہ اللہ کا قول ہے: ''التمائم، تمیمة کی جمع ہے اور یہ خرزات ہیں جنہیں اہلِ عرب اپنے بچوں پر لٹکایا کرتے تھے، اور اپنے زعم کے مطابق ان کو اس کے ذریعہ نظرِ بد سے بچاتے تھے، پس اسلام نے اس کو باطل ٹھہرایا۔''(۶۲۹)

امام بغوی اور امام ذہبی رحمہما اللہ بھی فرماتے ہیں: ''التـــمـــائم، تمیمة کی جمع ہے۔ یہ خرزاتؑ اور حروزؒ ہوتی ہیں جنہیں جاہل قسم کے لوگ اپنے نفوس، اپنی اولاد اور اپنے مویشیوں پر لٹکاتے ہیں، اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ نظر بد کو دور رکھتی ہیں۔''(۶۳۰)

امام منذری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وہ لوگ خرزہ کو لٹکاتے تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ یہ آفتوں کو اس سے دور رکھتی ہیں۔ یہ جہالت اور گمراہی ہے کیونکہ آفتوں کو روکنے اور دور رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے۔''(۶۳۱)

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''التمائم، تمیمة کی جمع ہے، جو سیپیاں یا سر میں لٹکایا جانے والا پٹہ ہوتا ہے۔ عہدِ جاہلیت میں لوگ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ چیزیں آفتوں کو بھگاتی ہیں۔ اور التولة (محبت کا تعویذ) کے ذریعہ عورت کو اس کے شوہر کی طرف محبت کے ساتھ کھینچا جاتا

۶۲۹۔النهاية فی غریب الحدیث لا بن الأثیر ۱۹۷/۱ ۶۳۰۔الکبائر ص ۱۷ وشرح السنة ۱۵۸/۱۲
۶۳۱۔الترغیب والترهیب للمنذری ۳۰۷/٤



ہے۔ یہ بھی جادو کی ایک قسم ہے۔"(۶۳۲)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ہم الــرقــی (جھاڑ پھونک) اور التــمــائم (تعویذیں) تو سمجھتے ہیں، لیکن التولۃ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: "یہ وہ چیز ہے جو عورتوں کے لئے کی جاتی ہے، تاکہ وہ اپنے شوہروں سے محبت کرنے لگیں۔"(۶۳۳)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "لَيْسَ التَّمِيمَةُ مَا يُعَلَّقُ بَعْدَ نُزُولِ الْبَلَاءِ، وَلَكِنَّ التَّمِيمَةَ مَا عُلِّقَ قَبْلَ نُزُولِ الْبَلَاءِ"(۶۳۴) [جو چیز بلاء نازل ہونے کے بعد لٹکائی جائے وہ تعویذ نہیں ہے، تعویذ (تمیمة) اسے کہتے ہیں جسے کسی مصیبت کے لاحق ہونے سے قبل لٹکایا جائے]۔

دم اور تعویذوں کے ذریعہ علاج:۔ اس سلسلہ میں امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "دم اور تعویذوں سے آسیب زدہ کا علاج دو طرح کا ہوتا ہے۔ اگر دم اور تعویذ ایسی چیزوں پر مشتمل ہوں جن کا معنی سمجھ میں آتا ہو (اور وہ کفر و شرک سے پاک ہوں تو جائز ہے)۔ دین میں یہ بھی جائز ہے کہ انسان اس کے بارے میں کسی (معالج) کو بتائے اور اللہ تعالیٰ سے دعاء نیز اس کا ذکر کرتے ہوئے اس کی مخلوق (جنوں) سے مخاطب ہو، وغیرہ۔ پس ان چیزوں سے آسیب زدہ پر دم کرنا اور اس کے لئے تعوّذ (اللہ کی پناہ) حاصل کرنا جائز ہے، چنانچہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "أَعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ، لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ" (۶۳۵) [اپنے دم (منتر) میرے سامنے پیش کرو۔ ان منتروں میں کوئی حرج نہیں ہے جن میں شرک موجود نہ ہو] نیز فرمایا: "مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ" (۶۳۶) [تم میں سے جو کوئی اپنے کسی بھائی

۶۳۲۔فتح الباری ۱۹۶/۱۰ ۶۳۳۔کما فی صحیح ابن حبان ۶۳۰/۷ والمستدرک للحاکم ۴۱۸/۱

۶۳۴۔رواہ البیهقی ۳۵۱/۹ وذکرہ البغوی فی شرح السنة ۱۵۸/۱۲

۶۳۵۔صحیح مسلم ۱۷۲۷/۴(۲۲۰۰) ۶۳۶۔صحیح مسلم ۱۷۲۷/۴ (۲۱۹۹)

کو فائدہ پہنچانے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے ضرور فائدہ پہنچائے]۔اور اگر دم یا تعویذوں میں حرام کلمات ہوں، مثال کے طور پر اس میں شرکیہ باتیں موجود ہوں یا اس کے معنی مجہول ہوں تو اس میں اس بات کا احتمال ہوتا ہے کہ وہ کفر ہو۔ پس کسی کے لئے اس سے جھاڑ پھونک کرنا، اس کا منتر پڑھنا یا اس کی قسم کھانا جائز نہیں ہے، خواہ ان کلمات سے آسیب زدہ پر سے جن ہٹ جاتے ہوں کیونکہ جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے اس میں فائدہ سے زیادہ نقصان ہوتا ہے۔''(۶۳۷)

امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: ''مریضوں میں سے مصیبت زدہ وغیرہ کے لئے قرآن میں سے کچھ لکھنا، جائز مدد کے لئے اس کا ذکر کرنا، اس سے نہانا یا اسے دھو کر پینا جائز ہے، جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ سے اس بارے میں منصوص ہے۔''(۶۳۸)

مگر اس بارے میں صحیح اور محتاط بات یہ ہے کہ ان چیزوں کا لٹکانا حرام اور شرک کی قسموں میں سے ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: ''مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَلا أَتَمَّ اللّٰهُ لَهُ وَمَنْ تَعَلَّقَ وَدَعَةً فَلا وَدَعَ اللّٰهُ لَهُ'' (۶۳۹)[جو تعویذ لٹکائے، اللہ تعالیٰ اس کا مطلب پورا نہ کرے اور جو شخص سیپی یا کوڑی لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کو سکون و اطمینان نہ بخشے]اسی طرح نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ ''(۶۴۰)[جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا]اور نبی رحمت ﷺ کا ایک ارشاد یہ بھی ہے: ''إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ ''(۶۴۱)[جھاڑ

۶۳۷۔مجموع الفتاویٰ ۲۷۸-۲۷۷/۲۴ ۶۳۸۔مجموع الفتاویٰ ۶۴/۱۹

۶۳۹۔رواہ أحمد ۱۵۴/۴ وأبو یعلی فی المسند (۱۷۵۹) والحاکم ۴۱۷/۴ وقال صحیح الإسناد و وافقه الذهبی وجود المنذری إسناده کما فی الترغیب ۳۰۶/۴، ولکن قال الألبانی في الضعیفة ۴۲۷/۳: "إسناده ضعیف"

۶۴۰۔رواہ أحمد ۱۵۶/۴ والحاکم ۴۱۱/۴، وإسناده صحیح ورواته ثقات رجال مسلم غیر دخین الحجری قال الهیثمی فی مجمع الزوائد ۱۰۳/۵: رواة أحمد ثقات وصححه الألبانی فی سلسلة الأحادیث الصحیحة ۸۰۹/۱

۶۴۱۔رواہ الإمام أحمد ۳۸۱/۱ وأبو داود (مع العون) فی الطب باب فی تعلیق التمائم ۱۱/۴ (۳۸۸۳) وابن ماجه (۳۵۳۰) والحاکم ۴۱۸/۴ وصححه ووافقه الذهبی وهو کما قال

پھونک، تعویذ گنڈہ شرک ہیں]۔ اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''مَا أُبَالِي مَا أَتَيْتُ إِنْ أَنَا شَرِبْتُ تِرْيَاقاً أَوْ تَعَلَّقْتُ تَمِيمَةً أَوْ قُلْتُ شِعْرًا مِنْ قِبَلِ نَفْسِي ''(٦٤٢)[اگر میں تریاق (جس میں سانپوں کا گوشت اور شراب ملی ہوتی ہے) پیوں، تعویذ لٹکاؤں اور شاعری کروں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اب مجھے حق وناحق کی کوئی پرواہ نہیں ہے]۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ دورِ جاہلیت کا فعل ہے' جو یہ اعتقاد رکھے کہ تمیمۃ (تعویذ) نظرِ بد کو دور رکھتی ہے اس نے شرک کیا۔ التولّة میں حرف تاء پر زیر اور واؤ پر زبر ہے۔ یہ بھی جادو کی ایک قسم ہے۔ اس کے ذریعہ عورت کو اس کے شوہر کے قریب لایا جاتا ہے۔ یہ چیز بھی شرک میں سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو تقدیر میں لکھ رکھا ہے اس کے برخلاف جاہل لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ چیز اثر رکھتی ہے۔''(٦٤٣)

میں کہتا ہوں کہ بچوں اور مریضوں کے لئے تعویذ لٹکانا شرعاً جائز نہیں ہے، اگرچہ بعض روایتوں میں کچھ اسلاف سے ایسا کرنا منقول ہے، چنانچہ مروی ہے: ''فَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو يُعَلِّمُهَا (أي: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُون) مَنْ أَطَاقَ الْكَلَامَ مِنْ وَلَدِهِ، وَمَنْ لَمْ يُطِقْ كَتَبَهَا فَعَلَّقَهَا عَلَيْهِ ''(٦٤٤)[عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے سمجھدار بچوں کو یہ دعا سکھاتے تھے (تاکہ خود سوتے

٦٤٢۔رواه أبو داود (مع العون) ٤/٥_٦

٦٤٣۔الكبائر ص ١٧

٦٤٤۔رواه أبـو داود (مـع العـون) ١٨/٤ والترمذي (مع التحفة) ٢٦٦/٤_٢٦٧ وقال: حسن غريب وابن السني في عمل اليوم والليلة ص ٣٤٩ وأحمد ١٨١/٢ والحاكم ٥٤٨/١

وقت اسے پڑھ لیا کریں) اور جو کم سن ہوتے تھے اور انہیں دعا یاد نہیں ہو سکتی تھی تو ان کے لئے اسے ایک کاغذ پر لکھ کر تعویذ کی شکل میں ان کے گلے میں ڈال دیتے تھے]۔

اگرچہ بعض علماء نے اس روایت کی صحت اور بعض نے تحسین بیان کی ہے جیسا کہ اوپر ''نیند میں بے چینی اور وحشت کے وقت استعاذہ'' کے تحت حاشیہ نمبر ۴۷۶ میں گزر چکا ہے۔ علامہ جزری رحمہ اللہ اس روایت سے فائدہ اُخذ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اس میں چھوٹے بچوں پر تعویذ لٹکانے کے جواز کی دلیل موجود ہے۔''(۶۴۵) اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ''اللمعات'' میں لکھتے ہیں کہ: ''بچوں کی گردنوں میں تعویذ لٹکانے کے بارے میں یہ روایت سند کی حیثیت رکھتی ہے۔''(۶۴۶) لیکن حق یہ ہے کہ یہ روایت کئی وجوہ سے محلِ نظر ہے کیونکہ اس کے ایک راوی محمد بن اسحاق نے، جو کہ ثقہ ہونے کے باوجود مدلس ہیں، اس کی روایت اپنے شیخ عمرو بن شعیب سے سماع کی تصریح کے بغیر ''عن'' کے ساتھ کی ہے، گویا اس روایت کے تمام طرق میں عنعنہ پایا جاتا ہے۔(۶۴۷) پھر اس حدیث کو عمرو بن شعیب سے روایت کرنے میں کوئی ان کا متابع بھی نہیں ہے، لہٰذا یہ اکیلی علت ہی اس امر کی متقاضی ہے کہ اس پوری حدیث کو یعنی اس کے مرفوع اور موقوف دونوں حصوں کو رد کر دیا جائے۔ حدیث کے موقوف حصہ میں جو تفرد موجود ہے وہ عند المحققین معروف ہے۔ امام منذری بھی امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اس کے اسناد میں ایک راوی محمد بن اسحاق اور دوسرا عمرو بن شعیب ہے، جن پر کلام اوپر گزر چکا ہے۔''(۶۴۸) مزید یہ کہ اس روایت میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ جملہ کہ وہ اس دعا کو اپنے کمسن بچوں کے گلے میں لکھ کر لٹکا دیا کرتے تھے تو یہ الفاظ مرفوع حدیث کے نہیں بلکہ راوی

۶۴۵۔ کذا فی عون المعبود ۱۸/۴ ۶۴۶۔ کذا فی التحفۃ ۲۶۷/۴

۶۴۷۔ صحیح سنن أبی داود ۷۳۷/۲، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ ۵۸۵/۱

۶۴۸۔ کذا فی عون المعبود ۱۸/۴

کی طرف سے مدرج کلمہ ہیں جنہیں موقوف عمل کی روایت بھی کہا جا سکتا ہے۔ شیخ محمد حامد الفقی نے اس روایت کے اوپر تعلیقاً لکھا ہے: ''یہ روایت ضعیف ہے۔......الخ''(٦٤٩) علامہ الألبانی رحمہ اللہ بھی حدیث کے پہلے جزء (یعنی دعاء) کو شواہد کی بناء پر حسن تسلیم کرتے ہیں لیکن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے اپنے چھوٹے بچوں کے گلے میں تعویذ بنا کر لٹکانے والے عمل سے متعلق حدیث کے آخری جزء کو ثابت نہیں بلکہ تفرد کی بناء پر ''الزيادة المنكرة'' قرار دیتے ہیں۔(٦٥٠)

اسی طرح عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے ایک شاگرد علی بن الحسن بن شقیق دردِ زہ سے بے چین عورت کے لئے بعض اذکار کاغذ پر لکھ کر عورت کے بازو میں باندھنا تجویز کرتے تھے، اور کہتے تھے: ''ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے ہمیں اس سے انوکھی کوئی دوسری چیز نظر نہیں آئی۔ جب وضع حمل ہو جائے تو اس تعویذ کو فوراً اتار دیا جائے اور کسی کپڑے میں رکھ لیا جائے یا پھر جلا دیا جائے۔''(٦٥١)

میں کہتا ہوں کہ یہ عمل اصلاً ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک بیحد ضعیف اور قطعاً ناقابلِ استدلال اثر سے مأخوذ ہے۔ اس اثر اور اس کے مقام ومرتبہ کی تفصیل ان شاء اللہ آگے ''پانی پر دم وغیرہ کرنے کا کاروبار اور عوام کی جہالت کی انتہا'' کے زیرِ عنوان پیش کی جائے گی، وباللہ التوفیق۔

محققین کے نزدیک تعویذ کے جواز میں عموماً جو قصص پیش کئے جاتے ہیں ان کی حقیقت بھی افسانوں سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ ان قصص میں سے ایک قصہ میں مذکور ہے کہ: ''روم کے بادشاہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میرے سر میں ہر وقت درد رہتا ہے، کوئی علاج بتائیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ٹوپی بھیجی کہ اسے سر پر پہن لیں، بادشاہ جب ٹوپی سر پر رکھتا تو درد بند ہو جاتا، جب اتارتا تو

٦٤٩۔فتح المجيد ص ١٤٢

٦٥٠۔سلسلة الأحاديث الصحيحة ٤٧٢/١ وسنن أبی داود (٣٨٩٣)

٦٥١۔مجموع الفتاوىٰ ٦٥/١٩

درد پھر شروع ہو جاتا۔ اس نے از راہِ تعجب دیکھا تو ٹوپی کے اندر بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم لکھی ہوئی تھی۔ اس کو یقین ہو گیا کہ یہ شفا بِسمِ اللّٰہ کی برکت سے ہوئی ہے۔''(٦٥٢)

اسی طرح وہ قصہ بھی قطعاً بے بنیاد ہے جو کہ فتح مصر کے بعد دریائے نیل میں ہر سال ایک خوب صورت کنواری لڑکی کو سجا سنوار کر ڈالنے کی اہلِ مصر کی شیطانی رسم کو ختم کرنے کے لئے عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق شہرت یافتہ ہے۔ اس قصہ میں مذکور ہے کہ آپ نے بواسطہ فاتحِ مصر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک رقعہ دریائے نیل میں ڈلوایا تھا جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا: ''اللہ کے بندے امیر المؤمنین عمر کی جانب سے اہلِ مصر دریائے نیل کے نام! اَمابعد: اگر تو اپنی مرضی سے بہتا تھا تو بے شک نہ بہہ، لیکن اگر تو اللہ عزوجل کے حکم سے بہتا تھا تو میں اللہ واحد القہار سے تجھے بہانے کا سوال کرتا ہوں۔''(٦٥٣)

لیکن حق یہ ہے کہ اس قصہ کی روایت میں ضعیف اور مجہول رواۃ موجود ہیں، لہٰذا یہ روایت بھی قطعاً ناقابلِ اعتبار ہے۔

اسی طرح وہ قصہ بھی بالکل من گھڑت ہے جس میں خود رسول اللہ ﷺ کا ابودجانہ رضی اللہ عنہ کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے تعویذ لکھوا کر دینا مذکور ہے۔ یہ قصہ موسیٰ الأنصاری سے کچھ اس طرح مروی ہے کہ: ''ابودجانہ انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ کل رات میں سو رہا تھا۔ جب میری آنکھ کھلی تو میں نے اپنے سرہانے ایک شیطان کو پایا جو لمبا ہوتا اور بڑھتا ہی چلا جاتا تھا۔ میں نے اسے اپنے ہاتھ سے مارا تو اس کی جلد سیہی (خار پشت) جانور جیسی

٦٥٢۔رحمت عالم ﷺ کی دعائیں ص ٢٤۔٢٥

٦٥٣۔خطط المقریزی ٥٨/١، النجوم الزاهرة ٣٥/١، تاريخ الخلفاء ص ٤٩، كتاب العظمة لأبي الشيخ ١٤٢٤/٤۔١٤٢٥، فتوح مصر لابن عبد الحكم ص ١٥٠۔١٥١، وأورده ابن كثير في البداية والنهاية ٢٣/١ وذكرها الحموى فى معجم البلدان ٣٣٥/٥، وهذه القصة المعروفة والعلة فيه ابن لهيعة وأيضا فيه راو مبهم

تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اے ابو دجانہ تیری طرح کے لوگوں کو تکلیف پہنچائی ہی جاتی ہے تیرے گھر میں تیرے ساتھ رہنے والا جن بہت ہی برا جن ہے۔ رب کعبہ کی قسم میرے پاس علی بن ابی طالب کو تو بلاؤ۔ میں نے انہیں بلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوالحسن! ابو دجانہ انصاری کے لئے ایک رقعہ لکھ دو تاکہ اس کے بعد اسے کوئی چیز تکلیف نہ پہنچائے۔ انہوں نے دریافت کیا: میں کیا لکھوں؟ آپ نے فرمایا اس طرح لکھو: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم، هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْعَرَبِيِّ الْأُمِّي التِّهَامِيِّ الْأَبْطَحِيِّ الْمَكِّيِّ الْقُرَشِيِّ الْمَدَنِيِّ الْهَاشِمِيِّ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْهَرَاوَةِ وَالْقَضِيبِ وَالنَّاقَةِ وَالْقُرْآنِ وَالْقِبْلَةِ ...... إِلى...... مَنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ الزُّوَّارِ وَالْعِمَارِ ...... إِلَى...... فَهٰذَا كِتَابُ اللهِ يَنْطِقُ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ...... إِلى...... يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارِ الآيَات ...... إِلى...... ثُمَّ طَوَى الْكِتَابَ ۔اور فرمایا کہ اسے اپنے سر کے پاس رکھ لو، چنانچہ میں نے اسے رکھ لیا، پس وہ پکارنے لگے: آگ، آگ، ہمیں آگ سے جلا ڈالا۔ ہمارا آپ کو تکلیف پہنچانے کا نہ ارادہ تھا اور نہ ہم یہ چاہتے تھے، بلکہ وہ زائر تھے جو ہماری زیارت کے لئے آئے تھے، پس ہم پر سے یہ رقعہ ہٹا لو۔ میں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں اس رقعہ کو تم پر سے اس وقت تک نہیں ہٹاؤں گا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ حکم نہ فرمائیں۔ جب صبح ہوئی اور میں نے آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: اب ان پر سے یہ مصیبت دور کر دو، اگر وہ پھر برائی لے کر آئیں تو پھر ان پر ایسا ہی عذاب کرنا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جس گھر یا جگہ یا منزل میں یہ اسماء داخل (موجود) ہوں وہاں سے ابلیس، اس کی اولاد، اس کی فوج اور غاوون (شیاطین) سب بھاگ جاتے ہیں۔''(۶۵۴)

٦٥٤ـ أورده ابن الجوزي في الموضوعات ١٦٨/٣ـ١٦٩ وقال: هذا حديث موضوع بلاشك وإسناده مقطوع وليس في الصحابة من اسمه موسىٰ أصلاً واكثر رجاله مجاهيل لا يعرفون، وذكره السيوطي في اللآلي المصنوعة ٣٤٧/٢ـ٣٤٨ وابن عراق الكناني في تنزيه الشريعة ٣٢٤/٢ وذكره العلامة محمد طاهر الفتني في تذكرة الموضوعات ص ٢١١ - ٢١٢ و نقله عنه الشيخ محمد عبدالسلام الشقيري في السنن والمبتدعات ص ٣٢٩' والله أعلم بالصواب

واضح رہے کہ اس روایت کی سند منقطع ہے، اس کے کئی راوی مجہول ہیں اور جس صحابی کی طرف اس کی روایت منسوب ہے (یعنی موسیٰ الأنصاری) اصلاً اس نام کا کوئی صحابی تھا ہی نہیں، چنانچہ امام ابن الجوزی، امام ابن عراق الکنانی، امام قرطبی، امام ابن عبدالبر، علامہ محمد طاہر پٹنی اور علامہ محمد عبدالسلام الشقیری رحمہم اللہ نے اس حدیث کو ''موضوع'' یعنی ''من گھڑت'' قرار دیا ہے۔

بعض علماء کا قول ہے کہ مریض کا علاج شرکیہ چیزوں، مثلاً جنوں یا شیطانوں یا انبیاء یا صالح بزرگوں کے نام کے دم یا ان کے اسماء کے تعویذ، یا ایسے تعویذ کے ذریعہ کرنا حرام ہے جس کے معانی نا قابلِ فہم ہوں (مثلاً اگر کسی تعویذ میں یہ لکھا جائے: ''کوفا کوفا کوفا، لوفا لوفا لوفا، اُ جاجاً اُ جاجا اُ جاجا'' یا ''اُ ح اُ ک ک ع ج ا م اہ'' وغیرہ)، کیونکہ ان سے شرک میں جاپڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور نبی کریم ﷺ کے فرمان سے ثابت ہے کہ: ''لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَالَمْ تَكُنْ شِرْكًا ''(٦٥٥) [جھاڑ پھونک میں کوئی حرج نہیں، جب تک کہ اس میں شرک نہ ہو]۔

لہٰذا اگر کسی تعویذ میں قرآنی آیات یا احادیثِ نبوی سے منقول دعائیں لکھی جائیں تو مذکورہ بالا فرمانِ نبوی کی روشنی میں بظاہر اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن میں کہتا ہوں کہ بعض قرآنی تعویذ اس طرح بھی لکھے جاتے ہیں کہ بسملہ یا کسی آیت کے کلمات کو جدا جدا کر کے ایک خاص ترکیب کے ساتھ کسی مثلث یا مربع یا مستطیل کی مختلف جہتوں یا نقوش کے خانوں میں لکھا جاتا ہے اور پھر اس کے اوپر اور نیچے، دائیں اور بائیں بھی کچھ کلمات لکھے جاتے ہیں۔ ان تعویذوں کو غیر قرآنی تعویذ تو نہیں کہا جاسکتا لیکن راقم کے علم میں اس قسم کی اختراع اور ان کے مؤثر ہونے پر قرآن وسنت سے کوئی دلیل موجود نہیں ہے، واللہ أعلم بالصواب۔

٦٥٥۔رواہ مسلم ١٦٧/١٠

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر تعویذ قرآن مجید یا جائز دعاؤں سے ہو تو اس سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا یہ حرام ہے یا نہیں؟ مگر صحیح بات یہ ہے کہ یہ دو وجہ سے حرام ہے: اوّل: مذکورہ احادیث کا عموم، کیونکہ اس بارے میں وارد احادیث قرآن اور غیر قرآن دونوں طرح کے تعویذوں کے لئے عام ہیں۔ دوم: شرک کے ذرائع کو روکنا، کیونکہ اگر قرآنی تعویذ کی رخصت دی جائے تو اس میں دوسرے تعویذ بھی مل جائیں گے اور معاملہ مشتبہ ہو کر جائے گا۔ نیز ہر قسم کی تعویذ لٹکانے سے شرک کا دروازہ وا ہو جائے گا اور یہ چیز معلوم ہے کہ شرک ومعصیت کے پھیلانے والے تمام ذرائع کو روکنا شریعت کے اہم قواعد میں سے ہے۔ واللہ ولی التوفیق.''(٦٥٦)

علامہ شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''آیات اوراذکار کو لکھ کر انھیں لٹکانے کے بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے اس کی اجازت دی ہے اور بعض نے اس سے روکا ہے۔ مانعین کا قول حق سے زیادہ قریب تر اور صحیح ہے کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے بلکہ جو چیز ثابت ہے وہ یہ ہے کہ مریض پر دم کیا جائے۔ جہاں تک آیتوں یا دعاؤں کے مریض کی گردن میں لٹکانے یا ہاتھ پر باندھنے یا تکیہ کے نیچے رکھنے کا تعلق ہے تو راجح قول کے مطابق یہ سب کام ممنوع ہیں، کیونکہ ان چیزوں کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ہر وہ انسان جو شریعت کی اجازت کے بغیر دوسرے اسباب کی بنا پر کوئی کام کرتا ہے تو اس کا یہ عمل شرک کی ایک قسم شمار ہوگا کیونکہ اس میں اس سبب کا اثبات پایا جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سبب نہیں بنایا ہے۔ ان مشائخ کے احوال سے قطع نظر جنہیں ہم نہیں جانتے، ہوسکتا ہے کہ وہ مشائخ ان شعبدہ بازوں میں سے ہوں جو منکر اور حرام چیزیں لکھ کر دیتے ہیں، پس یہ بلاشبہ حرام ہے۔ اس لئے اہلِ علم نے کہا ہے کہ جھاڑ پھونک کا معنی ومفہوم اگر معلوم اور قابلِ فہم ہو اور وہ شرکیات سے خالی ہو تو اس میں کوئی

٦٥٦۔ کتاب الدعوۃ ص ٢٠



حرج نہیں ہے۔''(٦٥٧)

میں کہتا ہوں کہ اوپر علامہ ابنِ باز اور ابن العثیمین رحمہما اللہ نے قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویہ کو تعویذ میں لکھنے کے بارے میں علماء کے جس اختلاف کا ذکر کیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا، عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، سعید بن میتب، عطاء، ابوجعفر باقر، امام مالک، ایک کمزور روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل، امام قرطبی، امام ابن تیمیہ اور امام ابن عبدالبر وغیرہم رحمہم اللہ اس چیز کو جائز سمجھتے تھے۔ چنانچہ سعید بن میتب رحمہ اللہ کے متعلق مروی ہے کہ جب ان سے قرآنی تعویذ لکھ کر اسے عورتوں اور بچوں پر لٹکانے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔''(٦٥٨) اور عطاء کا قول ہے کہ ''لَا یُعَدُّ مِنَ التَّمَائِمِ مَا یُکْتَبُ مِنَ الْقُرْآنِ ''(٦٥٩) [جو چیز قرآن میں سے لکھی جائے وہ تعویذوں میں شمار نہیں ہوتی]۔ جب کہ ابنِ عباس، ابنِ مسعود، حذیفہ، عقبہ بن عامر، ابنِ عکیم، رضوان اللہ عنہم اجمعین، کبار تابعین کی ایک بڑی جماعت، جن میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب مثلاً علقمہ، اسود، ابو وائل، حارث بن سوید، عبیدہ السلمانی، مسروق، ربیع بن خثیم، سوید بن غفلہ اور ابراہیم النخعی، ایک قوی روایت کے مطابق امام احمد، امام احمد کے بیشتر اصحاب، امام ابن العربی، امام محمد بن عبدالوہاب، علامہ عبدالرحمٰن السعدی، علامہ محمد بن ناصر الدین الألبانی، علامہ ابنِ باز، علامہ ابنِ عثیمین، حافظ حکمی اور شیخ محمد حامد الفقی، وغیرہم رحمہم اللہ آیاتِ قرآن اور اُدعیہ ماثورہ پر مشتمل تعویذ لٹکانا بھی جائز نہیں سمجھتے تھے، بلکہ مشہور تابعی ابراہیم النخعی رحمہ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا کرتے تھے: ''کَانُوا یَکْرَهُونَ التَّمَائِمَ کُلَّهَا مِنَ الْقُرْآنِ وَغَیْرِ الْقُرْآنِ ''(٦٦٠) [صحابہ کرام

٦٥٧۔فتاویٰ شیخ ابن عثیمین ١٣٩/١ وفتاویٰ لعموم الأمة ص ١١٢۔١١٣

٦٥٨۔شرح السنة ١٥٨/١٢

٦٥٩۔شرح السنة ١٥٨/١٢

٦٦٠۔مصنف ابن أبی شیبة (٣٥١٨)

رضی اللہ عنہم قرآنی اور غیر قرآنی ہر طرح کے تعویذوں کو لٹکانا ناپسند کرتے تھے]۔حماد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''كَانَ إِبرَاهِيمُ يَكْرَهُ كُلَّ شَيْءٍ يُعَلَّقُ عَلَى صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ ''(٦٦١) [ابراہیم النخعی رحمہ اللہ چھوٹوں اور بڑوں پر لٹکائی جانے والی ہر چیز کو مکروہ سمجھتے تھے]۔اسی طرح عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد سعید بن جبیر وکیع رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ: ''مَنْ قَطَعَ تَمِيمَةً مِنْ إِنسَانٍ كَانَ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ ''(٦٦٢) [جس شخص نے کسی آدمی کا تعویذ کاٹا تو گویا اس نے ایک جان آزاد کردی]۔

٦٦١۔شرح السنة ١٥٨/١٢

٦٦٢۔أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف (٣٥٢٤)



نزولِ قرآن کا مقصد لٹکانا نہیں بلکہ حصولِ نصیحت ہے

شارح سنن ابی داود علامہ ابو الطیب شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ نے "عارضة الأحوذی شرح جامع الترمذی" کے حوالہ سے علامہ قاضی ابوبکر العربی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: "تَعْلِيقُ الْقُرْآنِ لَيْسَ مِنْ طَرِيقِ السُّنَّةِ، إِنَّمَا السُّنَّةُ فِيهِ ذِكْرٌ، دُونَ التَّعْلِيقِ"(٦٦٣) [قرآن لٹکانا مسنون طریقہ نہیں ہے۔ اس بارے میں سنت تو یہ ہے کہ اس کو پڑھ کر اس سے نصیحت حاصل کی جائے، اسے لٹکایا نہ جائے]۔

قرآنی تعویذ لٹکانے کے دینی نقصانات

قرآنی تعویذ لٹکانے کے چند عظیم دینی نقصانات جو کسی ذی عقل سے پوشیدہ نہیں رہ سکتے، یہ ہیں:

ا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا تعویذ کے ذریعہ تکلیفوں اور بلاؤں کے دفعیہ کا طلب گار ہونا جب کہ قرآنِ کریم میں واضح طور پر مذکور ہے: ﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ﴾(٦٦٤) [اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کو دور کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں] اس ارشادِ باری تعالیٰ سے واضح ہوتا ہے کہ ہر طرح کے شر اور مصائب کو دور کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، تعویذوں کو لٹکانا کسی مصیبت کو از خود دور نہیں کرسکتا۔

٦٦٣۔عون المعبود ٦/٤

٦٦٤۔سورۃ الأنعام: ١٧ وسورۃ یونس: ١٠٧

شیخ محمد عبدالسلام خضیر مصری رحمہ اللہ بعض تعویذات، جن میں سے بعض میں قرآن کے کلمات بھی درج ہیں، ذکر کرنے کے بعد ان کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''جس شخص نے ان میں سے کسی ایک پر یہ عقیدہ رکھتے ہوئے عمل کیا کہ اس میں شفا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرے، کیونکہ اس نے یہ اعتقاد کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے میں اور دعا اور دوا، جن کا کرنا اس پر لازم ہے، کوترک کرنے میں شفا ہے۔''(٦٦٥)

٢۔ جو کچھ تقدیر میں لکھا جاچکا ہے اسے تعویذ کے ذریعہ بدل سکنے کا یقین رکھنا۔

٣۔ دعا اور دوا کو ترک کر کے صرف تعویذوں پر ہی تکیہ کر لینا، حالانکہ انسان کو ان دونوں چیزوں کا حکم دیا گیا ہے۔

آج صورتِ حال یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو مرض یا کسی مصیبت سے نجات دلانے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے مروی کوئی مسنون دعا یا دم تجویز کیا جائے اور بتایا جائے کہ اسے پڑھنے سے مریض کو باذن اللہ شفا ہو جائے گی یا مصیبت زدہ پر سے مصیبت رفع ہو جائے گی، تو اسے تشفی نہیں ہوتی۔ لیکن اگر کسی مسنون دعا یا دم کی بجائے اسے یہ بتا دیا جائے کہ فلاں بزرگ کا مجرب فلاں تعویذ یا نقش لکھ کر مریض کے سر کے نیچے رکھ دینا یا اسے سر یا بازو پر باندھ دینا، یا دھو کر پلا دینا تو فوراً مرض دور بھاگ جائے گا یا مصیبت ٹل جائے گی، تو یہ تعویذ یا نقش اس شخص کے نزدیک اکسیر سے بھی بڑھ کر ہو جاتا ہے۔

یہ چیز انسانوں کو دعا جیسی عبادت سے غافل اور دور رکھ کر صرف اس کے اجر و ثواب سے ہی محروم نہیں کرتی بلکہ ان کے دلوں سے اس کی قدر و اہمیت کو ختم کرتی ہے اور حقیقی، مؤثر اور شرعی طریقہ علاج سے بھی باز رکھتی ہے۔

٦٦٥۔السنن والمبتدعات ص ٣٢٧

ان بعض عظیم دینی مفاسد اور نقصانات کے علاوہ قرآنی تعویذوں کو لٹکا کر قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء میں جانا، اسی طرح ہمبستری کے دوران یا حالتِ احتلام و جنابت وحیض ونفاس میں اس کو لٹکائے رہنا قرآن کی بے حرمتی اور بے ادبی کا باعث بھی ہوتا ہے۔

راقم کا ذاتی مشاہدہ ہے کہ بیشتر حالات میں مندرجہ بالا مفاسد ان مشہور دینی اصول سے غلط فائدہ اٹھانے سے ہی وجود میں آتے ہیں۔ یہ اصول اوپر متعدد مقامات پر اس طرح بیان ہو چکے ہیں: ''لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ '' اور ''مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ ''، لیکن میں کہتا ہوں کہ ایک دوسرا مشہور دینی قاعدہ یہ ہے کہ: ''دَرْءُ الْمَفَاسِدِ مُقَدَّمٌ عَلَى جَلْبِ الْمَنَافِعِ'' [مفاسد کو دور کرنا منافع حاصل کرنے پر مقدم ہے] پس اگر تعویذ کے بعض فوائد اور اس کے مذکورہ بالا مفاسد پر غور کیا جائے تو یقیناً ہر ذی عقل اس کے نفع پر اس کے مفاسد کو مقدم رکھتے ہوئے اس سے کلّی طور پر اجتناب کا ہی حکم دے گا۔



مسنون دعاؤں سے دم (جھاڑ پھونک) کرنا

جہاں تک بعض غیر شرکیہ چیزیں، مثلاً قرآنی سورتوں یا آیات یا مسنون اذکار اور دعاؤں (شرعی منتر) کو پڑھ کر جھاڑ پھونک یا دم کرنے کا تعلق ہے تو جاننا چاہیئے کہ اسلام میں شرعاً اس کی اجازت ہے، جیسا کہ اوپر ''دم اور تعویذوں کے ذریعہ علاج'' کے زیرِ عنوان ضمنی طور پر گزر چکا ہے۔ پس واضح ہوا کہ دم کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ یہ بجائے خود مؤثر اور مفید بھی ہے۔ اگر حِسّی (طبی) دوا علاج کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے اس کے کلام سے فائدہ حاصل کیا جائے اور اس کے اسمائے حسنیٰ سے استعانت طلب کی جائے تو تجربہ بتاتا ہے کہ علاج تیر بہدف بن جاتا ہے۔

لٰہذا ہر سحر زدہ مریض کے لئے مستحب ہے کہ وہ جائز دواؤں کے ساتھ شرعی جھاڑ پھونک اور مشروع دعاؤں کے ذریعہ بھی اپنے مرض کا علاج کرے۔ مگر دھوکہ باز کاہنوں، نجومیوں، قیافہ شناسوں اور شعبدہ بازوں کے پاس جانا حرام ہے، جو علمِ غیب کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اسی طرح ان پیشہ ور عاملوں کے پاس جانا بھی حرام ہے جو طلسماتی عمل، شرکیہ جھاڑ پھونک نیز ناقابلِ فہم کلمات کو بار بار دہرا کر علاج کرتے ہیں۔

جھاڑ پھونک کا حکم:۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''دم تعوذ سے زیادہ خاص ہے۔ علامہ ابن التین رحمہ اللہ کا قول ہے کہ معوذات اور اللہ تعالیٰ کے اسماء وغیرہ سے دم کرنا طبِ روحانی ہے۔ مخلوق میں سے جو ابرار ہیں اگر ان میں سے کسی کی زبان سے یہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ مگر معزم (منتر پڑھنے والے) وغیرہ جو جنوں کی تسخیر کا دعویٰ کرتے ہیں اور حق و باطل کے مرکب نیز مشتبہ امور یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے اسماء کے ساتھ شیاطین کے ذکر،

ان کے ساتھ استعانت اوران سے تعوذ وغیرہ کے ذریعہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں تو ان سے دم کروانا ممنوع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سانپ انسان کے ساتھ طبعی عداوت کی وجہ سے شیاطین کی موافقت کرتا ہے، کیونکہ دونوں ہی بنی آدم کے دشمن ہیں۔ لہٰذا جب کوئی معزم کسی سانپ کو شیاطین کے نام سے پکارتا ہے تو وہ فوراً ہی اپنی بل میں سے باہر نکل آتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو زہریلے جانور نے ڈس لیا ہو تو اگر اس پر انہیں اسماء کا دم کیا جائے تو زہر اس انسان کے بدن سے ازخود باہر بہہ نکلتا ہے۔ اسی لئے جو شخص اللہ کے ذکر اور اس کے اسماء کے علاوہ کوئی اور دم کرتا ہو تو علمائے امت نے اسے مکروہ سمجھا ہے، اگرچہ وہ عربی میں ہو، اس کے معانی بھی سمجھ میں آتے ہوں اور وہ شرک سے بری بھی ہو۔ یہ علمائے امت کتاب اللہ کے علاوہ کسی دوسری چیز سے دم کرنے کی کراہت پر متفق ہیں۔''(٦٦٦)

امام ابنِ قدامہ المقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''قاضی اور ابو الخطاب رحمہما اللہ نے تمام جادوگروں کے بارے میں ایک ہی حکم بیان کیا ہے (جو پہلے گذر چکا ہے)۔ البتہ جو شخص جادو کو قرآن یا ذکر یا قسموں یا ایسے کلام کے ذریعے جس میں کوئی حرج نہ ہو، دور کرتا ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ جادو کو جادو کے ذریعہ ہی اتارتا ہو تو امام احمد رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں توقف اختیار کیا ہے۔ اثرم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے سنا ہے' جب ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو جادو کو ختم کرنے (حل کرنے) کا دعویٰ کرتا ہے، تو آپ نے فرمایا: بعض لوگوں نے اس بارے میں رخصت دی ہے۔ ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ: وہ بھگونے نما برتن میں پانی رکھتا ہے اور اس میں کوئی پوشیدہ چیز ڈال کر اِس طرح اور اُس طرح عمل کرتا ہے، پھر اپنا ہاتھ عجیب وغریب انداز میں جھٹکتا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ اس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو اس کے

٦٦٦۔ فتح الباری ١٠/١٩٦

پاس اس طرح جادو اتروانے جائے؟ امام احمد نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے۔ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: ان سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جسے جادوگر ستاتے ہیں، پھر ایک شخص نے بتایا کہ میں اس کے توڑ کے لئے اس پر خط (بشکل دائرہ) کھینچتا ہوں اور جہاں وہ خط ملتا ہے اس جگہ چھری کو دھنساتا ہوں، پھر قرآن پڑھتا ہوں، تو امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا (سمجھتا) کہ کسی بھی حال میں قرآن پڑھنے میں کوئی حرج ہے۔ البتہ خط کھینچنے اور چھری دھنسانے کے بارے میں مجھے معلوم نہیں کہ یہ کیا ہے۔ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے مروی ہے: ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی عورت کی قربت سے روک دیا جاتا ہے، چنانچہ وہ علاج کی خاطر کوئی معالج تلاش کرتا ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نقصان دہ چیزوں سے منع فرمایا ہے، نفع بخش چیزوں سے نہیں روکا۔ نیز فرمایا: اگر تم اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کی طاقت رکھتے ہو تو ضرور نفع پہنچاؤ۔ اہلِ علم کے یہ اقوال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ منتر پڑھنے والے (عامل) اور اس قسم کے لوگ جادوگر کے حکم میں داخل نہیں ہیں! اور اس لئے بھی کہ وہ جادوگر نہیں کہلاتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نفع پہنچاتے ہیں، نقصان نہیں پہنچاتے۔"(٦٦٧)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "دم تین طرح کے ہوتے ہیں۔ اول: وہ جو دورِ جاہلیت میں کیا جاتا تھا۔ اگر اس کے معنی سمجھ میں نہ آئیں تو اس سے پرہیز کرنا واجب ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس میں شرک پوشیدہ ہو یا شرک تک لے جانے والی کوئی چیز ہو۔ دوم: وہ جو اللہ تعالیٰ کے اسماء اور کلام کے ساتھ ہو تو یہ جائز ہے، اور اگر ماثور ہو تو مستحب ہے۔ سوم: وہ جو اللہ تعالیٰ کے اسماء کے سوا یعنی فرشتہ یا صالح یا مخلوقات میں سے کسی معظم مثلاً عرش وغیرہ کے نام سے ہو تو اس سے پرہیز واجب نہیں ہے۔ چونکہ یہ مشروع نہیں ہے اس لئے اس کا ترک کرنا افضل ہے۔"(٦٦٨)

٦٦٧۔ المغنی ١٥٤/٨۔١٥٥

٦٦٨۔ فتح الباری ١٩٦/١٠۔١٩٧

آگے چل کر امام قرطبی رحمہ اللہ نے ہر قسم کی تکلیف پر جھاڑ پھونک کے جواز کی دلیل پکڑی ہے کیونکہ یہ امر مشہور اور معلوم ہے۔(٦٦٩)

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''نبی علیہ السلام نے دم کیا اور دم کروایا، اس کا حکم دیا اور اسے جائز بھی ٹھہرایا۔ پس اگر قرآن یا اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ سے جھاڑ پھونک کیا جائے تو مباح (جائز) ہے بلکہ اس کا تو حکم بھی دیا گیا ہے۔ (خود نبی ﷺ حسن وحسین رضی اللہ عنہما پر اس طرح دم فرمایا کرتے تھے: ''أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ'' [میں اللہ کے تمام کلمات کے ساتھ تم دونوں کے لئے ہر شیطان سے اور ہر اس مخلوق سے جو بدی کا ارادہ کرے اور ہر نظر لگانے والی آنکھ سے پناہ مانگتا ہوں] جس دم کو مکروہ اور ممنوع قرار دیا گیا ہے وہ ہے جو کہ غیر عربی زبان میں ہو، چونکہ اس کا معنیٰ سمجھنا مشکل ہوتا ہے اس لیے کبھی یہ کفر بھی ہوسکتا ہے، یا اس میں کوئی شرکیہ قول بھی داخل ہوسکتا ہے۔''(٦٧٠)

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ تَكُنْ شِرْكاً.'' [نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: جھاڑ پھونک میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ اس میں شرک نہ ہو] پس شرکیہ جھاڑ پھونک، مثلاً جس میں جنوں کے ذریعہ پناہ طلب کی گئی ہو وغیرہ، سے منع کیا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا﴾(٦٧١) [بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنوں کی پناہ طلب کیا کرتے تھے، جس سے وہ جنات اپنی سرکشی میں اور آگے بڑھ گئے]۔ اس لئے اہلِ علم نے ایسی قسم دلانے اور منتر پڑھنے سے منع کیا ہے، جنہیں بعض لوگ مصروع (سحرزدہ) وغیرہ کے حق میں استعمال کرتے ہیں

٦٦٩۔فتح الباری ١٠/٢٠٨

٦٧٠۔معالم السنن للخطابی ٤/٢٢٦ ونقله عنه الذهبی فی الکبائر ص ١٧

٦٧١۔سورۃ الجن:٦

حالانکہ وہ شرک پر مشتمل ہوتے ہیں بلکہ شرک کے خدشہ سے وہ ہر اس چیز سے منع کرتے ہیں جس کا معنی معلوم نہ ہو برخلاف شرعی جھاڑ پھونک کے کیونکہ وہ جائز ہے۔''(٦٧٢)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: ''مسلمانوں کے علماء نے اس دم اور جھاڑ پھونک سے منع کیا ہے جس کے معنی نا قابلِ فہم ہوں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس میں شرک ہو، خواہ دم کرنے والا یہ نہ جانتا ہو کہ وہ شرک ہے۔ صحیح مسلم میں عوف بن مالک الأشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''ہم دورِ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے پھر ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ اس جھاڑ پھونک کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنے جھاڑ پھونک میرے سامنے پیش کرو۔ اس جھاڑ پھونک میں کوئی حرج نہیں ہے جس میں شرک نہ ہو۔'' اور صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے جھاڑ پھونک سے منع فرما دیا تھا پس آل عمرو بن حزام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس ایک منتر ہے جسے ہم بچھو کے ڈسنے پر استعمال کرتے ہیں، لیکن آپ نے جھاڑ پھونک سے منع فرما دیا ہے۔ انہوں نے اسے آپ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے فرمایا: ''مَا أَرَى بَأْسًا، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ'' (٦٧٣) [مجھے اس میں کوئی حرج نظر نہیں آتا۔ تم میں سے جسے اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچانے کی استطاعت ہو تو اسے ضرور فائدہ پہنچائے]۔''(٦٧٤)

ربیع بیان کرتے ہیں: ''میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے جھاڑ پھونک کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: کتاب اللہ یا اللہ کے ذکر میں سے جو چیز معلوم ہے اس سے رقیہ کرنے میں کوئی

٦٧٢۔ مجموع الفتاوی ٣٣٦/١

٦٧٣۔ أخرجه مسلم فی الصحيح (٢١٩٩)

٦٧٤۔ مجموع الفتاوی ١٣/١٩

حرج نہیں ہے۔ میں نے پھر پوچھا کہ کیا مسلمان اہل کتاب سے رقیہ کروا سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، اگر وہ اس چیز سے جھاڑ پھونک کریں جو کتاب اللہ یا ذکر اللہ کے طور پر معلوم ہے۔ الموطا میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی عورت۔ جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر دم کیا تھا۔ سے کہا تھا: ''اسے کتاب اللہ سے دم کردو۔''...... علامہ مازری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہلِ کتاب سے رقیہ کروانے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، ایک جماعت نے اسے جائز قرار دیا ہے جب کہ امام مالک رحمہ اللہ اسے مکروہ سمجھتے ہیں...... الخ۔''(٦٧٥)

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جادو کے شکار مریض یا دوسری بیماریوں میں مبتلا مریض پر قرآنی آیات یا مباح دعاؤں سے جھاڑ پھونک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر دم فرمایا کرتے تھے۔...... مشروع دعاؤں سے دم جائز ہے...... اور انھیں میں سے ایک دم یہ ہے کہ انسان بدن کی تکلیف والی جگہ پر اپنا ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھے: ''أَعُوذُ بِاللّٰهِ وَعِزَّتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ'' (٦٧٦) [میں اس چیز کے شر سے اللہ اور اس کی عزت کی پناہ مانگتا ہوں جس کو میں محسوس کرتا ہوں، اور جس کے لاحق ہونے کا مجھے خدشہ ہے] یا اس کے علاوہ کوئی دوسری دعا پڑھے جس کا تذکرہ اہلِ علم نے رسول اللہ ﷺ سے وارد احادیث کے حوالہ سے کیا ہے۔''(٦٧٧)

لیکن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ: ''يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمُ الَّذِينَ لَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ

٦٧٥۔فتح الباری ١٩٧/١٠

٦٧٦۔رواہ أبو داود (مع العون) فی الطب ١٧/٤ والترمذی (مع التحفة) فی الطب ١٧٥/٣ ومسلم (٢٢٠٢) وابن ماجه والإمام مالك فی الموطأ فی العین والحاكم وصححه

٦٧٧۔فتاوی الشیخ ابن عثیمین ١٣٩/١

وَلَا يَسْتَرقُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ "(٦٧٨) [میری امت کے ستر ہزار لوگ بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ پوچھا گیا: اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: وہ لوگ جو فال اور بدشگونی نہیں لیتے، نہ داغنے کا علاج کرواتے ہیں اور نہ ہی جھاڑ پھونک کرواتے ہیں، بلکہ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں]۔

اس حدیث کی تخریج امام طحاوی رحمہ اللہ وغیرہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کی ہے۔

اس بارے میں وارد بعض روایات، مثلاً عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے ان ستر ہزار لوگوں میں عکاشہ رضی اللہ عنہ کے شامل ہونے کی دعا بھی فرمائی تھی۔(٦٧٩)

واضح رہے کہ مذکورہ بالا حدیث میں متوکلین کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے "وہ جھاڑ پھونک نہیں کرواتے" یعنی دوسروں سے جھاڑ پھونک نہیں کرواتے، پس اگر کوئی شخص خود مشروع طریقہ پر جھاڑ پھونک کرلے تو یہ چیز توکل کے منافی نہیں ہے، واللہ أعلم بالصواب۔

جھاڑ پھونک کے جواز میں آنے والی مذکورہ بالا احادیث اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ وغیرہ کی ان احادیث کے درمیان جمع وتطبیق کی صورت بیان کرتے ہوئے حافظ ابن اثیر الجزری رحمہ اللہ "النهاية" میں فرماتے ہیں: "جب جھاڑ پھونک غیر عربی میں یا اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور اس کی نازل کردہ کتب کے کلام کے علاوہ ہو تو مکروہ ہے۔ اگر کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ جھاڑ پھونک لامحالہ نفع پہنچاتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ اسی پر توکل کرے گا۔ اور یہی جھاڑ پھونک کرنے والے

٦٧٨۔رواه البخاری (مع الفتح) فی الطب ١٥٥/١٠، ٢١١ ومسلم فی الإيمان (٣٧٢) والترمذی (مع التحفة) فی القيامة ٣٠١/٣ وأحمد ٢٧١/١، ٣٢١ وابن حبان ١١٤/٨ (٦٣٩٦)، وانظر قصر الشارح ٣٦٤/٢ وصحيح الجامع الصغير ٣١/٤

٦٧٩۔الأدب المفرد ص ٣١٨، التعليق على الإحسان ٦٢٨/٧ وحسنه الألباني

پر توکل کرنے کی مراد ہے۔اس کے برعکس اگر قرآنی آیات، اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی اور ماثورہ جھاڑ پھونک کے ذریعہ پناہ چاہی جائے تو مکروہ نہیں ہے۔اس لئے کہا گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے قرآن کے ذریعہ جھاڑ پھونک کرکے اس پر اجرت لی، تو باطل جھاڑ پھونک کرکے اجرت لینے والے کے مقابلہ میں حق کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنے والے کا اجرت لینا زیادہ برحق ہے، جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''اِعْرِضُوا عَلَيَّ 'فَعَرَضْنَاهَا' فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهَا 'إِنَّمَا هِيَ مَوَاثِيقُ'' [اسے میرے سامنے پیش کرو۔پس ہم نے پیش کیا تو آپ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ تو (وہ) عہد ہیں (جو سلیمان بن داود علیہما السلام نے لئے تھے)]۔گویا آپ ﷺ کو یہ خدشہ تھا کہ شاید اس میں کوئی شرکیہ چیز موجود ہو جسے وہ دورِ جاہلیت میں کیا کرتے یا اس کا عقیدہ رکھتے تھے۔لہٰذا جو جھاڑ پھونک عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں ہو اور اس کے معانی سمجھ میں نہ آئیں اور نہ ہی اس کے متعلق کوئی خبر پانا ممکن ہو تو اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔

......رسول اللہ ﷺ نے اپنے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جھاڑ پھونک کا حکم فرمایا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے متعلق آپ نے سنا بھی تھا کہ وہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں، مگر آپ نے ان پر نکیر نہیں فرمائی تھی۔رہی دوسری حدیث جو اہلِ جنت کی صفات کے بارے میں وارد ہے......تو یہ اولیاء کی صفت ہے جو دنیاوی اسباب سے بے نیاز اور اس کے متعلقات سے لاتعلق رہتے ہیں۔یہ خواص کا مقام ہے، جہاں تک دوسروں کی رسائی نہیں ہوتی۔رہے عوام تو ان کے لئے علاج و معالجہ کی رخصت ہے مگر جو مصائب پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کے ذریعہ خلاصی کا انتظار کرے تو وہ جملہ خواص میں سے ہے۔اور جو صبر نہ کرسکے، اس کے لئے جھاڑ پھونک اور دوا وعلاج کی رخصت ہے۔''(٦٨٠)

حافظ ابنِ القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سحر کا سب سے نفع بخش علاج دوا آیات الٰہی ہیں بلکہ

٦٨٠۔ کذا فی تحفة الأحوذی ١٦٥/٣

یہ نافع بالذات دوائیں ہیں۔ چونکہ جادو سفلی ارواحِ خبیثہ کے اثر سے ہوتا ہے اس لئے اس کے اثر کو اس سے ٹکر لینے اور مقابلہ کرنے والے اذکار اور ان آیات اور دعاؤں کے ذریعہ ہی دفع کیا جا سکتا ہے، جو اس کے اثر وعمل کو بالکل ختم کر دیں۔ یہ چیزیں جتنی ٹھوس اور قوی ہوں گی، جادو اتارنے میں اتنی ہی زیادہ کارگر ثابت ہوں گی۔ گویا یہ دو مد مقابل فوجیں ہیں جو جنگی ساز وسامان اور اسلحہ سے لیس ہیں۔ ان میں سے جو بھی دوسرے پر غالب آئے گی، وہ اپنے مقابل کو مقہور و مجبور کر دے گی اور انجام کار اسی فوج کی حکمرانی ہوگی۔ لہٰذا اگر دل اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ڈوبا ہوا اور دعاؤں، اذکار اور تعوذات کی طرف متوجہ ہو تو وہ نفس ان سفلیات سے خلل پذیر نہ ہوگا بلکہ اس کے دل اور زبان میں یکسانیت ہوگی۔ ایسے شخص کو جادو کے اثر سے روکنے کا یہ سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اور اگر اثر ہو جائے تو یہی اس کا بہترین علاج بھی ہے۔ جادوگروں کا کہنا ہے کہ ان کے جادو کا اثر پورے طور پر ان دلوں پر ہوتا ہے جو کمزور اور جلد اثر پذیر ہوتے ہیں یا ان شہوانی نفوس پر بھی ہوتا ہے جن کا سفلیات سے تعلق ہوتا ہے۔ چنانچہ جادو کا اثر اکثر وبیشتر عورتوں، بچوں، جاہلوں، دیہاتیوں، بے دین، غیر متوکلین (توہم پرستوں) اور توحید سے غافل لوگوں پر ہی ہوا کرتا ہے، جنہیں اذکارِ الٰہی، اُدعیہ ماثورہ اور تعوذاتِ نبویہ سے کوئی حصہ نہیں ملا ہے (یعنی کوئی سروکار نہیں ہے)۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ جادو کے اثر کا تسلط عام طور پر ان کمزور (اور اثر پذیر) دلوں پر ہوتا ہے جن کا میلان سفلیات کی جانب ہوتا ہے۔ اہلِ خرد کا کہنا ہے کہ وہی سحر زدہ ہوتا ہے جو خود جادوگر کو اپنے نفس پر اثر انداز ہونے میں مدد کرے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں اگر کسی چیز کی طرف دل کا لگاؤ ہوتا ہے تو وہ بکثرت اسی کی طرف دیکھتا ہے، نتیجتاً اس کے دل پر ایسی چیزیں مسلط ہو جاتی ہیں جن کی جانب اس کا طبعی رجحان یا لگاؤ ہوتا ہے۔ ارواحِ خبیثہ کا تسلط (یا قبضہ) بھی انھیں جانوں پر ہوتا ہے جنہیں وہ میلان کے باعث اپنے مناسبِ احوال پوری طرح تیار پاتی ہیں۔ وہی نفوس ارواحِ خبیثہ کے مناسبِ احوال ہوتے ہیں جو قوتِ الٰہیہ سے فارغ ہوتے ہیں اور ان کے پاس ان

خبیث روحوں سے جنگ کرنے کا ساز و سامان موجود نہیں ہوتا۔ پس وہ ان نفوس کو بے ساز و سامان اور فارغ پاتی ہیں، مزید یہ کہ ان نفوس میں ان ارواحِ خبیثہ کے مناسبِ حال میلان بھی موجود ہوتا ہے چنانچہ ایسے نفوس پر پوری طرح ان کا قبضہ ہو جاتا ہے اور وہ جادو وغیرہ کے ذریعہ ان پر اپنا اثر ڈالنے پر قادر ہو جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جاننے والا ہے"۔ (۶۸۱)

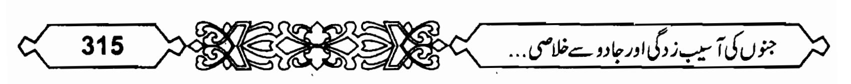
دم اور جھاڑ پھونک کے جواز کی شرائط: ۔ بعض علماء کے نزدیک دم صرف نظرِ بد اور زہریلے جانور کے ڈسنے کی صورتوں ہی میں جائز ہے۔ وہ ان کے علاوہ کسی دوسرے علاج کے لئے دم کو درست نہیں سمجھتے، گویا ان کے نزدیک دم کے لئے عین اور لدیغ ہونا شرط ہے۔ (۶۸۲)

حافظ ابنِ حجر عسقلانی اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمہما اللہ فرماتے ہیں: "اگر دم میں یہ تین شرطیں موجود ہوں تو اس کے جواز پر علماء کا اجماع ہے: ۱۔ دم اللہ تعالیٰ کے کلام یا اسماء یا صفات کے ساتھ ہو، ۲۔ عربی زبان میں ہو یا ایسا کہ جس کے معانی سمجھ میں آسکتے ہوں، ۳۔ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ دم بذاتہ مؤثر نہیں ہے بلکہ فائدہ دینے والی تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اگرچہ دم کے جواز کے لئے کسی شرط کے ہونے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے لیکن راجح بات یہی ہے کہ مذکورہ بالا شرائط کو معتبر اور ضروری سمجھا جائے۔" (۶۸۳)

لیکن میں کہتا ہوں کہ ہمارے نزدیک دم کے جواز کے لئے مذکورہ بالا تین شرائط کے علاوہ چند اور شرطیں بھی ہیں، مثلاً جھاڑ پھونک شرکیہ کلمات پر مشتمل نہ ہو، رقیہ کا تعلق کسی بھی طرح جادو کے عمل سے نہ ہو، رقیہ کرنے والا ساحر، کاہن اور عراف نہ ہو، رقیہ میں کوئی حرام بات یا گالی گلوچ یا لعنت یا سب وشتم اور فحش کلامی موجود نہ ہو، رقیہ قبرستان یا بیت الخلاء میں نہ کیا جائے، کسی مخصوص ستارہ کی

۶۸۱۔الطب النبوی ص ۱۲۶۔۱۲۷ و کذا فی فتح الباری ۲۳۵/۱۰ ملخصاً و تذکیر البشر ص ۵۱۔۵۳

۶۸۲۔انظر فتح الباری ۱۹۶/۱۰ ۶۸۳۔فتح الباری ۱۹۵/۱۰ و فتح المجید ص ۱۰۳



طرف متوجہ ہو کر یا کسی خاص وقت، مثلاً سورج کے طلوع یا غروب یا زوال کے اوقات یا کسی مخصوص ماہ کی مخصوص تاریخ کو رقیہ کے لئے خاص نہ کیا جائے، اسی طرح کسی مخصوص قابلِ اعتراض یا ناپاک حالت، مثلاً برہنگی یا حالتِ جنابت یا حیض یا نفاس وغیرہ کے ایام، کو بھی رقیہ کے لئے خاص نہ کیا جائے۔

اسی طرح یہ چیز اگرچہ ہمارے نزدیک شرط تو نہیں مگر مستحب ضرور ہے کہ دم سنت نبوی سے ثابت ہو، اسے مسنون طریقہ پر ہی کیا جائے اور کسی مخصوص وضع ترکیب و کیفیت سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

کیا واقعی جن اور جادو اتارنے کے نُشرہ (منتر) سے آسیب اور جادو اتر جاتے ہیں؟

''نُشرۃ'' میں نون پر پیش ہے جیسا کہ ''قاموس'' وغیرہ میں مذکور ہے۔

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ابوالسعادات رحمہ اللہ کا قول ہے کہ نشرۃ علاج اور رقیۃ (جھاڑ پھونک) کی ایک قسم ہے۔ اس کے ذریعہ اس شخص کا علاج کیا جاتا ہے جس پر جنوں کے اثر (چھو لینے) کا شبہہ ہو۔ اس کا نام نشرہ اس لئے رکھا گیا ہے کیونکہ اس کے ذریعہ مریض پر سے مرض کا اثر تتر بتر، یعنی کھلتا اور زائل ہو جاتا ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: نشرہ جادو کی ایک قسم ہے۔[684] کہا جاتا ہے: میں نے نشرہ کے ذریعہ اس پر سے جادو اتارا یا جادو کا توڑ کیا۔ اسی طرح منقول ہے: ''شاید وہ جادو کے اثر میں مبتلا تھا، پس قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے ذریعہ اس کا جادو اتارا'' یعنی اس پر دم کیا۔[685] امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سحر زدہ پر سے جادو کے اثر کو دور کرنا نشرہ کہلاتا ہے اور صرف وہی شخص جو خود جادو جانتا ہو اس کام کو کرنے پر قادر ہو سکتا ہے۔''[686][687]

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' میں تعلیقاً ذکر کیا ہے: ''قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اگر کسی شخص پر جادو ہوا اور وہ اس کے باعث اپنی عورت کے پاس نہ آ سکے تو کیا اس پر سے جادو اتارا جائے یا نشرہ کریں؟ آپ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کے ذریعہ اصلاح مقصود ہے، پس جو چیز لوگوں کے لئے نفع بخش ہو اس

٦٨٤_أخرجه الخطابي في معالم السنن ٤/ ٢٠١

٦٨٥_كذا في النهاية لابن الأثير ٥/ ٥٤

٦٨٦_انظر غريب الحديث لابن الجوزي ٢/ ٤٠٨

٦٨٧_فتح المجيد ص ٢٥٩

کی ممانعت نہیں ہے۔"(٦٨٨)

لیکن اس بارے میں شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس بات کو ایسے طریقہ پر محمول کیا جائے گا جس میں (شرعاً) کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ اس سے اصلاح ہوتی ہے اور اصلاح کا حکم دیا گیا ہے نیز منکر سے روکا گیا ہے۔ جادو کے حل کا یہ طریقہ جھاڑ پھونک، استعاذہ اور مباح اشیاء پر مبنی ہے۔"(٦٨٩)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "سعید بن میسب رحمہ اللہ کا مذکورہ بالا قول "صحیح مسلم" کے "باب الرقیۃ" میں جابر رضی اللہ عنہ کی اس مرفوع حدیث سے موافقت رکھتا ہے: "مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ" [جو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کی طاقت رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ ضرور فائدہ پہنچائے]۔ جس کو نظرِ بد لگی ہو اس کے غسل والی حدیث بھی نشرہ کی مشروعیت کی تائید کرتی ہے۔...... محدث عبدالرزاق رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے تخریج کی ہے، فرماتے ہیں: عربی نشرہ جو نقصان دہ نہ ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔"(٦٩٠)

امام الدعوۃ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "امام احمد رحمہ اللہ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ ان سب اعمال کو ناپسند کرتے تھے۔"(٦٩١)

پس معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب جنوں کو بذریعہ نشرہ اتارنے والی روایت قطعاً ساقط الاعتبار ہے، واللہ أعلم بالصواب۔

٦٨٨۔صحیح البخاری (مع الفتح) ٢٣٢/١٠ تعلیقاً وشرح السنة ١٩٠/١٢ ووصله ابن جریر الطبری فی التهذیب کما فی تغلیق التعلیق ٤٩/٥ بإسناد صحیح

٦٨٩۔التعلیق المفید ص ١٥٤

٦٩٠۔فتح الباری ٢٣٣/١٠

٦٩١۔روایة جعفر عنه کما فی الآداب الشرعیة لابن مفلح ٧٧/٣ وأورده صاحب کتاب التوحید (مع فتح المجید) ص ٢٥٩

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس ناپسندیدگی کے متعلق فرماتے ہیں: ''اس سے مراد وہ نشرہ ہے جو شیطانی عمل سے متعلق ہے اور جس میں شیاطین کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔''(٦٩٢)

امام الدعوۃ رحمہ اللہ نے مزید فرمایا ہے: ''حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''لَا يَحُلُّ السِّحْرَ إِلَّا السَّاحِرُ ''(٦٩٣) [جادو کو صرف جادوگر ہی اتارتا ہے]

مشہور تابعی سعید بن میسب رحمہ اللہ کا جو قول اوپر گزرا ہے اس کی تشریح کرتے ہوئے حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ابوبکر الأثرم رحمہ اللہ نے ''کتاب السنن '' میں ابان العطار کے واسطہ سے قتادہ رحمہ اللہ سے موصولاً اور اسی کے مثل ہشام الدستوائی رحمہ اللہ کے واسطہ سے قتادہ رحمہ اللہ ہی سے اس کی روایت ان الفاظ کے ساتھ کی ہے: جو اس کا علاج کرتا ہو اسے تلاش کیا جائے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نقصان پہنچانے والی چیزوں سے منع فرمایا ہے لیکن نفع بخش چیزوں سے منع نہیں کیا۔ امام طبری رحمہ اللہ نے ''کتاب التھذیب ''میں یزید بن زریع کے واسطہ سے قتادہ رحمہ اللہ سے اور انھوں نے سعید بن میسب رحمہ اللہ سے تخریج کی ہے: وہ سحر زدہ شخص کے کسی ایسے شخص کے پاس جانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جو اسے جادو سے چھٹکارا دلا سکے بلکہ کہتے تھے کہ یہ کارِ خیر ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: حسن بصری رحمہ اللہ اسے مکروہ جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسے تو صرف جادوگر ہی جانتا ہے۔ سعید بن میسب رحمہ اللہ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے نقصان دہ چیزوں سے منع فرمایا ہے، مگر نفع بخش چیزوں سے نہیں روکا۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے ''المراسیل''

٦٩٢۔التعلیق المفید ص ١٥٤

٦٩٣۔أخرجه ابن جرير الطبرى فى التهذيب كما فى فتح البارى ٣٣٣/١٠، وهذا الأثر ذكره ابن الجوزى فى جامع المسانيد، ونقله عنه ابن مفلح فى الآداب الشرعية ٧٧/٣ وذكره صاحب كتاب التوحيد مع (فتح المجيد) ص ٢٦٠

میں حسن بصری رحمہ اللہ سے مرفوعاً تخریج کی ہے کہ: ''اَلنُّشْرَةُ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ'' [نشرہ شیطانی عمل ہے] امام احمد رحمہ اللہ نے اسے موصولاً ذکر کیا ہے (۶۹۴) اور امام ابوداود رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے حسن سند کے ساتھ اس کی روایت کی ہے۔ (۶۹۵) امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''نشرہ'' سحرزدہ پر سے جادو کو حل یعنی دور کرتا ہے۔ اس کام کو کرنے پر صرف وہی شخص قادر ہوسکتا ہے جو خود جادو جانتا ہو۔ امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا سحرزدہ پر سے جادو کو چھڑایا جائے؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ رحمہ اللہ کا معتمد قول یہی ہے۔ حدیث اور اثر میں نبی کریم ﷺ کے فرمان: ''اَلنُّشْرَةُ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ'' [نشرہ شیطانی عمل ہے] جواب یہ دیا جائے گا کہ اس قول میں ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو اس کے اہل ہوں (یعنی شیطانی عمل کرتے ہوں)۔ چونکہ نیت اور ارادہ کے مطابق حکم بدلتا رہتا ہے، لہٰذا جس نے اس سے بھلائی کا قصد کیا اس کے لئے یہ باعثِ خیر ہے، ورنہ سراپا شر ہوگا۔ حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول یہ تحدید (حصر) اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے کیونکہ جادو کی گرہ کبھی جھاڑ پھونک سے کھلتی ہے تو کبھی دعاؤں اور تعویذ سے۔ اس بات کا احتمال بھی ہے کہ نشرہ کی دو قسمیں ہوں۔'' (۶۹۶)

امام ابنِ قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سحرزدہ پر سے جادو کو حل (دور) کرنا ''نشرہ'' کہلاتا ہے ، اس کی دو قسمیں ہیں: اوّل: جادو کو اس جیسے جادو کے ذریعہ ہی دور کرنا، جو کہ شیطانی عمل ہے۔ دوم: نشرہ جو جھاڑ پھونک، تعوذات اور مباح ادویہ کے ذریعہ ہوتا ہے، تو یہ جائز ہے۔'' (۶۹۷)

٦٩٤ـ مسند أحمد ٢٩٤/٣

٦٩٥ـ سنن أبي داود (مع العون) في الطب ٥/٤ وأحمد في المسند ٢٩٤/١٣، وقال ابن مفلح في الآداب الشرعية ٧٣/٣: إسناده جيد، ونقله عنه صاحب كتاب فتح المجيد ص ٢٥٩، وقال الحافظ في فتح الباري ٢٣٣/١٠: إسناده حسن، وصححه الألباني في صحيح سنن أبي داود باب في النشرة

٦٩٦ـ فتح الباري ٢٣٣/١٠

٦٩٧ـ ينظر زاد المعاد لابن القيم ١٢٤/٤، ١٨١ ونقله عنه صاحب كتاب التوحيد (مع فتح المجيد) ص ٢٦١ وأورده ابن باز رحمه الله في حاشية الدروس المهمة ص ١٨٩

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علاج کی غرض سے جادوگروں کے پاس جانا جائز نہیں ہے۔ یہی بات اہلِ علم کے نزدیک صحیح ہے اگرچہ ان سے صرف دوا کرانی ہی مقصود ہو اور جانے والا اس سے رضا مند بھی نہ ہو کیونکہ ان کی طرف جانا انہیں شرک اور ارتکابِ محرمات کی دعوت دینا ہے۔ ایسے شخص کو چاہیئے کہ شرعی دواؤں کے ذریعہ راحت حاصل کرے۔''(٦٩٨)

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: ''جادوگروں کے ذریعہ جادو کا علاج کرانا، جس میں قربانی کے ذریعہ جنوں کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے یا اس کے علاوہ دوسرے طریقوں سے ان کی قربت حاصل کی جاتی ہے تو یہ ناجائز ہے کیونکہ یہ شیطانی عمل ہے بلکہ شرکِ اکبر میں سے ہے۔ لہٰذا اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔''(٦٩٩)

ابن باز رحمہ اللہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ''جادو کو جادو کے ذریعہ جدا کرنا جائز نہیں ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی کریم ﷺ سے نشرہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: 'هِيَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ' [یہ شیطانی عمل ہے] اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ نے عمدہ سند کے ساتھ نیز امام ابوداود رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا ہے۔''(٧٠٠)

واضح رہے کہ علامہ الألبانی رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اکثر شرکیہ منتر پڑھنے والے جنوں کو بھگانے سے عاجز رہتے ہیں۔ بیشتر وہ لوگ جو جنوں کو اپنے قبضہ میں رکھتے (یا رکھنے کا دعویٰ کرتے) ہیں جب لوگ

٦٩٨۔التعليق المفيد ص ١٤٠۔١٤١

٦٩٩۔علاج الأمراض بالقرآن و السنة ص ٢٦

٧٠٠۔حاشية الدروس المهمة ص ١٨٩

ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ آسیب زدہ شخص پر جس جن کا سایہ ہے اسے قتل کردیں یا قید میں ڈال دیں (یا اسے جلا کر بھسم کردیں) تو ان کے بارے میں لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ انہوں نے اسے قتل کردیا ہے یا قید میں ڈال دیا ہے (یا جلا کر بھسم کردیا ہے) حالانکہ یہ محض ان کا خیال اور جھوٹ ہوتا ہے۔''(۷۰۱)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث میں بصراحت اس بات کی دلیل موجود ہے کہ جونشرہ دورِ جاہلیت میں معروف تھا نیز یہ کہ سحر زدہ پر سے جادو کو اسی جیسے جادو کے ذریعہ دور کرنا شرعاً منع ہے۔

۷۰۱۔مجموع الفتاویٰ ۱۹/۴٦



تعویذ، دم اور جھاڑ پھونک پر اجرت طلب کرنا

شریعت میں مذکورہ بالا چیزوں کی اجازت کے ساتھ یہ بھی قطعاً بعید از عقل ہے کہ دوا اور علاج کو چھوڑ کر صرف جھاڑ پھونک پر ہی تکیہ کرلیا جائے، اور کچھ لوگ اس کے لئے عملیات اور تعویذوں کے مستقل مطب کھول کر بیٹھ جائیں اور اسی کو اپنا ذریعہ معاش بنالیں۔ بعض لوگ مسند أحمد، عمل الیوم واللیلة لابن السنی اور سنن الدارمی میں مروی یعلی بن مرہ کی حدیث (جس کا تذکرہ اوپر عنوان ''رسول اللہ ﷺ کا آسیب زدوں پر سے جنوں کو بھگانا'' کے تحت گزر چکا ہے) سے جھاڑ پھونک اور دم ومنتر پر اجرت لینے کا جواز نکالتے ہیں لیکن معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ حدیث ضعیف اور قطعاً ناقابل استدلال ہے۔

اسی طرح بعض حضرات ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کی ''صحیحین'' والی اُس روایت سے تعویذ گنڈوں پر اجرت لینے اور جھاڑ پھونک کے مطب چلانے کا جواز بھی نکالتے ہیں کہ جس میں کسی صحابی کا دورانِ سفر کسی قبیلہ کے سردار پر، جسے بچھو نے ڈنک مار دیا تھا، سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے، ان سے بھیڑیں قبول کرنے نیز رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کا تذکرہ ہے: ''خُذُوهَا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ'' [بھیڑیں لے لو، اور اس میں میرے لئے بھی حصہ لگاؤ]، وفي رواية: ''اِقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْماً'' [ایک دوسری روایت میں ہے: آپس میں تقسیم کرلو اور اپنے ساتھ میرا بھی حصہ لگاؤ]، وفي رواية: ''إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللهِ'' [(عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی) ایک روایت میں ہے: تمہارے لئے یہ زیادہ برحق بات تھی کہ تم نے اللہ کی کتاب پڑھ کر اس پر اجرت لی (بجائے اس کے کہ تم کسی اور عمل پر اجرت لیتے)]۔ (۷۰۲)

۷۰۲۔صحیح البخاری مع الفتح ۴۵۲/۴۔۴۵۳، ۱۹۹/۱۰، ۲۰۹ وشرح السنة ۲۲۲/۵

اس صحیح مگر نادر واقعہ کے آخر الذکر مرفوع جملہ کے عموم واطلاق سے بوقتِ ضرورت یا اتفاقی طور پر شرعی رقیہ پر اجرت لینے کی گنجائش اور جواز ثابت ہوتا ہے۔ مزید اس لئے بھی کہ ان صحیح روایات کی ناسخ یا ان ہی کے درجہ کی کوئی دوسری معارض حدیث موجود نہیں ہے اگر بعض روایات ملتی بھی ہیں تو وہ ان سے کم تر درجہ کی ہیں۔ اس واقعہ کے علاوہ خارجہ بن الصلت عن عمہ کی حدیث سے بھی شرعی رقیہ پر اجرت کا جواز ثابت ہوتا ہے جس میں بصراحت مذکور ہے کہ جس مریض پر دم کیا گیا تھا وہ مجنون اور مخبول العقل تھا۔ اس دوسرے واقعہ کا تذکرہ آگے ''جس کی عقل جادو وغیرہ کے سبب ماری گئی ہو' اس کا علاج'' کے زیرِ عنوان آئے گا مگر یہ دونوں واقعات متعدد وجوہ سے ان جبہ ودستار بردار پیشہ ور باباؤں، مولویوں، عاملوں اور خانقاہیوں کے لئے قطعاً نظیر اور مستقل ضابطہ یا قانون نہیں بن سکتے جو شہروں اور قصبوں کی مسجدوں اور خانقاہوں کے حجروں میں تعویذوں، دم اور جھاڑ پھونک کے ذریعہ علاج ومعالجہ کے مستقل مطب کھول کر بیٹھے ہیں اور اسی مشغلہ کو انہوں نے اپنی کمائی کا اکلوتا ذریعہ بنا رکھا ہے لیکن چونکہ یہ اس کی تفصیل کا موقع نہیں ہے اس لئے ہم یہاں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کرنے سے گریز کرتے ہوئے فقط اس میں پوشیدہ بعض مفاسد کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں:

اول: سلف صالحین، صحابہ کرام وتابعین کے عہد میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی ہے کہ ان میں سے کسی نے ان چیزوں کو باقاعدہ پیشہ یا کمائی کا ذریعہ بنا لیا ہو۔ جہاں تک ابوسعید الخدری اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والی روایات کا معاملہ ہے تو جاننا چاہئے کہ یہ دونوں روایات ایک ہی قصہ کی حکایت میں وارد ہیں جیسا کہ امام ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ وغیرہ نے صراحت فرمائی ہے۔[۷۰۳] اس خاص موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان قبیلہ والوں سے ان کی بے مروتی (یعنی میزبانی سے انکار) کے باعث ناراض ہوکر ان سے وہ بھیڑیں وصول کی تھیں۔ ظاہر ہے کہ

۷۰۳۔فتح الباری ۱۰/۱۹۹

بے سروسامانی کے ان مخصوص حالات میں کسی قبیلہ والوں کی طرف سے کسی مسافر کی میزبانی سے انکار کرنا نہایت خطرناک اور پُر ہلاکت نتائج کا باعث ہوسکتا تھا۔ پھر اگر یہ اجرت کا معاملہ ہوتا تو وہ بھیڑیں دم کرنے والے صرف اسی صحابی کا حق ہوتیں، ان کا تمام صحابہ میں تقسیم کیا جانا اور نبی ﷺ کا بھی اس میں سے اپنے لئے حصہ طلب کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ پس معلوم ہوا کہ یہ کوئی خالص اجرت کا معاملہ نہیں تھا بلکہ ان مخصوص حالات میں صحابہ کی طرف سے ایک ہنگامی ردِعمل پر ان کی تألیف قلب کے لئے نبی ﷺ نے وہ فرمایا تھا جو کہ اس صحیح حدیث میں مذکور ہے اور اوپر بیان کیا جا چکا ہے، واللہ أعلم بالصواب۔

دوم: ایسا کرنے سے عوام میں یہ غلط تأثر پیدا ہوگا کہ اس شخص میں عام لوگوں سے بالاتر کوئی غیر مرئی قوت موجود ہے حالانکہ اس میں کوئی قوت نہیں بلکہ اصل تأثیر تو اللہ کے کلام میں اور شفا اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

سوم: اس عمل سے شیطان کو گمراہی کا راستہ کھولنے میں مدد ملے گی اور وہ اس طرح کہ جب کوئی آسیب زدہ کسی عامل کے پاس جائے گا تو شیطان جھٹ سے اس کے جسم سے چیختا چلاتا نکل بھاگے گا اور لوگوں کو یہ غلط تأثر دے گا کہ اس عامل میں کوئی پوشیدہ قوت موجود ہے۔ اس کی تاکید ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آنے والے اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے جب آپ کی زوجہ نے ان سے بیان کیا: ''میری آنکھ پھڑ پھڑاتی تھی مگر جب میں ایک یہودی معالج کے پاس جاتی تھی تو آنکھ کا پھڑ پھڑانا رُک جاتا تھا، آپ نے فرمایا: وہ شیطان تھا جو تمہاری آنکھ میں کھودتا تھا اور معالج کے پاس جانے سے رک جایا کرتا تھا۔''(۷۰۴)

چہارم: ایسا کرنے سے بعض شعبدہ بازوں اور فریبی جادوگروں کو مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں

٧٠٤۔انظر صحیح ابن ماجه ٢٦٩/٢

مدد ملے گی۔

پنجم: جاہل، لالچی اور دنیا پرست قسم کے لوگ بھی علاج کے نام پر اپنی دوکانیں چمکا کر لوگوں کا استحصال کرنے لگیں گے، اور نتیجتاً ان میں اور درحقیقت شرعی علاج کرنے والے اللہ کے مخلص بندوں کے مابین فرق وامتیاز کرنا دشوار ہو جائے گا۔ (۷۰۵)

۷۰۵۔ مستفاد من کتاب الرقی للدکتور علی العلیانی



بعض مخصوص دعائیں اذکارِ مسنونہ اور وظائف

جنوں اور شیطانوں سے بچاؤ کے ضمن میں بہت سی مسنون چیزیں اوپر ''جنوں اور شیطانوں سے مقابلہ کے لئے مؤمن کے ہتھیار اور بعض احتیاطی تدابیر'' کے زیر عنوان بیان کی جا چکی ہیں جنہیں جنوں سے تحفظ کے علاوہ انہیں بھگانے اور ان سے خلاصی پانے کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ان چیزوں کے علاوہ ہم ذیل میں عوام کے فائدہ کے پیشِ نظر جادو کے علاج سے متعلق چند ماثورہ دعائیں، مفید اذکار اور بعض مخصوص وظائف مزید ذکر کرتے ہیں:

(۱) جبرئیل علیہ السلام کا دم: جب رسول اللہ ﷺ پر سحر کر دیا گیا تھا تو جبرئیل علیہ السلام نے آپ پر جو دعا پڑھ کر دم فرمایا تھا وہ ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس طرح مروی ہے: ''جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا: اے محمد ﷺ! کیا آپ بیمار ہیں؟ فرمایا: ہاں، تو جبریل علیہ السلام نے یہ دعا پڑھ کر آپ پر دم فرمایا تھا: ''**بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ**''(۷۰۶) [میں اللہ کے نام کے ساتھ تجھ پر دم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو تجھ کو تکلیف دے، ہر نفس کے شر سے، یا حسد کرنے والی نظرِ بد سے۔ اللہ تجھ کو شفا دے۔ اللہ کے نام کے ساتھ میں تجھ پر دم کرتا ہوں]۔

علامہ شیخ عبدالعزیز ابنِ باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سحر واقع ہونے کے بعد اس کے علاج کے لئے اس دعا کو تین تین بار پڑھ کر مکرر دم کیا جائے۔''(۷۰۷)

۷۰۶۔ رواہ مسلم (۲۱۸۶) والترمذی (مع التحفة) ۲/۱۲۶، وقال: حدیث حسن صحیح، والبغوی ۲۳۰/۵ والنسائی وابن ماجه کذا فی الأذکار ص ۱۲۵

۷۰۷۔ کذا فی تذکیر البشر ص ۱۹

(۲) جادو اور دیگر امراض کے لئے مسنون دم: چونکہ جادو بھی مرض ہی کی ایک قسم ہے لہٰذا سحر کے علاج کے لئے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی اس دعا کا پڑھنا بھی ان شاء اللہ مفید اور مسنون ہے۔ عبدالعزیز سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں اور ثابت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو ثابت نے کہا: اے ابوحمزہ! مجھے تکلیف (بیماری) ہے۔ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر جھاڑ پھونک نہ کردوں؟ انہوں نے عرض کی: کیوں نہیں، پس آپ نے یوں پڑھا: ''اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ 'مُذْھِبَ الْبَاْسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي 'لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ 'شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا ''(۷۰۸) [اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کرنے والے! شفا عطا فرمادے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی دوسرا شفا دینے والا نہیں ہے۔ ایسی شفا عطا فرما کہ مرض کا نام و نشان باقی نہ رہے]۔

بعض دوسری روایات میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس دم کے یہ الفاظ بھی مروی ہیں: ''أَذْھِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا ''(۷۰۹) [اے لوگوں کے رب! یہ تکلیف دور کردے، اور شفا عطا فرمادے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا کوئی شفا کارگر نہیں۔ ایسی شفا عطا فرما کہ مرض کا نام و نشان باقی نہ رہے]۔

ذخیرہ احادیث میں اس سے ملتے جلتے بعض دوسرے صیغے بھی مروی ہیں، مثلاً: ''اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْھِبِ الْبَأْسَ وَاشْفِهِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا ''(۷۱۰) اور ''امْسَحِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِکَ الشِّفَاءُ لَا کَاشِفَ لَهُ إِلَّا أَنْتَ ''(۷۱۱) جب کہ

۷۰۸۔رواہ البخاری (مع الفتح) ۲۰۶/۱۰ وأبو داود (مع العون) ۱۷/۴ وأخرجه الترمذی (مع التحفة) فی الجنائز ۱۲۶/۲ والنسائی أیضا

۷۰۹۔رواہ البخاری ۱۳۱/۱۰

۷۱۰۔رواہ البخاری ۲۰۶/۱۰

۷۱۱۔رواہ البخاری ۲۰۶/۱۰

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں یہ الفاظ مروی ہیں: ''أَذْهِبِ الْبَأسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ اشْفِ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا''(۷۱۲)

علامہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ اوّل الذکر دم کے متعلق فرماتے ہیں: ''یہ دعا سحر اور دوسرے امراض کے علاج کے لئے ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس دعا سے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دم فرمایا کرتے تھے۔ اس دعا کو تین بار پڑھ کر دم کیا جائے۔''(۷۱۳)

(۳) جادو سے شفا کا عمومی علاج:۔ امام ابن ابی حاتم اور امام ابوالشیخ رحمہما اللہ نے لیث بن ابی اسلم سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: ''مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ یہ آیتیں بحکمِ الٰہی جادو سے شفا کا ذریعہ ہیں۔ ان آیات کو پانی سے بھرے برتن پر پڑھ کر سحرزدہ کے سر پر انڈیلا جائے۔ وہ آیتیں یہ ہیں: ﴿فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ☆ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ﴾(۷۱۴) ﴿فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ☆ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صَاغِرِينَ ☆ وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ☆ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ☆ رَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ﴾(۷۱۵) اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى﴾(۷۱۶) جیسا کہ شیخ عبدالرحمٰن ابن حسن آل شیخ اور شیخ عبدالعزیز ابن باز رحمہما اللہ نے ''جائز نشرہ'' کے وصف میں بیان کیا ہے۔(۷۱۷)

۷۱۲۔رواہ البغوی ۲۲٤/٥

۷۱۳۔کذا فی تذکیر البشر ص ۱۹

۷۱٤۔سورة یونس:۸۱۔۸۲

۷۱٥۔سورة الأعراف:۱۱۸۔۱۲۲

۷۱٦۔سورة طه:٦۹

۷۱۷۔رواہ ابن أبی حاتم فی التفسیر وأبو الشیخ کما فی الدر المنثور ۳۸۱/٤ ونقله آل الشیخ فی فتح المجید ص ۲٦۱ وابن باز فی المقالات والفتاویٰ ص ۹٤۔۹٥ ملخصاً

واضح رہے کہ اس طریقہ علاج کی روایت امام ابن ابی حاتم نیز امام ابوالشیخ رحمہما اللہ نے کی ہے۔

(۴) جادو کے سبب جماع سے رک جانے کا علاج: یہ جادو کی سب سے سخت ترین، شدید تکلیف دہ اور سخت درد اور ضرر رساں صورت ہے۔ جو شخص جادو کے سبب جماع سے روک دیا گیا ہو اسے ''محبوس'' کہتے ہیں۔ ہم اس تکلیف سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آلِ شیخ رحمہ اللہ جادو کی اس قسم کے علاج کے بارے میں فرماتے ہیں: ''ابنِ بطال رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وہب بن منبہ رحمہ اللہ کی کتاب میں مذکور ہے کہ بیری کے سات ہرے پتے لے کر انہیں دو پتھروں کے درمیان پیس لیں۔ پھر اسے پانی میں ملا دیں۔ اور اس پر آیۃ الکرسی اور چاروں قُل پڑھ کر دم کریں۔ پھر اس میں سے بیمار تین گھونٹ پیئے اور باقی پانی سے غسل کر لے۔ اس پر سے جو بھی اثر ہے وہ باذن اللہ ختم ہو جائے گا۔ یہ نسخہ اس آدمی کے لئے بہتر ہے جسے اپنی بیوی کے ساتھ مجامعت سے روک دیا گیا ہو۔''(۷۱۸)

علامہ شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جادو کے علاج کے طریقوں میں سے ایک مشروع طریقہ وہ بھی ہے جس کا تذکرہ بعض متقدمین نے اس طرح کیا ہے کہ بیری کے ہرے پتے لے کر انہیں باریک پیس لیا جائے۔ پھر اسے پانی میں گھول کر اس پر یہ آیتیں (جن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے) پڑھی جائیں۔ پھر سحر زدہ یا محبوس شخص اس میں سے تین بار پیئے، اور باقی پانی سے غسل کر لے۔ اس سے اس کی تکلیف دور ہو جائے گی۔ یہ شرعی جھاڑ پھونک ہے اور ان مجرب دواؤں پر مشتمل ہے جن میں نہ تو کوئی حرج ہے اور نہ ہی وہ نجس ہیں۔ اسی طرح نہ اس میں شیاطین سے مدد طلب کی جاتی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ کوئی چیز اس میں شامل ہے۔ لہٰذا یہ طریقہ علاج

۷۱۸۔نقلہ ابن حجر فی فتح الباری ۲۳۳/۱۰ وآل الشیخ فی فتح المجید ص ۲۶۱

حق اور درست ہے۔"[719]

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ ایک دوسرے مقام پر ایسے سحرزدہ شخص کو مشورتاً نصیحت فرماتے ہیں: "بیری کے سات سبز پتے لے کر انھیں پتھر وغیرہ سے باریک پیس لے۔ پھر اسے کسی برتن میں رکھ کر اس میں اتنا پانی ڈالے جو کہ غسل کے لئے کافی ہو۔ پھر اس پانی پر آیۃ الکرسی، سورۃ الکافرون، سورۃ الإخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس اور وہ آیتیں پڑھ کر دم کرے جن میں جادو کا ذکر ہے، مثلاً سورۃ الأعراف کی یہ آیات: ﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ☆فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُون ☆فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانقَلَبُوا صَاغِرِينَ ☆ وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ☆ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ☆ رَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ﴾[720] اور سورہ یونس کی یہ آیتیں: ﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ☆فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوسَى أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ☆ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ☆ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَو كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ﴾[721] اور سورہ طٰہ کی یہ آیتیں ﴿قَالُوا يَا مُوسَى إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَى ☆ قَالَ بَلْ أَلْقُوا فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى ☆ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَى ☆ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَى ☆ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى﴾[722] ان سورتوں اور آیتوں کو پڑھ کر اسی پانی پر دم کرلے۔ پھر اس پانی میں سے کچھ حصہ پی لے اور باقی ماندہ پانی سے غسل کرلے۔ اس سے ان شاء اللہ یہ مرض ختم ہو جائے گا۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو اس عمل کو مرض کے ختم ہونے تک دو

٧١٩۔التعليق المفيد ص ١٥٤

٧٢٠۔سورة الأعراف: ١١٧۔١٢٢

٧٢١۔سورة يونس: ٧٩۔٨٢

٧٢٢۔سورة طه: ٦٥۔٦٩

یا تین یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ دہرایا جائے۔"(۷۲۳)

(۵) خوف اور وہم میں مبتلا شخص کا علاج:۔ شیخ عبدالمجید عبدالعزیز الزاحم فرماتے ہیں:"یہ (یعنی مندرجہ بالا) علاج چند اسباب کی وجہ سے وہم اور خوف میں جکڑے ہوئے شخص کے لئے بھی مفید ہے کیونکہ ایسا مریض جماع پر قادر نہیں ہوتا اور اس کا یہ وہم بڑھتے بڑھتے واقعی ایک حقیقت بن جاتا ہے۔"(۷۲۴)

(٦)۔ جادو سے کاروبار تباہ ہو جانے، بدمزاجی، ذہنی ہیجان اور باہمی عداوت کا علاج: راقم نے شیخ ابوبکر الجزائری حفظہ اللہ سے براہِ راست ایک علمی نشست کے دوران دریافت کیا کہ جادو کی بنا پر جن لوگوں کی فصلیں یا کاروبار تباہ ہو جاتے ہوں، یا جو بدمزاجی، بیماری اور ذہنی انتشار و ہیجان کا شکار ہو چکے ہوں، یا جن زن و شوہر، یا بھائیوں یا اقارب کے درمیان محبت کی جگہ عداوت نے لے لی ہو وہ لوگ کیا کریں؟ کیا ان کے لئے بھی وہی نشرہ مفید ہوگا جس کی روایت ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ وغیرہ نے کی ہے اور اس کا تذکرہ علامہ شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل الشیخ اور علامہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہما اللہ نے اپنی اپنی مؤلفات میں "مربوط عن جماع أهله" کے علاج کے ضمن میں کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:"ایسا شخص ان دعاؤں کو بکثرت پڑھے (پھر ان دعاؤں کا تذکرہ کیا جو اوپر بیان ہو چکی ہیں) اور فرمایا: ہر قسم کے سحر زدہ شخص کے لئے اس "جائز نشرہ" کو استعمال کرنا بھی ان شاء اللہ فائدہ مند ہوگا۔ میں نے متعدد اہلِ علم سے سنا ہے کہ انہوں نے اس نشرہ کو مختلف النوع جادو کے علاج کے لئے استعمال کیا اور نفع بخش پایا ہے، والله أعلم بالصواب."

(۷) جس کی عقل جادو وغیرہ کے سبب ماری گئی ہو اس کا علاج:۔ خارجہ بن الصلت

۷۲۳۔فتوی الشیخ ابن باز رقم ۸۰۱٦ بتاریخ ۱٤۰۵/۱/۲۲

۷۲٤۔علاج الأمراض بالقرآن والسنة ص ۲٦

اپنے چچا (علاقہ بن صحار التمیمی السلیطی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں: ''ہم نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے تھے پھر آپ ﷺ کے ہاں سے رخصت ہو کر چلے تو عرب کے ایک قبیلے والوں کے ہاں ہم آئے۔ وہ کہنے لگے کہ ہمارے یہاں ایک دماغی مریض زنجیروں میں بندھا ہوا ہے، کیا تمہارے پاس اس کی کوئی دوا ہے؟ وہ اس مریض کو بیڑیوں میں بندھا ہوا لائے۔ (صحابی کہتے ہیں کہ) میں نے اس پر صبح شام تین دن تک سورۃ الفاتحۃ پڑھی۔ میں اپنا لعاب جمع کر کے اس پر پھونک مار دیتا تھا۔ پھر وہ شخص ایسا ہو گیا جیسے کہ کسی قید سے چھوٹ گیا ہو۔ قبیلے والوں نے مجھے اس کا معاوضہ دیا۔ میں نے لینے سے انکار کیا۔ وہ کہنے لگے کہ نبی ﷺ سے پوچھ لو۔ چنانچہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: کھاؤ، میری عمر کی قسم (یعنی اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری بقا ہے) افسوس اس کے لئے ہے جو باطل دم اور جھاڑ پھونک پر کھاتا ہے، تم تو حق اور سچے دم پر کھاتے ہو۔'' (۷۲۵)

(۸) آسیب زدہ گھر سے جنوں کو بھگانے کا منتر: امام ابنِ قیم الجوزیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: ''ابوالنضر ہاشم بن القاسم نے بیان کیا کہ میں اپنے گھر میں کچھ دیکھتا تھا۔ پھر کچھ لوگوں نے کہا کہ اے ابوالنضر آپ ہمارے پڑوس سے کسی دوسری جگہ چلے جائیں۔ کہتے ہیں کہ یہ چیز مجھے دشوار لگی، چنانچہ میں نے یہ بات کوفہ میں ابنِ ادریس، المحاربی اور ابواسامہ کو لکھ بھیجی۔ محاربی نے مجھے یہ جواب لکھا کہ مدینہ میں ایک کنواں تھا جس کے سوتے (چشمے) بند ہو گئے تھے، پس ایک گھوڑ سوار لوگوں کے ساتھ کنویں میں اترا۔ اس نے اسی چیز کا شک کیا، اور اس کنویں کا پانی بدلنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ مندرجہ ذیل چیزیں کسی پانی پر پڑھ کر اس پانی کنویں میں ڈال دیں۔ ایسا کرنے پر ایک

۷۲۵۔رواہ أبو داود (۳۴۲۰، ۳۹۰۱) والنسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۱۰۳۲) وأحمد فی مسندہ ۲۱۱/۵ والحاکم فی مستدرکہ ۵۶۰/۱ وابن السنی ص ۲۹۷ والطحاوی فی شرح المعانی ۲۶۹/۲ والطیالسی (۱۳۶۲)، ھو حدیث صحیح کما قال الألبانی فی صحیح الجامع (۴۳۷۰) وسلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ ۴۴/۵ (۲۰۲۷)

آگ کنویں سے نکلی اور اس کے منہ پر آ کر بجھ گئی۔ ابوالنضر بیان کرتے ہیں کہ میں نے بھی پانی سے بھرا ایک برتن لیا، اور اس میں وہی کلام پڑھا اور اس پانی کو گھر کے تمام کونوں میں لے جا کر چھڑک دیا۔ وہ (جنات) چیخ کر مجھ سے کہنے لگے: اے ابوالنضر تم نے تو ہمیں جلا ڈالا، ہم تمہارے پاس سے دور چلے جاتے ہیں۔ وہ کلام یہ ہے: بِسْمِ اللهِ أَمْسَيْنَا بِاللهِ الَّذِى لَيْسَ مِنْهُ شَيْءٌ مُمْتَنِعٌ، وَبِعِزَّةِ اللهِ الَّتِى لَا تُرَامُ وَلَا تُضَامُ، وَبِسُلْطَانِ اللهِ الْمَنِيعِ نَحْتَجِبُ، وَبِأَسْمَائِهِ الْحُسْنَى كُلِّهَا عَائِذٌ مِنَ الْأَبَالِسَةِ وَمِنْ شَرِّ شَيَاطِينِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ مُعْلِنٍ أَوْ مُسِرٍّ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ بِاللَّيْلِ وَيَكْمُنُ بِالنَّهَارِ، وَيَكْمُنُ بِاللَّيْلِ وَيَخْرُجُ بِالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّى عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ. أَعُوذُ بِاللهِ بِمَا اسْتَعَاذَ بِهِ مُوسَى وَعِيسَى وَإِبْرَاهِيمُ الَّذِى وَفَّى، مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَبْغِى، أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ☆ وَالصَّافَّاتِ صَفًّا ☆ فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا ☆ فَالتَّالِيَاتِ ذِكْرًا ☆ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ☆ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ☆ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِينَةِ الْكَوَاكِبِ ☆ وَحِفْظاً مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ☆ لَا يَسَّمَّعُونَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ☆ دُحُورًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ☆ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ﴾ (۷۲۶)(۷۲۷)

اگرچہ امام ابن القیم رحمہ اللہ مذکورہ بالا قصہ کی حکایت کے بعد فرماتے ہیں: ''یہ وہ چیزیں ہیں جو اس بندہ کے نزدیک آپ ﷺ کے ارشاد سے متعلق ہیں''، مگر میں کہتا ہوں کہ راقم کے نزدیک

۷۲۶۔سورۃ الصافات: ۱۔۱۰

۷۲۷۔الوابل الصیب ص ۱۰۰۔۱۰۱

اس واقعہ کی رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی طرف نسبت درست نہیں ہے۔ شیخ سلیم ابن عید الہلالی، حفظہ اللہ (تلمیذ شیخ الألبانی رحمہ اللہ)، نے بھی ''صحیح الوابل الصیب من الکلم الطیب'' میں اس واقعہ کے تذکرہ سے صرفِ نظر کیا ہے لیکن چونکہ امام ابنِ القیم رحمہ اللہ مشہور محدث ہیں اور منقولہ کلام میں کوئی بھی چیز قابلِ اعتراض نہیں ہے لہٰذا اگر اس منتر کو تجربہ کے طور پر غیر مسنون سمجھتے ہوئے استعمال کرلیا جائے تو ان شاء اللہ اس میں کوئی حرج نہ ہوگا، واللہ أعلم بالصواب۔

(۹) گھر سے آسیب کو دفع کرنے اور محفوظ رکھنے کا ایک اور طریقہ: گھر میں پوری سورہ بقرہ پڑھی جائے۔ ایک حدیث شریف میں ہے: ''لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ، إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ''(۷۲۸) [اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ بے شک اس گھر سے شیطان فرار ہو جاتا ہے جس میں کہ سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہو]۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِنَّ الشَّيْطَانَ يَخْرُجُ مِنَ الْبَيْتِ إِذَا سَمِعَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ تُقْرَأُ فِيهِ''(۷۲۹) [جب شیطان کسی گھر میں سورہ بقرہ پڑھتے ہوئے سنتا ہے تو اس گھر سے باہر نکل جاتا ہے]۔

اس بارے میں ایک روایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کے آخر میں یہ الفاظ مروی ہیں: ''وَإِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ تُقْرَأُ خَرَجَ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِى تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ''(۷۳۰) [جب شیطان سورہ بقرہ پڑھتے ہوئے سنتا ہے تو اس گھر سے باہر نکل جاتا

۷۲۸۔رواہ مسلم ۱۸۸/۲ وأحمد ۲۸۴/۲، ۳۳۷، ۳۸۸

۷۲۹۔رواہ أبو عبید بسند حسن

۷۳۰۔رواہ الدارمی ۴۰۴/۲ والحاکم ۲۶۰/۲ وصححہ ووافقہ الذهبی وحسنه الألبانی فی سلسلة الأحادیث الصحیحة (۵۸۸)

ہے جس میں کہ سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے]۔

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں: ''مَا مِنْ بَيْتٍ يُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ إِلَّا خَرَجَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضَرِيطٌ ''(۷۳۱)[جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان ریاح خارج کرتا ہوا باہر نکل جاتا ہے]۔

بعض احادیث میں شیطان کے گھر سے نکل بھاگنے کی بجائے شیطان کے اس گھر میں داخل ہی نہ ہونے کا تذکرہ مروی ہے جس میں سورہ بقرہ کی تلاوت ہوتی ہو، چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ ' وَأَنَّ الْبَيْتَ الَّذِي تُقْرَأُ الْبَقَرَةُ فِيهِ لَا يَدْخُلُهُ الشَّيْطَانُ ''(۷۳۲)[اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، کیونکہ وہ گھر جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا]۔

اور سہل بن سعد سے مروی ہے: ''مَنْ قَرَأَهَا (يَعْنِي سُورَةَ الْبَقَرَةِ) لَيْلًا لَمْ يَدْخُلِ الشَّيْطَانُ ثَلَاثَةَ لَيَالٍ وَمَنْ قَرَأَهَا نَهَارًا لَمْ يَدْخُلِ الشَّيْطَانُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ''(۷۳۳)[جو رات میں سورہ بقرہ پڑھے، تین رات تک شیطان اس (گھر) میں داخل نہیں ہوگا اور جو دن میں اس کی تلاوت کرے تو تین دنوں تک اس (گھر) میں شیطان داخل نہیں ہوگا]۔

اور نبی ﷺ سے مروی ہے: ''اقْرَءُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَدْخُلُ بَيْتاً يُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ ''(۷۳۴)[اپنے گھروں میں سورہ بقرہ پڑھو، کیونکہ جس گھر میں

۷۳۱۔رواہ الدارمی ۲/۳۰۹

۷۳۲۔رواہ الترمذي (مع التحفة) ٤/٢٤ وقال: هذا حديث حسن صحيح وصححه الألباني فی صحيح سنن الترمذی و سلسلة الأحاديث الصحيحة (١٥٢١)

۷۳۳۔رواہ ابن حبان كذا فی تحفة الأحوذی ٤/٢٤

۷۳٤۔صححه الألباني فی سلسلة الأحاديث الصحيحة (١٥٢١)

سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا]۔

اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ کِتَابًا قَبْلَ أَنْ یَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفَیْ عَامٍ فَأَنْزَلَ مِنْهُ آیَتَیْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَلَا تُقْرَآنِ فِي دَارٍ ثَلَاثَ لَیَالٍ فَیَقْرَبُهَا الشَّیْطَانُ''[۷۳۵] [بیشک اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل ایک کتاب لکھی، پھر اس میں سے دو آیتیں نازل فرمائیں جن سے سورہ بقرہ ختم ہوتی ہے۔ جس گھر میں تین رات یہ آیتیں نہیں پڑھی جاتیں شیطان اس گھر کے قریب (یعنی اس گھر میں داخل) ہو جاتا ہے]۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آیَاتٍ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَیْلَةٍ، لَمْ یَدْخُلْ ذَلِکَ الْبَیْتَ شَیْطَانٌ تِلْکَ اللَّیْلَةَ حَتَّی یُصْبِحَ: أَرْبَعًا مِنْ أَوَّلِهَا، وَآیَةَ الْکُرْسِيِّ، وَآیَتَانِ بَعْدَهَا، وَثَلَاثَ خَوَاتِیمِهَا، أَوَّلُهَا: لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ... الخ''[۷۳۶] [جس نے رات میں سورہ بقرہ کی دس آیتوں کی تلاوت کی اس رات شیطان صبح ہونے تک اس گھر میں داخل نہیں ہوتا۔ وہ دس آیتیں یہ ہیں: چار ابتدائی آیات، آیت الکرسی، آیت الکرسی کے بعد کی دو آیتیں، اور آخری تین آیتیں جو لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ...... سے شروع ہوتی ہیں]۔

(۱۰) سرکش شیطانوں کے حملہ کا توڑ: حدیث شریف میں مروی ہے کہ ایک شخص نے عبدالرحمٰن بن خنبش رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''ابنِ خنبش! جب شیاطین رسول اللہ ﷺ کو نقصان پہنچانے آئے تھے تو آپ نے کیا دعا پڑھی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: شیاطین گھاٹیوں اور وادیوں سے

۷۳۵۔رواہ الدارمی ۹۰۶/۲ والترمذی ۲۳۵/٤ وقال غریب، والنسائی وابن حبان والحاکم وصححه علی شرط مسلم ولفظه: "ولا یقرآن فی بیت فیقرب به شیطان ثلاث لیال" ورواه الطبرانی عن شداد بن أوس وقال الهیثمی فی مجمع الزوائد ۳۱۳/٦: رجاله ثقات

۷۳٦۔سنن الدارمی ۹۰٥/۲

رسول اللہ ﷺ کو ڈھونڈتے ہوئے آئے، ان میں سے ایک شیطان کے پاس آگ کا شعلہ تھا وہ رسول اللہ ﷺ کو اس سے جلانا چاہتا تھا۔ جب آپ نے اسے دیکھا تو گھبرا گئے۔ اس موقع پر جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور انہوں نے فرمایا: اے محمد ﷺ! آپ یہ دعا پڑھیئے: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقٌ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ.... یہ دعا پڑھنے سے آگ کا وہ شعلہ بجھ گیا اور اللہ عزوجل نے شیطانوں کو نامراد فرمادیا۔"[۷۳۷] [میں اللہ کے ان پورے کلمات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں کہ کوئی نیک اور بد ان سے تجاوز کر ہی نہیں سکتا، اس برائی سے جو آسمان سے اترتی ہے اور چڑھتی ہے، اور اس برائی سے جو زمین میں پیدا ہوتی ہے اور جو زمین سے نکلتی ہے، اور رات دن کے فتنوں کی برائی سے، اور رات دن کے تمام حوادث کی برائی سے، مگر اس واقعہ سے جو بھلائی لے کر آئے۔ اے شفیق ومہربان! ہمارے اوپر رحم فرما]۔

۷۳۷۔رواه أحمد ۴۱۹/۳ وابن السني ص ۳۰۱ وإسناده صحيح، انظر مجمع الزوائد ۱۲۷/۱۰ والطحاوية بتخريج الأرناؤوط (۱۲۳)



جادو کا ابطال اور استفراغ

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حتی الامکان جادو کی جگہ کا پتہ چلانے کی کوشش کی جائے، خواہ زمین میں ہو یا پہاڑ میں یا کسی اور جگہ، پس جب اس کا علم ہو جائے تو اسے نکال کر تلف کر دیا جائے۔ اس طرح جادو باطل ہو جائے گا۔''(۷۳۸)

امام بخاری رحمہ اللہ کی روایت میں بھی یہ مروی ہے: ''نبی کریم ﷺ ذروان کنویں کے پاس تشریف لائے، یہاں تک کہ جادو کی گئی چیز کنویں سے نکالی گئی''، جیسا کہ اوپر ''کیا نبی ﷺ پر جادو ہوا تھا؟ ایک تحقیقی بحث'' کے زیرِ عنوان بیان کیا جا چکا ہے۔

۷۳۸۔فتاویٰ شیخ ابن باز رقم (۸۰۱۶) بتاریخ ۱۴۰۵/۱/۲۲

حِسّی دواؤں کے ذریعہ جادو سے بچاؤ اور علاج

ا۔ عجوہ کھجور کے ذریعہ علاج: شیخین رحمہما اللہ نے اپنی اپنی ''صحیح'' میں عامر بن سعد سے روایت کی ہے، بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعد رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے: ''مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ''(739) [جس نے سات عجوہ کھجوروں سے اپنی صبح کی (یعنی صبح سات عجوہ کھجوریں کھائیں) تو اسے اس دن زہر اور جادو نقصان نہ پہنچا سکے گا]۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں: ''آپ ﷺ نے عجوہ عالیہ کے بارے میں فرمایا: ''أَوَّلَ الْبُكْرَةِ عَلَى رِيقٍ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ سِحْرٍ أَوْ سُمٍّ''(740) [نہار منہ عجوہ عالیہ کا بغیر پانی کے کھانا ہر جادو یا (اور) زہر سے شفا ہے]۔

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''امام خطابی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے: عجوہ کھجور کا جادو اور زہر کے لئے مفید ہونا مدینہ کی کھجور کے لئے نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت کے باعث ہے۔ اس میں کھجور کی کوئی خاصیت نہیں ہے۔ علامہ ابن التین رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس بات کا احتمال ہے کہ اس سے مراد مدینہ کی کوئی خاص قسم کی کھجور ہو جو کہ اب نہیں پائی جاتی ہے۔ ''مصابیح'' کے بعض شارحین نے بھی یہی کہا ہے کہ اسی کھجور میں یہ خاصیت ہے۔ وہ مزید کہتے ہیں: اس چیز کا بھی احتمال ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص ہو لیکن ایسا ہونا بعید ہے کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عجوہ کی یہ صفت آپ ﷺ کے بعد بیان کی ہے۔ اور ''المشارق'' کے بعض شارحین نے بیان

۷۳۹۔رواه البخاری (مع الفتح) ۲۳۸/۱۰ ومسلم فی الأشربة، باب فضل تمر المدينة (۲۰۴۷)

۷۴۰۔أخرجه أحمد ۷۷/۶، ۱۰۵، ۱۵۲ وقال الألبانی: وهذا إسناد جيد وهو على شرط الشيخين، كذا في سلسلة الأحاديث الصحيحة ۶۵۵/۴

کیا ہے کہ: مدینہ کی کھجوروں کی یہ خصوصیت تو متن کے الفاظ سے واضح ہے، البتہ اسے آپ ﷺ کے دور کے ساتھ خاص کرنا بعید ہے۔ جہاں تک سات عدد کھجور میں اس خصوصیت کے ہونے کا تعلق ہے تو بظاہر اس میں کوئی راز پوشیدہ ہے، ورنہ مستحب یہ ہے کہ کسی بھی طاق عدد میں کھالی جائیں۔ علامہ مازری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علمِ طب کی رو سے اس کا معنی سمجھنا محال ہے۔ اگر اس کھجور کا زہر کے علاج میں فائدہ مند ہونا طبی نقطۂ نظر سے معلوم ہو جائے تو بھی سات کے عدد پر اکتفا کرنے کی مصلحت سمجھ سے باہر ہے۔ اسی طرح صرف اسی جنس یعنی عجوہ کھجور پر رُک جانا سمجھ سے باہر ہے۔ اگر ہمارے زمانہ میں اس کھجور میں شفا کا باقی رہنا ثابت نہ ہو تو شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ یہ خصوصیت رسول اللہ ﷺ کے اہلِ زمانہ یا ان میں سے بیشتر کے لئے ہی مخصوص تھی۔ اگر یہ تاثیر بیشتر حالات میں پائی جائے تو اسے اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ آپ ﷺ کی مراد اکثر حالات میں اس وصف کی تھی۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ وصف اعلیٰ درجہ کی عجوہ اور حدودِ مدینہ میں پیدا ہونے والی کھجوروں کے لئے ہی خاص ہے۔ ان کی اس خصوصیت کا اشکال اس طرح دور ہو جاتا ہے کہ بعض دواؤں میں شفا ان کی جنس کی بجائے بعض علاقوں کے ساتھ خاص ہوتی ہے۔...... امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں عجوۂ مدینہ کی خصوصیت مذکور ہے۔ البتہ جس طرح نمازوں کی تعداد اور زکاۃ کے نصاب کی حکمت سمجھ سے باہر ہے اسی طرح سات عدد کی قید لگانے کی حکمت اور اس کا معنی بھی نہیں سمجھا جا سکتا۔ آپ مزید فرماتے ہیں: مازری اور عیاض رحمہما اللہ نے اس بارے میں فضول گفتگو کی ہے، جس سے ہرگز کسی دھوکہ میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بظاہر یہ حدیث جادو کے بطلان اور زہر کو دفع کرنے کے لئے مدینہ کی عجوہ کھجور کی خصوصیت کے بارے میں وارد ہے۔ یہاں مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا۔ یہ خواص کے باب سے ہے جس کا ادراک ظنی قیاس کے ذریعہ ممکن نہیں ہے۔''(۷۴۱)

۷۴۱۔فتح الباری ۱۰/۲۳۹۔۲۴۰

۲۔کلونجی کے ذریعہ علاج: خالد بن سعد سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ''ہم سفر پر نکلے، ہمارے ساتھ غالب بن ابجر بھی تھے۔ وہ راستہ میں بیمار پڑ گئے۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو وہ بیمار ہی تھے۔ ابنِ عتیق نے ان کی عیادت کی تو فرمایا: تم ان کالے دانوں (کلونجی) کو ضرور لو۔ اس کے پانچ یا سات دانے لے کر انہیں پیس لو۔ پھر اسے تیل کے ساتھ ناک کے دونوں نتھنوں میں ٹپکاؤ، کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا ہے: انھوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''إِنَّ هَذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا مِنَ السَّامِ ''(۷۴۲) [یہ کلونجی ہر مرض کی شفا ہے، سوائے سام کے۔ میں نے پوچھا: سام کیا ہے؟ تو فرمایا: موت]۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ''انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ' قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَالسَّامُ: الْمَوْتُ' وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ: الشُّونِيزُ'' (۷۴۳) [کلونجی میں ہر مرض کی شفا ہے، سوائے سام کے۔ ابنِ شہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ''سام'' کے معنی موت ہیں اور ''حبة السوداء'' سے مراد ''شونیز'' یعنی کلونجی ہے]۔

۳۔سینگی کے ذریعہ علاج: امام ابنِ القیم رحمہ اللہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے: ''یہ علاج کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ' وَتِسْعَ عَشْرَةَ' وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ

۷۴۲۔رواہ البخاری (مع الفتح) ۱۴۳/۱۰

۷۴۳۔رواہ البخاری (مع الفتح) ۱۴۳/۱۰ ومسلم فی السلام ۲۵/۷ والترمذی (مع التحفة) ۱۸۵/۳ وقال: حدیث حسن صحیح وابن ماجہ ۳۴۲/۲ وأحمد ۲۴۱/۲، ۳۴۶/۵، ۳۵۴

دَاءٍ'' (۷۴۴) [جس نے چاند کی ۱۷، ۱۹ اور ۲۱ تاریخوں کو سینگی لگوائی، اسے ہر بیماری سے شفا ہو جائے گی]۔

ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بھی وارد ہے: ''خَيْرُ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ'' (۷۴۵) [جن چیزوں سے تم علاج کرتے ہو ان میں بہترین علاج سینگی لگوانا ہے]۔

امام ابنِ القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جادو ارواحِ خبیثہ کی تاثیرات، ان کی طرف طبیعت کے میلان اور اثر کو قبول کرنے کی استعداد کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اصلاً طبیعت کا یہ میلان اور اثرات کو جلد قبول کرنا ہی جادو کے اثر کو شدید تر بنا دیتا ہے۔ کبھی جادو کا اثر جسم کے کسی خاص حصہ تک ہی محدود ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں جسم کے اس مخصوص حصہ پر، جہاں جادو کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے، سینگی لگوانا بہترین علاج ثابت ہوتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ سینگی کا استعمال اسی طریقہ پر کیا جائے جو کہ مطلوب ہے۔'' (۷۴۶)

میں کہتا ہوں: خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر جادو کا جادو ہی کے ذریعہ علاج کیا جائے تو قطعاً حرام ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حرام چیزوں سے علاج کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ ان شاء اللہ آگے ''غیر شرعی علاج کے طریقوں کو اپنانے کی ممانعت'' کے زیرِ عنوان بیان کیا جائے گا لیکن جب یہ علاج قرآنِ کریم، دعاؤں اور جائز نشرہ یا دواؤں کے ذریعہ ہو تو جائز ہے، واللہ أعلم بالصواب۔

۷۴۴۔رواه أبو داود (مع العون) فی الطب ۳/٤(۳۸٦۱) والبیهقی ۳٤۰/۹، قال الشوكانی فیه: سكت عنه أبو داود والمنذری وهو من روایة سعید بن عبدالرحمن بن عوف الجمحی عن سهیل بن أبی صالح وسعید وثقه الأكثرولینه بعضهم من قبل حفظه وله شاهد مذكور فی الباب بعده كذا فی نیل الأوطار ٤٥۱/٥، وحسنه الألبانی فی سلسلة الأحادیث الصحیحة ۱۹۱/۲(٦۲۲)

۷٤٥۔أخرجه الحاكم ۲۰۸/٤ وقال: صحیح علی شرط الشیخین ووافقه الذهبی ورواه أحمد ۹/٥، ۱۵، ۱۹ وصححه الألبانی فی سلسلة الأحادیث الصحیحة ٤۳/۳ (۱۰۵۳)

۷٤٦۔الطب النبوی ص ۱۲۵۔۱۲٦ وزادالمعاد ۱۲۵/٤

برصغیر میں رائج جادو وغیرہ سے احتیاط
اور علاج کے بعض غیر شرعی طریقے

برِّصغیر میں رائج جادو سے احتیاط کے بعض غیر شرعی طریقے

اگر آج امتِ محمدیہ کے افراد کے جسموں کی تلاشی لی جائے تو بیشتر افراد کی گردنوں یا بازؤں یا کمر میں چاندی کے خول یا سبز یا سیاہ یا سرخ یا سفید کپڑے کے غلافوں یا موم جامہ میں کوئی تعویذ لٹک رہا ہوگا یا کوئی سکہ یا مونگا یا کوڑی یا گھونگا یا کسی دھات کا بنا ہوا چھوٹا سا چاقو یا چھری یا چابی یا چھلّہ ملے گا۔ ان چیزوں کے ساتھ آپ کو لوگوں کے جسموں پر تانت، رنگ برنگے دھاگے (کلاوا)، امام ضامن، گنڈے اور کڑے وغیرہ اور انگلیوں میں مخصوص قسم کے پتھروں یا نقوش والی انگوٹھیاں بھی ملیں گی۔ ان سب کا عقیدہ ہوتا ہے کہ یہ تمام چیزیں انہیں بیماریوں، حادثات، جادو، جنوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھتی ہیں اور چابی سے تو گویا ان کی قسمت ہی کھل جاتی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ گلی کوچوں میں جابجا جادوگروں کے ساتھ آپ کو تعویذ گنڈوں کے بیوپاریوں، جنوں کو اتارنے، بھوت، پریت اور آسیب کو بھگانے والے عاملوں، قسمت بدلنے اور مستقبل کا حال بتانے والے مفتریوں (کاہنوں، قیافہ شناسوں اور نجومیوں) اور دم نیز جھاڑ پھونک کے نام پر عوام کا استحصال کرنے والوں کی ایک عظیم فوج بھی نظر آئے گی۔



تعویذ گنڈوں کے بیوپاریوں اور عاملوں کی بدبختی

اگر ان تعویذ گنڈوں کے بیوپاریوں اور عاملوں کے عمومی احوال پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ کسی ضرورت مند سے الّو کا ناخن یا پنجہ یا پر یا خون منگاتے ہیں تو کسی سے سور یا ریچھ کے بال یا سیہی (خار پشت) کے کانٹے یا لومڑی کے ناخن وغیرہ لانے کو کہتے ہیں کہ ان بالوں میں گرہیں لگائی جائیں گی یا ان پنجوں یا ناخنوں پر عمل کیا جائے گا یا ان سے تعویذ لکھے جائیں گے۔ اس طرح لوگوں کو جنگلوں، ویرانوں، بیابانوں اور قبرستانوں کی خاک چھنواتے ہیں۔ کسی سے اپنے سفلی عمل کے لئے نفاس (زچگی) یا حیض کے خون میں آلودہ کپڑا منگاتے ہیں تو کسی سے دشمن کی اُترن (پہنا ہوا کپڑا) یا اس کے تراشے ہوئے بال یا ناخن لانے کا مطالبہ کرتے ہیں، کسی سے سوئی، لیمون، ہری مرچ، سیندور اور انڈا منگایا جاتا ہے تو کسی کو سفید یا سرخ یا سیاہ مرغ یا کالا بکرا لانے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور اسے یہ بتایا جاتا ہے کہ اس کے خون سے تعویذ لکھے جائیں گے حالانکہ یہ بات معلوم ہے کہ بہایا ہوا خون ناپاک ہوتا ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں مذکور ہے: ﴿إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ﴾[٧٤٧] [مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون ہو یا سوّر کا گوشت ہو، کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے] پس ناپاک اور حرام چیزوں سے لکھے ہوئے تعویذوں کی افادیت کے بارے میں قارئینِ کرام خود بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

٧٤٧۔سورة الأنعام:١٤٥

پانی پر دم وغیرہ کرنے کے کاروبار اور عوام کی جہالت کی انتہا

جہاں تک پانی پر دم کرنے کے کاروبار کا تعلق ہے تو یہ بھی خوب عروج پر ہے۔اس کے علاوہ باقی دوسرے دھندے بھی اتنے ہی زور و شور سے چل رہے ہیں۔کوئی مولوی یا مسجد کا مؤذن یا خانقاہ کا پیر، فقیر یا باوا تشتریوں یا بٹر پیپر پر زعفران یا کسی پاک خوشبودار چیز، مثلاً عرقِ گلاب وغیرہ سے قرآنی آیات یا کچھ دعائیں یا بعض نا قابلِ فہم کلمات لکھ کر یا نقوشِ سلیمانی بنا کر پانی یا آبِ زمزم میں دھو کر اسے پلانے یا جسم کے بعض اعضاء پر یا مکان کے کچھ حصوں میں چھڑکنے کا مشورہ دیتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس سے تمام دکھ درد دور ہو جائیں گے، یا لڑکا پیدا ہوگا یا دردِزہ کے بغیر زچگی ہو جائے گی یا جنات اور آسیب بھاگ جائیں گے، وغیرہ۔بعض کہتے ہیں کہ ہمارا ذاتی تجربہ ہے کہ آیت: ﴿فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ﴾[748] [پس انہوں نے اس گائے کو ذبح کیا اور امید نہ تھی کہ وہ اسے ذبح کریں گے] کے تعویذ کی یہ تاثیر ہے یا آیت: ﴿وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ﴾[749] [اور اس میں جو ہے اسے وہ اگل دے گی اور خالی ہو جائے گی] کے تعویذ کی یہ اور وہ تاثیر ہے۔بظاہر امام احمد بن حنبل اور امام ابنِ تیمیہ رحمہما اللہ بھی کتاب اللہ کی آیات کو کسی پاک صاف چیز پر لکھ کر اسے دھو کر کسی مصیبت زدہ مریض کو پلانا جائز اور مباح سمجھتے تھے۔زچگی کی تکلیف دور کرنے کے سلسلہ میں ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا ایک اثر، جس کی روایت ابنِ السنی رحمہ اللہ وغیرہ نے مرفوعاً بھی کی ہے، بہت مشہور ہے[750] اور بعض علماء مثلاً علی بن الحسن ابن شقیق، امام احمد بن حنبل اور امام ابن تیمیہ وغیرہ رحمہم اللہ، کے نزدیک معمول بہ رہا ہے۔چنانچہ عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''میں نے اپنے والد (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) کو کسی عورت کے

۷۴۸۔سورة البقرة:۷۱ ۷۴۹۔سورة الانشقاق:۴

۷۵۰۔عمل اليوم والليلة ص ۲۹۲

لئے اسے کسی پیالہ یا صاف برتن پر لکھتے ہوئے دیکھا ہے۔"[۷۵۱] اس اثر میں ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول مذکور ہے کہ: "اگر کسی عورت کو ولادت کے وقت شدید تکلیف ہو تو کسی صاف برتن پر "بِسْمِ اللهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ"، "كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوٓا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحٰهَا" [۷۵۲]، "كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوٓا إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلٰغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ" [۷۵۳] لکھا جائے، (اور اسود بن عامر کی روایت کے مطابق اسے لکھ کر اور) دھو کر عورت کو پلایا جائے، اور اس کی ناف کے نیچے پیٹ اور شرمگاہ پر چھڑکا بھی جائے۔" مگر حق بات یہ ہے کہ یہ اثر سنداً بہت زیادہ ضعیف اور قطعاً نا قابلِ استدلال ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ابنِ ابی لیلیٰ بہت زیادہ خراب حافظہ کا مالک تھا اور دوسرا راوی عبداللہ بن محمد بن المغیرہ کو ائمہ نے غیر قوی، منکر الحدیث اور غیر متابع بتایا ہے۔ اسلاف کی طرف منسوب ان چیزوں کی شرعی حیثیت کی تفصیل کے لئے سابقہ عنوان "معنوی دواؤں (تعویذ اور دم) سے جادو کا علاج" کی طرف مراجعت مفید ہوگی۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی عامل فلیتے جلواتا ہے کہ فلاں دعا یا شداد، بیداد، نمرود، ہامان اور قارون کے نام لے کر اسے چاندنی رات میں جلا دینا، گھر سے آسیب اور سایہ رخصت ہو جائے گا۔ کوئی تعویذ دے کر اسے جوتے مار کر پہننے یا پانی میں بہانے کا مشورہ دیتا ہے تو کوئی اسے بوتل میں بند کر کے قبرستان یا ندی یا تالاب یا کنویں میں دفن کرنے کا مشورہ دیتا ہے۔ کوئی پڑھی ہوئی کیلیں (میخیں) دے کر کہتا ہے کہ اسے گھر کے چاروں کونوں میں اور شہ دروازہ (Main Door) کی چوکھٹ یا اس دروازہ سے ایک یا دو فٹ قبل زمین میں گاڑ دینا، گھر میں آسیب اور جنوں کا داخلہ ممکن نہ ہوگا۔ کوئی شکر یا مٹھائی پڑھ کر لوگوں کو دیتا ہے کہ جس کو یہ کھلائی جائے گی وہ

۷۵۱۔ مجموع الفتاویٰ ۱۹/۶۴۔۶۵ ۷۵۲۔ سورۃ النازعات:۴۶

۷۵۳۔ سورۃ الأحقاف:۳۵

اس پر فریفتہ اور اس کا جاں نثار بن جائے گا۔کوئی عامل عورتوں کو لونگ، الا ئچی، بادام، زیرہ اور سیاہ مرچ پڑھ کر دیتا ہے تاکہ وہ اس کی مدد سے من چاہی اولاد حاصل کرسکیں۔کوئی مولوی کسی دوسرے فرد کو اپنے قابو میں کرنے کیلئے چنبیلی یا زیتون کے روغن یا عطر یا آبِ زمزم یا عرقِ گلاب پر دم کر کے دیتا ہے۔کوئی پیٹ کے درد سے شفا کے لئے نمک پر دم کر کے دیتا ہے۔کوئی بیری یا انار یا پیپل کے پتوں پر کچھ لکھ کر یا دم کر کے دیتا ہے کہ اس سے فلاں اور فلاں بیماری یا تکلیف دور ہو جائے گی، کوئی کسی دشمن کو پاگل اور مفلس بنانے کے لئے سورہ مزمل الٹی طرف سے پڑھنا تجویز کرتا ہے، تو کوئی عامل دشمن کی تلّی اور جگر کاٹنے کا عمل کرتا ہے اور دیکھا گیا ہے کہ جوں جوں اس عمل کے حروف وکلمات اس عامل کی زبان پر جاری ہوتے ہیں تو معاً مسحور اپنے پیٹ میں شدید قسم کا درد اور اینٹھن محسوس کرتا ہے، حتیٰ کہ جب عامل خارج میں تلّی یا جگر کو کاٹتا ہے تو مسحور تکلیف کی شدت سے اس طرح تڑپتا ہے جیسے کہ پانی کے باہر مچھلی ہو۔جس قدر عامل خارج میں تلّی یا جگر کا حصہ کاٹتا ہے اسی قدر مسحور کے بدن میں تلّی یا جگر کا حصہ بیکار، معطل اور مفلوج ہو جاتا ہے۔کبھی کوئی عامل جنوں کو بوتل میں اتارنے کا دعویٰ کرتا ہے، تو کوئی دیوانِ حافظ سے فال نکالتا ہے۔کوئی علامہ دیوبؔی یا شیخ تھانویؔ کی کتابوں سے فرضی اور خود ساختہ اذکار اوراوراد تجویز کرتا ہے یا نقوش نقل کر کے دیتا ہے تو کوئی علمِ نجوم، علم الأعداد، علم الحروف، علم الرمل اور علم الجفر وغیرہ کی مدد سے قسمت کے حالات بتاتا ہے۔کوئی طوطا اور مینا کے ذریعہ قسمت کا حال یا زائچہ پڑھواتا ہے تو کوئی کمسن بچوں کو اپنے ناخن پر تیل لگا کر اس میں سوار شدہ جن یا چوری کرنے والے چور کی شکل دکھاتا ہے۔کوئی فیروزہ یا یاقوت یا زمرد یا عقیق یا کوئی دوسرا پتھر انگوٹھی میں پہنوا کر اس بات کی امید دلاتا ہے کہ اس سے اس کے رزق میں اضافہ ہوگا، پریشانیاں، آفات، حادثات اور بلائیں اس سے دور رہیں گی۔کوئی کسی پیر کے نام کا جانور چھوڑنے کا مشورہ دیتا ہے تو کوئی غیر اللہ کے نام پر کان چھیدوا کر اس میں بُندا پہننا تجویز کرتا ہے۔کوئی مولوی مریض یا مریضہ کے قریب اگر بتی اور بخور جلا کر دف وغیرہ بجاتا ہے اور

بعض نا قابلِ فہم کلمات یا اشعار پڑھتا ہے جس سے وہ مریض یا مریضہ اپنی جگہ سے اٹھ کر رقص کرنے لگتا یا لگتی ہے، اور پھر اس پر ہسٹر یا جیسی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ کبھی یہی مولوی اس عمل کے بعد بکرے یا دنبہ کی قربانی بھی کرواتا ہے اور اس کا خون مریض یا مریضہ کو پلواتا یا اس کے جسم پر ملواتا ہے، حالانکہ اس کی حرمت اوپر ''تعویذ گنڈوں کے بیوپاریوں اور عاملوں کی بدبختی'' کے زیرِ عنوان گزر چکی ہے۔ غرض ہر طرف کفر و شرک اور خرافات کا ایک لامتناہی طوفان برپا ہے۔

عوام کی خیر خواہی کی آڑ میں فریب

اگر کوئی ان عاملوں اور مولویوں سے ان کے اس کاروبار کے بارے میں گفتگو کرے تو فوراً دینداری اور خلوص کا لبادہ اوڑھ کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو امت کی خیر خواہی کے جذبہ سے بے قابو ہو کر یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ اصلاً اس میں ہمارا کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہے، اگر کوئی شخص بلا مطالبہ بطور تحفہ یا نذرانہ کے ہمیں کوئی چیز دے دیتا ہے تو آخر اسے لے لینے میں شرعاً کون سی چیز مانع ہو سکتی ہے؟ بعض تو یہ کہہ کر اپنا دامن چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم تعویذوں میں کوئی شرکیہ کلمہ نہیں لکھتے، اور نہ ہی اپنے عمل میں کوئی شرکیہ کلمہ کہتے ہیں تو پھر آخر یہ کیوں کر منع ہو سکتا ہے؟ بالخصوص جب کہ اس سے لوگوں کو فائدہ بھی پہنچتا ہو۔ بعض تو اس کے جواز ہی نہیں بلکہ اس کے عین عبادت ہونے کی دلیل یوں پیش کرتے ہیں کہ ہمارے پاس مسلمانوں کے علاوہ بہت سے غیر مسلم بھی آتے ہیں اور ہم انہیں قرآن کی آیات لکھ کر تعویذ دیتے ہیں اور انہیں بتا بھی دیتے ہیں کہ یہ تعویذ قرآنِ کریم کی آیات سے لکھا گیا ہے۔ اس طرح ان غیر مسلموں کو دینِ اسلام سے متعارف ہونے، اس کے قریب آنے اور قرآن کو کتابِ برحق سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ پھر جس طرح قرآن پڑھنا عبادت ہے اسی طرح اس کا لکھنا بھی عبادت ہے، اور کیا قرآنِ کریم کو شفاء نہیں کہا گیا ہے؟ اگر قرآن شفاء ہے تو اس کی آیات کو لٹکانا باعثِ شفا کیوں نہ ہوگا؟ اور قرآن کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ مختلف آیات کا مجموعہ ہی تو ہے۔ پس بقول ان کے اس کی آیات پر مشتمل تعویذوں کا لٹکانا باعثِ شفا، خیر و برکت نیز رحمتِ الٰہی کے نزول کا باعث ہی ہو سکتا ہے، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔



بلاشبہ قرآن شفا ہے، لیکن...؟

میں کہتا ہوں کہ بلاشبہ قرآنِ کریم شفا ہے جیسا کہ اس ارشاد باری تعالیٰ میں مذکور ہے: ﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ﴾ (۷۵۴)[آپ (ﷺ) کہہ دیجئے! کہ یہ تو ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے] اور ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ (۷۵۵)[اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفا ہے۔ اور ایمان والوں کے لئے رہنمائی کرنے والی (ہدایت) اور رحمت ہے] اور فرمایا: ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ (۷۵۶)[اور قرآن میں سے جو ہم نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لئے سراسر شفا اور رحمت ہے] لیکن ان آیتوں سے مراد ظاہری اور جسمانی امراض کی شفاء سے زیادہ یہ ہے کہ قرآنِ کریم سے دل کفر و نفاق اور شک و ریب کی تمام بیماریوں سے پاک ہو جاتے ہیں، جیسا کہ ناصر السنہ امام وحافظ ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر الشہیر بابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: ''یہاں امراضِ قلب سے مراد شبہات و شہوات ہیں۔ قرآن میں مذکورہ شفا دو طرح کی ہیں: چوں کہ اس میں بینات اور براہینِ قطعیہ ہیں جو حق و باطل کو کھول کر واضح کرتی ہیں، اس لئے فاسد قسم کے شبہات کا مرض اس طرح دور ہو جاتا ہے کہ جو چیز جیسی ہے ویسی ہی نظر آنے لگتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ قرآن شبہہ و شکوک کے مرض کی حقیقی شفا ہے لیکن یہ چیز اس کے سمجھنے اور اس کی مراد کو جان لینے پر موقوف ہے۔ پس جس کو اللہ تعالیٰ نے فہم [illegible] دیا ہے وہ حق و باطل کو اپنے دل کی آنکھوں سے اس طرح دیکھ لیتا ہے جس طرح کہ وہ دن اور رات کو دیکھتا ہے۔ یہ محال ہے کہ کتاب اللہ اور

۷۵۴۔سورة فصلت:٤٤ ۷۵۵۔سورة يونس:٥٧

۷۵۶۔سورة الإسراء:٨٢

رسول اللہ ﷺ کے کلام سے شفا، ہدایت اور علم و یقین حاصل نہ ہو۔ جہاں تک شہوات کے لئے اس کے شفا ہونے کا تعلق ہے تو یہ اس میں موجود حکمت، ترغیب و ترہیب، موعظتِ حسنہ، دنیا میں زہد اور آخرت کی ترغیب، عبرت آموز اور بصیرت افروز قصص و امثال کے ذریعہ ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ قلبِ سلیم کو دنیا و آخرت میں نفع بخش امور کی ترغیب دلاتا اور ہر ضرر رساں شئے سے ڈراتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دل رُشد و ہدایت کو پسند اور گمراہی کے اعمال کو ناپسند کرنے لگتا ہے۔ پس قرآن اراداتِ فاسدہ کی طرف لے جانے والے امراض کو زائل کر کے دل اور اس کے ارادوں کی اصلاح کرتا اور اس کو اس کی اصل فطرت کی طرف لوٹاتا ہے، جس پر اس کی تخلیق ہوئی ہے۔ پھر اس کے کسبی اور اختیاری افعال کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے اور بدن صحت اور صلاح کے بعد طبیعی حال پر لوٹ آتا ہے۔ انجام کار پھر جس طرح بچہ دودھ کے علاوہ کوئی دوسری چیز قبول نہیں کرتا، بدن بھی حق کے علاوہ کوئی دوسری چیز قبول نہیں کرتا......الخ۔"(۷۵۷)

میں کہتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی ان نادانوں سے پوچھے کہ کیا شہد میں شفا نہیں بتائی گئی ہے؟ یقیناً جواب اثبات میں ملے گا کیونکہ قرآنِ کریم میں نہایت واضح طور پر ارشاد ہوتا ہے ﴿يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ﴾(۷۵۸) [ان کے (شہد کی مکھی کے) پیٹ سے وہ مشروب نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں (یعنی شہد) اور اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے] پس اگر کوئی شہد کو استعمال کرنے کی بجائے اس کی بوتل گردن یا بازو یا کمر میں لٹکا کر گھومتا پھرے تو کیا اس کو شفا مل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح قرآنِ کریم صرف اسی وقت شفا بن سکتا ہے جب کہ اسے بطور تعویذ لٹکانے کی بجائے اس طرح استعمال کیا جائے جس طرح کہ اللہ عزوجل اور رسولِ کریم ﷺ نے بتایا ہے، یعنی اس کی تلاوت کرنا، اس سے نصیحت حاصل کرنا، اس سے

۷۵۷۔رسالة في أمراض القلوب ص ٤٤۔٤٦ ملخصاً

۷۵۸۔سورة النحل:٦٩

اپنے عقائد واعمال اور افکار کی اصلاح کرنا، اس کی آیات پر تفکر وتدبر کرنا، اس کے قصص وامثال سے عبرت حاصل کرنا اور اسے اپنی زندگی کا محور بنا کر اس کی تعلیمات کو ہر شعبہ حیات میں عملاً نافذ کرنا۔ نزولِ قرآن کے اس عظیم مقصد کو چھوڑ کر اگر کوئی اسے صرف گلے، بازو اور کمر میں لٹکا کر اس سے شفا حاصل کرنے کا متمنی ہو تو اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ کوئی بیمار کسی ڈاکٹر کا نسخہ یا اس کی دی ہوئی دوا کو استعمال کرنے کی بجائے اپنے گلے' بازو یا کمر میں لٹکا کر افاقہ کا متلاشی ہو۔

نام نہاد پیروں اور بزرگوں کی شعبدہ بازیوں کی حقیقت

اکثر لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ فلاں پیر یا بزرگ بہت پہنچے ہوئے، صاحب کشف وکرامت ولی، بلکہ آیة من آیات اللہ [اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی] ہیں، حالانکہ وہ صدفی صد ڈھونگی، عیار اور مکّار بلکہ انسانی بھیس میں پورے شیطان ہوتے ہیں، اور بھولی بھالی عوام پر اپنی جھوٹی دھاک بٹھانے کے لئے عجیب وغریب شعبدہ بازیاں دکھاتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر اس قسم کے عاملوں یا جادوگروں سے یہ سوال کیا جائے کہ فلاں کی جیب یا تھیلے میں کیا ہے؟ تو وہ فوراً اپنے شیاطین کی مدد سے بتا دیتے ہیں کہ اس کی جیب میں ایک پرس ہے اور اس میں اتنے روپے ہیں یا ایک چابی کا گچھا ہے جس میں اتنی چابیاں ہیں یا تھیلے میں فلاں بینک کی پاس بک یا فلاں چیز کا بل یا اتنے روپے کا چیک، وغیرہ ہے۔ کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی شخص انگاروں پر ننگے پیروں چلتا ہے یا ہاتھ میں جلتا ہوا انگارہ پکڑ لیتا ہے یا جلتی ہوئی انگیٹھی میں ہاتھ ڈال کر کوئی چیز نکالتا ہے مگر اس کا ہاتھ یا پیر نہیں جلتا۔ اسی طرح وہ زمین سے اوپر ہوا میں بغیر کسی سہارے کے سائیکل چلاتا ہے یا معلق ہوکر بیٹھا رہتا ہے یا دریا کی سطح پر اس طرح چلتا چلا جاتا ہے گویا کہ کسی میدان میں چہل قدمی کر رہا ہو اور ڈوبتا نہیں ہے یا اگر اس سے کوئی چیز طلب کی جائے تو فوراً حاضر کر دیتا ہے، وغیرہ۔ امام ابنِ تیمیہ، امام ابن الجوزی اور امام ابن القیم رحمہم اللہ نے اپنی تصانیف میں ایسے شعبدہ بازوں کے متعلق بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ ذیل میں ہم ان میں سے چند اقتباسات عوام کے علم وعبرت کے لئے پیش کرتے ہیں تاکہ وہ ان عیاروں کی شعبدہ بازیوں کو ان کی ولایت وکرامت سمجھ کر دھوکہ نہ کھائیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ منصور حلاج کے متعلق فرماتے ہیں: ''اس کا خانقاہوں اور شیاطین سے

تعلق تھا جو کبھی کبھی اس کی خدمت بھی کیا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ابو قبیس کی پہاڑی پر اس کے بعض پیروکار بھی رہتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے اس سے مٹھائی کا مطالبہ کیا، پس وہ ایک قریبی جگہ گیا اور مٹھائی کا ایک تھال لے کر آ گیا۔ بعد میں ان پر اس امر کا انکشاف ہوا کہ یہ یمن میں مٹھائی فروش کی دوکان سے چوری کیا ہوا مٹھائی کا تھال تھا، جسے شیطان وہاں سے اٹھا کر اس جگہ لایا تھا۔''

اور فرماتے ہیں: ''اس طرح کے بہت سے قصے حلاج کے علاوہ دوسروں سے بھی منقول ہیں جن پر شیطانوں کا نزول ہوتا ہے۔ ہمارے زمانہ اور دوسرے زمانوں کے ایسے بہت سے لوگوں سے ہم واقف ہیں، مثال کے طور پر ایک شخص جو ابھی دمشق میں رہتا ہے، شیطان اسے صالحیہ کی پہاڑی سے اٹھا کر دمشق کی آس پاس کی بستیوں میں لے جاتے ہیں۔ وہ گھر کی محراب تک ہوا میں اڑتا ہوا آتا ہے، اور اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ لوگ اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ وہ رات کو (دمشق کے اس وقت موجود چھ دروازوں میں سے) چھوٹے دروازہ پر آتا ہے، پھر وہ اور اس کا ساتھی دونوں اس دروازہ سے گزر جاتے ہیں۔ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ فاجر شخص ہے۔''

مزید فرماتے ہیں: ''اسی طرح ایک دوسرا شخص (ملک شام کے اطراف میں قلعہ حسینیہ کی ایک بستی 'شوبک' میں رہتا ہے۔ لوگ اسے ''الشاھدۃ'' کہتے ہیں۔ وہ ہوا میں اڑتا ہوا پہاڑ کی چوٹی تک جاتا ہے اور لوگ اسے ایسا کرتے دیکھتے ہیں۔ شیطان اس کو اٹھا کر لے جاتا ہے، اور وہ راستوں کو کاٹتا ہوا چلا جاتا ہے۔''

اسی طرح فرماتے ہیں: ''ان میں سے بیشتر شر کے سرخیل ہیں۔ ان میں سے ایک شخص کو لوگ بوشی ابو المجیب کہہ کر پکارتے تھے۔ لوگ اندھیری رات میں اس کی خانقاہ پر چڑھا وا چڑھاتے تھے اور اس کا تقرب حاصل کرنے کی نظر سے روٹیاں پکاتے تھے۔ اس پر نہ اللہ کا ذکر کرتے اور نہ ہی اس کتاب میں سے کچھ پڑھتے جس میں اللہ کا ذکر موجود ہو۔ پھر یہ بوشی ہوا میں اوپر جاتا اور لوگ

اسے دیکھتے اور شیطان سے اس کی اور اس سے شیطان کی بات چیت سنتے تھے۔ اگر کوئی ہنستا یا روٹی چوری کرتا تھا تو وہ دف پر تھاپ لگاتا تھا لیکن ان کو نظر نہیں آتا تھا کہ کس نے دف بجائی ہے۔ پھر شیطان ان کو ان کے بعض سوالوں کے جواب دیتا تھا جو وہ اس سے پوچھتے تھے، اور انہیں حکم دیتا تھا کہ وہ اس کے لئے گائے یا گھوڑے وغیرہ کو اس کے پاس لائیں اور اس کا گلا گھونٹ دیں، اس پر اللہ کا نام ہرگز نہ لیں۔ پس اگر وہ ایسا کریں تو ان کی ضرورتیں پوری ہو جائیں گی۔''

اسی طرح لکھتے ہیں: ''ایک دوسرے پیر (شعبدہ باز) جس کا رابطہ شیاطین سے تھا، کے متعلق حکایت کی گئی ہے۔ وہ ان شیاطین کو بعض انسانوں کو آسیب زدہ بنانے کے لئے بھیجتا تھا، پس جب اس آسیب زدہ شخص کے گھر والے اس بزرگ کے پاس اسے آسیب سے پاک کرنے کا مطالبہ لے کر آتے تو وہ اپنے پیروکار (شیطانوں) کے پاس پیغام بھیجتا تھا، پس وہ اس آسیب زدہ سے علیحدہ ہو جاتے تھے۔ پھر لوگ اس بزرگ کو بہت زیادہ درہم دیتے تھے۔ کبھی کبھی جنات اس کے پاس لوگوں کے درہم اور کھانا وغیرہ بھی چرا کر لاتے تھے۔ یہاں تک کہ کسی شخص کی انجیریں مٹی کے برتنوں (گھڑوں) میں رکھی تھیں۔ جب اس بزرگ نے اپنے شیطانوں سے انجیر منگائی تو ان جنوں نے اس کے لئے انجیر حاضر کردی۔ پھر جب اس نے مٹی کے برتنوں کے مالکوں سے انجیر مانگی تو انہوں نے دیکھا کہ وہ تو پہلے ہی جا چکی ہیں۔''(۷۵۹)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ان پیروں کے ذریعہ شیطانوں کی تلبیسات کے بعض طور طریقے بیان کئے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: ''حقیقت میں یہ شیاطین ہیں جو ان کو دھوکہ دیتے ہیں، کیونکہ نباتات (پیڑ پودوں) کا اس (پیر) سے مخاطب ہو کر یہ بتانا کہ اس میں کیا کیا فائدے ہیں میں خوب جانتا ہوں۔ یہ دراصل شیطان ہوتا ہے جو اس میں داخل ہو کر ان سے مخاطب ہوتا ہے۔ میں

۷۵۹۔ جامع الرسائل لابن تیمیة ص ۱۹۰۔۱۹۴ (مختصراً)

پیڑوں اور پتھروں کا ان سے مخاطب ہو کر یہ کہنا بھی اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ اے ولی اللہ! تیرے لئے خوش گواری ہو۔ پس اگر ایسے موقعوں پر آیۃ الکرسی پڑھی جائے تو یہ سب کچھ جاتا رہے۔ میں (اس حقیقت کو بھی خوب) جانتا ہوں کہ اگر کوئی پیر چڑیوں کے شکار کا ارادہ کرے تو چڑیاں وغیرہ خود اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگیں کہ مجھے پکڑ لو تا کہ مجھے فقراء کھائیں۔ اصلاً یہ شیطان ہوتا ہے جو ان کے اندر داخل ہو جاتا ہے، جس طرح کہ انسانوں میں داخل ہوتا ہے اور پھر ان کی طرف سے اس پیر سے مخاطب ہوتا ہے۔ اسی طرح ان ہی (پیروں) میں سے بعض وہ لوگ بھی ہیں جو بند گھر میں موجود ہوتے ہیں لیکن بغیر گھر کھلے ہی بہ نفسِ نفیس وہ گھر کے باہر نظر آتے ہیں یا کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح شہر کے دروازوں میں سے جنات تیزی کے ساتھ داخل ہوتے یا اس سے باہر نکلتے ہیں یا کبھی اپنے ساتھ روشنی لے کر چلتے ہیں، یا وہ چیز اس کے سامنے پیش کرتے ہیں جو وہ (پیر) ان سے طلب کرتا ہے۔ یہ شیاطین ہیں جو اس کے اصحاب کی صورت میں نظر آتے ہیں لیکن اگر بار بار آیۃ الکرسی پڑھی جائے تو یہ سب کچھ جاتا رہے۔"(۷۶۰)

ایسے لوگ عموماً یہ دعویٰ (یا ڈھونگ) کرتے ہیں کہ وہ ولی اللہ یا بہت پہنچے ہوئے بزرگ یا متقی اور پرہیزگار صاحبِ کشف وکرامت ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ شیاطین ان کی خدمت بجا لاتے ہیں اور وہ اس وقت تک شیطان کے قریب نہیں ہو سکتے جب تک کہ ایسے کام نہ کریں جو کہ شیطانوں کو پسند ہوں، مثلاً کفر اور شرک وغیرہ۔ پس جب وہ ایسا کرتے ہیں تو شیاطین ان سے خوش ہو کر ان کی بعض ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ ان فریبی بزرگوں کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ان میں سے اکثر اللہ کے کلام (یعنی قرآنی آیات) کو نجاست سے لکھتے ہیں، اور اللہ عزوجل کے کلام کے حروف کو الٹ پلٹ کر دیتے ہیں، خواہ وہ "سورة الفاتحة" کے حروف ہوں یا "قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ" یا کسی اور سورہ کے حروف۔ کبھی وہ کلام اللہ کو خون یا دوسری نجاستوں

۷۶۰۔ مجموع الفتاوی ۱۱/۳۰۰

سے بھی لکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ایسی چیزیں بھی لکھتے یا بولتے ہیں (یعنی پڑھتے یا وِرد کرتے ہیں) جن سے شیطان راضی ہو جائے۔ پس جب وہ ایسے کلمات کہتے یا لکھتے ہیں جن سے شیطان راضی اور خوش ہو جائے تو وہ ان کی بعض ضرورتیں پوری کرنے میں ان کی مدد کرتا ہے... خواہ اسے ہوا میں اٹھا کر بعض مقامات تک لے جانا ہو یا کسی دوسرے کے مال میں سے کچھ چرا کر اسے لا کر دینا ہو۔ شیاطین خیانت کرنے والوں اور ان لوگوں کے مال میں سے چوری کرتے ہیں جو اس پر اللہ کا نام نہ لیتے ہوں' وغیرہ۔''(٧٦١)

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ نے یہ بھی بیان کیا ہے: ''گمراہ اور بدعتی لوگ جن میں عبادت گزاری بھی ملتی ہے مگر ایسی عبادت کہ جو شرعی طریقوں کے مطابق نہ ہو، انہیں کبھی مکاشفات ہوتے ہیں اور بعض معاملات میں ان کے پاس تاثیر بھی ہوتی ہے۔ وہ اکثر شیطان کے ٹھکانوں پر جاتے ہیں یعنی وہ جگہیں جہاں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے، کیونکہ وہاں شیاطین ان پر نازل ہوتے ہیں اور بعض امور میں ان سے مخاطب ہوتے ہیں جس طرح کہ وہ کاہنوں سے خطاب کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ بتوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور بت پرستوں سے ہم کلام ہوتے ہیں، اور بعض مطالب میں ان کی مدد بھی کرتے ہیں جس طرح وہ جادوگروں کی مدد کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ بت پرستوں اور چاند وسورج نیز ستاروں کے پرستاروں کی مدد بھی کرتے ہیں، جب کہ وہ عمدہ لباس پہن کر، بخور (خوشبو دار لکڑی، اگر بتی اور لوبان وغیرہ) جلا کر ان چیزوں کی عبادت کریں اور ان کی تسبیح بیان کریں اور یہ سوچیں کہ یہ عبادت ان کے شایانِ شان ہے۔ پس ایسے لوگوں پر شیاطین نازل ہوتے ہیں جنہیں وہ ستاروں کی روحانیت پکارتے ہیں، پس وہ ان کی بعض ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں، خواہ وہ ان کے بعض دشمنوں کو قتل یا بیمار کرنا ہو، یا جس سے انہیں عشق ہوا سے کھینچ لانا ہو، یا کسی کا مال اڑا لانا ہو، وغیرہ لیکن اس سے ان کو جو نقصان پہنچتا ہے وہ اس کے فائدہ سے بہت بڑھ کر ہے، بلکہ ممکن ہے کہ

٧٦١۔ مجموع الفتاوی ٣٥/١٩

نقصان اس کے فائدہ کا کئی گنا زیادہ ہو۔"(۷۶۲)

اسی طرح علامہ محمد بن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ ان نام نہاد اولیاء کے متعلق لکھتے ہیں: "ان میں سے ایک قسم ان لوگوں کی بھی ہے جو شیاطین سے ہمکلام ہوتے ہیں۔لوگ ان کو رجال الغیب کہتے ہیں۔وہ شیاطین سے مخاطب ہوتے اور ان سے لوگوں کے احوال جانتے ہیں۔ان لوگوں کے پاس بعض خلافِ عادت اور انوکھی چیزیں بھی ہوتی ہیں جو اس بات کی متقاضی ہوتی ہیں کہ وہ اولیاء اللہ ہیں۔ان میں سے بعض تو مسلمانوں کے خلاف مشرکوں کی مدد بھی کرتے رہے ہیں......حق میں یہ لوگ مشرکوں کے بھائی ہیں۔"(۷۶۳)

پس ہر شخص کو چاہئے کہ ان فریبی نام نہاد بزرگوں اور مفتریوں کی حقیقت کو سمجھے،قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھ کر اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان نیز صالحین وطالحین کے مابین فرق وامتیاز کرے ،مبادئی وہ اعداء اللہ (اللہ کے دشمنوں) کو اس کا ولی اور حقیقی ولی اللہ کو اللہ کا دشمن سمجھ بیٹھے۔اس اہم اور اچھوتے موضوع پر شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک نہایت عظیم' مفید اور معرکۃ الآراء کتاب "الفرقان بين أولياء الرحمن وأولياء الشيطان" کے عنوان سے تصنیف فرمائی ہے جو لائق مطالعہ ہے۔

۷۶۲۔مجموع الفتاوی ۴۱/۱۹۔۴۲

۷۶۳۔شرح العقيدة الطحاوية ص ۵۲۱

جنوں کے سوار ہونے یا گھر میں بسیرا کر لینے کی حقیقت

اکثر ان نام نہاد پیروں اور مذہبی پیشہ وروں نے جنوں کے لوگوں پر سوار ہو جانے یا کسی گھر میں بسیرا کر لینے اور پھر انہیں اتارنے اور بھگانے کے بے حساب فرضی قصّے گھڑ رکھے ہوتے ہیں جن سے وہ اپنے اس کاروبار کو فروغ دیتے ہیں اور انہوں نے ان بے بنیاد اور لایعنی قصّوں کو عوام میں مشہور کرنے اور انہیں گمراہیوں کے چکر میں پھنسانے کے لئے مریدوں کی ایک فوج چھوڑی ہوتی ہے جو عوام کی لاعلمی اور سادہ لوحی کا فائدہ اٹھانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتی۔

بعض نجی حالات اور واقعات بتانے کی حقیقت

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ان خبیث النفس عاملوں کی خواہش پر ان کے تابع اور معاون شیاطین کسی اجنبی شخص کے گھریلو، نجی اور مخصوص حالات معلوم کر کے انہیں بتا دیتے ہیں، مثال کے طور پر اگر کوئی انجان شخص پہلی مرتبہ ان کے پاس آیا ہو تو وہ اس کے بہن بھائیوں، بچوں یا اہل خاندان کے نام، یا ان کی زندگی کے اہم واقعات، مثلاً کس کی کہاں شادی ہوئی ہے یا کون بیمار ہے وغیرہ بتاتے چلے جاتے ہیں۔ جب وہ شعبدہ باز دوسرے لوگوں کی موجودگی میں یہ تمام باتیں بتاتے ہیں تو عوام میں ان کا اعتماد قائم ہو جاتا ہے اور سادہ لوح اور جاہل عوام یہ سمجھتے ہیں کہ یہ عامل بڑے متقی، پرہیزگار اور صاحبِ کشف و کرامت ولی ہیں، حالانکہ وہ اصلاً بہت بڑے عیار اور دھوکہ باز ہوتے ہیں۔



علمِ غیب اور کل کی خبریں بتانے کا باطل دعویٰ اور عاملوں کی ستم ظریفی

ان سے بعض حضرات صرف اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ کبھی علمِ غیب اور کل کی خبریں بتانے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ کسی سے کہتے ہیں کہ میرے پاس کوہِ قاف میں دفن دانیال علیہ السلام کی کتاب کا نسخہ موجود ہے جو جنوں کے فلاں سردار نے مجھے لا کر دیا ہے۔ کوئی سلیمان علیہ السلام کی اس فرضی کتاب کو رکھنے کا دعویٰ کرتا ہے، جس کے ذریعہ وہ جنوں کو اپنے قابو میں رکھتے تھے، تو کوئی ہاروت و ماروت یا قدیم بابل و نینوا کے عاملوں کے مجربات جاننے کا مدعی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ تمہاری ماں یا بہن یا بھائی یا بچہ پر فلاں جن یا بھوت یا پریت یا بھٹکنے والی بدروح کا سایہ ہے۔ اس کو بھگانے کے لئے مجھے یہ اور وہ عمل کرنا ہوگا۔ کوئی کہتا ہے کہ تمہاری کوئی چیز کھو گئی ہو یا چوری ہو گئی ہو تو مجھ سے پوچھ لینا۔ میں بتادوں گا کہ کہاں اور کس کے پاس ہے؟ یا کس نے کب اور کس طرح چرائی تھی؟ کبھی کوئی عامل ایک ہی خاندان کے کسی شخص کو تعویذ دے کر اسے کسی مخصوص درخت یا قبر یا کنویں یا مکان کے گوشہ میں رکھنے یا دفن کرنے کا مشورہ دیتا ہے، پھر اسی خاندان کے دوسرے شخص کو بتاتا ہے کہ تمہارے دشمن نے فلاں اور فلاں جگہ تعویذ دبایا ہوا ہے۔ تم اسے نکال پھینکو، تمہاری پریشانی دور ہو جائے گی۔ اس طرح یہ عامل اور تعویذ کے بیوپاری خاندانی نزاعات کو بھڑکاتے اور اپنی شکم پروری کا سامان مہیا کرتے ہیں۔



جنوں اور روحوں کے قبضہ میں کرنے اور انہیں حاضر کرنے کے جھوٹے دعوے

بعض عامل یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے قبضہ میں جنات اور مؤکل ہیں تو بعض یہ کہتے ہیں کہ ہم روحوں کو طلب کر کے انہیں حاضر کرتے ہیں اور ان سے من چاہا کام لیتے ہیں۔ اگرچہ جنوں کے قبضہ میں ہونے اور روحوں کے حاضر کرنے کے دعوے بہت مشہور اور قدیم ہیں۔ جو لوگ ان دعووں کی حقیقت کو نہیں سمجھتے وہ بہت جلد ان سے متأثر ہو جاتے ہیں، حتی کہ اس قسم کے دعووں سے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی متأثر ہونے سے نہیں بچ پاتے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جناب محمد طاہر صاحب (نبیرہ جناب قاسم نانوتوی صاحب) بھی اپنی کتاب ''جادو کی حقیقت اور اس کا قرآنی علاج'' کے متعدد مقامات پر جنات وشیاطین کی تسخیر اور استحضارِ ارواح کے قائل نظر آتے ہیں۔[۷۶۴] لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے تمام دعوے صریح جھوٹ اور تدلیس پر مبنی ہیں۔ انسان نما یہ شیطان اپنے دعووں سے اللہ کے بندوں کو گمراہ کرتے ہیں اور اس دھوکہ بازی کے ذریعہ لوگوں کے درمیان اپنی وجاہت قائم کرنے کے ساتھ ناجائز طریقہ سے ان کے اموال ہڑپ کر لیتے ہیں، جیسا کہ امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے زمانہ کے ایسے ہی ایک گروہ، جو البطائحیة کہلاتا تھا، کے متعلق لکھا ہے، فرماتے ہیں: ''یہ لوگ علمِ غیب اور مکاشفات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ وہ رجال الغیب (یعنی جنوں، فرشتوں اور روحوں) کو دیکھتے ہیں لیکن ان کے دجل وفریب کی حقیقت لوگوں پر کھل گئی۔ وہ اپنی بعض عورتوں کو کچھ گھروں میں بھیجا کرتے تھے جو وہاں جا کر گھر کی عورتوں سے باتوں باتوں میں اہلِ خانہ کے گھریلو حالات معلوم کر لیتی تھیں۔ پھر

۷٦٤۔جادو کی حقیقت اور اس کا قرآنی علاج ص ۱۱۵، ۱۵۹ وغیرہ

یہ مدعیانِ کشف وکرامت صاحبِ خانہ کو وہی باتیں بتاتے تھے اور یہ دعویٰ کرتے تھے کہ یہ وہ خاص باتیں ہیں جن کا صرف انہیں کو علم ہے... اسی طرح ایک دھوکہ باز لوگوں کو یوں دھوکہ دیا کرتا تھا کہ ایک شخص کو قبر کے اندر کسی راستہ سے بھیج دیتا تھا اور لوگوں کو یہ باور کراتا تھا کہ یہ صاحبِ قبر ہیں جو اس سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ اور یہ دعویٰ بھی کرتا تھا کہ یہ بزرگ شعرانی ہیں جن کی قبر لبنان کے پہاڑوں میں ہے۔ وہ اس قبر کے قریب کسی کو نہیں جانے دیتا تھا بلکہ انہیں تھوڑا فاصلہ پر رکھتا تھا۔ قبر میں چھپا شخص لوگوں سے ان کا تمام مال طلب کرتا تھا اور لوگ حصولِ برکت اور ان کے تقرب کی خاطر سب کچھ اس پر نچھاور کر دیا کرتے تھے ...... الخ۔"(۷۶۵)

امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ تحضیر الارواح کے متعلق مزید فرماتے ہیں: "انہیں لوگوں میں وہ بھی ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر ان کا اپنا کوئی قریبی مر جائے تو وہ موت کے بعد لوٹ کر آتا ہے، ان سے گفتگو کرتا ہے، اپنے قرض ادا کرتا ہے اور اپنی رخصتی کو لوٹا کر انہیں وصیت کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ موت کے بعد ان کے پاس بالکل اسی طرح آتے ہیں جس طرح زندگی میں آتے تھے۔ در حقیقت یہ شیطان ہوتا ہے جو ان اموات کی صورت میں ان کے پاس آتا ہے اور وہ اسے غلط سمجھ بیٹھتے ہیں۔"(۷۶۶)

میں کہتا ہوں کہ اس معاملہ کی حقیقت یہ ہے کہ کسی بشر میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ کسی مردہ کی روح کو طلب کر کے اسے حاضر کر سکے کیونکہ قرآن کریم کی رو سے شہداء کی ارواح کے سوا ہر روح جسموں کو چھوڑنے کے بعد عالم برزخ میں رہتی ہے، اور شہداء کی روحیں اپنے رب ذوالجلال کے پاس سبز پرندوں کے قالب میں عرش سے لٹکی ہوئی قندیلوں میں رہتی ہیں اور جنت میں جہاں چاہتی ہیں گھوم پھر کر واپس انہیں قندیلوں میں آجاتی ہیں، جیسا کہ "صحیح مسلم" میں مروی ہے، اور

۷۶۵۔ مجموع الفتاویٰ ۴۵۸/۱۱

۷۶۶۔ جامع الرسائل ص ۱۹۴۔۱۹۵

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ (٧٦٧)[جولوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہیں ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھیں، بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس روزیاں دیئے جاتے ہیں]۔

چنانچہ اگر کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین یا شہداء یا اولیاء اور بزرگوں کی روحیں اس کے پاس آتی ہیں تو وہ اصلاً قرآن وسنت کا منکر ہے۔ اس قسم کا ہر دعویٰ قطعاً کذب وباطل ہے جس سے کوئی بھی عاقل ہرگز دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ بفرضِ محال اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ وہ بزرگوں کی روحیں ہی ہوتی ہیں جو عاملوں کے پاس عالمِ برزخ یا جنت سے آکر ہمکلام ہوتی ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ اس دوسری دنیا میں رہ کر اس دنیا کے لوگوں کے اعمال واخلاق اور ذاتی معاملات ودنیوی واقعات سے کس طرح واقف ہو جاتی ہیں؟ حالانکہ قرآنِ کریم میں عالم برزخ کو اس دنیا سے آڑ بتایا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾ (٧٦٨)[ان کے پس پشت تو ایک حجاب ہے، ان کے دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک]۔ کیا ان کے لئے یہ آڑ یا پردہ شفاف بن جاتا ہے؟ عقلِ سلیم تو اس کی نفی کرتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ دراصل یہ شیطان ہی ہوتا ہے جسے نصوص شرعیہ میں "قرین" بتایا گیا ہے اور جو ہر انسان کے ساتھ ہمہ وقت لگا رہتا ہے اور اس کے تمام اخلاق، عادات، صفات، اقارب، دوست یار، حادثات، واقعات، معاملات اور اعمال وغیرہ سے واقف رہتا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِينُهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، قَالُوا: وَإِيَّاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَإِيَّايَ، إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ" (٧٦٩)[تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس کے ساتھ جنوں

٧٦٧۔سورة آل عمران:١٦٩ ٧٦٨۔سورة المؤمنون:١٠٠

٧٦٩۔رواه مسلم ٢١٦٨/٤ (٢٨١٥)

اور فرشتوں میں سے ایک ایک قرین موکل نہ ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ (ﷺ!) (کیا) آپ کے ساتھ بھی کوئی قرین ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے ساتھ بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور وہ اسلام لے آیا ہے پس وہ مجھے صرف بھلے کاموں کا ہی حکم دیتا ہے]۔

اور قرآنِ کریم میں ہے: ﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ﴾ (۷۷۰) [اور ہم نے ان کے کچھ قرین (ہم نشین) مقرر کر رکھے تھے جنہوں نے ان کے اگلے پچھلے اعمال ان کی نگاہوں میں خوب صورت بنا رکھے تھے]۔

لہٰذا اگر کوئی شیطان خود کو کسی بزرگ کی روح بتا کر یا جبریل علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کر کے کچھ بھی بتائے تو اس سے قطعاً دھوکہ میں نہیں پڑنا چاہئے۔ جہاں تک جنوں کے کسی کے قبضہ میں ہونے کا تعلق ہے تو یہ بھی سب سے بڑا کذب ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے سلیمان علیہ السلام کے بعد کسی بشر کے لئے جنوں کو مسخر نہیں فرمایا۔ سلیمان علیہ السلام کے لئے جنوں اور شیطانوں کے مسخر ہونے کی کیفیت یہ تھی کہ وہ ان سے جو چاہتے تھے' کام لیتے تھے اور ان میں سے نافرمانوں کو قید میں ڈالتے اور سزا بھی دیتے تھے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے: ﴿فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَآءً حَيْثُ أَصَابَ ☆ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ☆ وَّآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ﴾ (۷۷۱) [پس ہم نے ہوا کو ان کے ماتحت کر دیا، وہ آپ (علیہ السلام) کے حکم سے جہاں آپ (علیہ السلام) چاہتے نرمی سے پہنچا دیا کرتی تھی اور (طاقت ور) جنوں کو بھی (ان کا ماتحت کر دیا) ہر عمارت بنانے والے کو اور غوطہ خور کو اور دوسرے جنوں کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے]

اور سورۃ سبأ میں مذکور ہے: ﴿وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ

۷۷۰۔ سورة فصلت: ۲۵
۷۷۱۔ سورة ص: ۳۶۔ ۳۸

اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ☆ يَعْمَلُونَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رّٰسِيَاتٍ﴾ (۷۷۲)[اور اس کے رب کے حکم سے بعض جنات اس کی ماتحتی میں اس کے سامنے کام کرتے تھے اور ان میں سے جو بھی ہمارے حکم سے سرتابی کرے ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ جو کچھ سلیمان علیہ السلام چاہتے تھے وہ جنات تیار کر دیتے، مثلاً قلعے اور مجسمے اور حوضوں کے برابر لگن اور چولہوں پر جمی ہوئی مضبوط دیگیں]۔

دراصل اللہ تعالیٰ نے جنوں اور شیطانوں کی یہ تسخیر اپنے بندہ اور رسول سلیمان علیہ السلام کی اس دعا کی استجابت میں عطا کی تھی: ﴿وَهَبْ لِي مُلْكاً لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي﴾ (۷۷۳)[اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی (بھی دوسرے شخص) کے لائق نہ ہو] یہی وہ دعا تھی جس کی وجہ سے جنات اور شیطان رسول اللہ ﷺ کے قبضہ سے نہ صرف باہر رہے بلکہ متعدد بار آپ پر حملہ آور بھی ہوتے رہے چنانچہ "صحیح مسلم" میں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں "نبی ﷺ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو ہم نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میں تجھ سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں، پھر تین بار فرمایا: "أَلْعَنُکَ بِلَعْنَةِ اللهِ" اور اپنے ہاتھ یوں پھیلائے گویا کسی چیز کو پکڑ رہے ہوں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! ہم نے آپ کو نماز میں ایسی چیز کہتے ہوئے سنا ہے جو اس سے قبل آپ کو کہتے نہیں سنا، اور آپ کو ہاتھ بڑھاتے ہوئے بھی دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا ایک شعلہ لے کر آیا تھا تاکہ اسے میرے چہرہ پر ڈال دے، تو میں نے تین بار "أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ" پڑھا اور پھر میں نے کہا: أَلْعَنُکَ بِلَعْنَةِ اللهِ التَّامَّةِ... الخ۔" (۷۷۴)

۷۷۲۔سورة سبأ: ۱۲۔۱۳ ۷۷۳۔سورة ص: ۳۵

۷۷٤۔رواه مسلم ۱/۳۸۵

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''کل رات جنوں میں سے ایک عفریت (فریبی اور خبیث جن) نے مجھ پر غفلت کا فائدہ اٹھا کر میری نماز کو کاٹنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت عطا کی چنانچہ میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا۔ میرا ارادہ تھا کہ میں اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون سے باندھ دوں تاکہ تم سب لوگ اس کو دیکھو، یا اس کو سنو (پھر آپ نے سلیمان علیہ السلام کی سورۃ صٓ والی دعا تلاوت کی اور فرمایا:) پھر اللہ نے اس کو پھٹکارا ہوا واپس کر دیا۔''(۷۷۵)

جنوں کو اپنے قبضہ میں رکھنے کی بات تو بہت دور کی ہے، بعض فقہاء نے تو ان کو دیکھنے کا بھی انکار کیا ہے، چنانچہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''مناقب الشافعی'' میں ربیع سے امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: ''میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے یہ دعویٰ کیا کہ اس نے جن کو دیکھا ہے تو ہم اس کی شہادت کو باطل ٹھہراتے ہیں (یعنی وہ جھوٹا ہے) اِلّا یہ کہ وہ نبی ہو''۔

لیکن حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ کے اس قول کی شرح میں فرماتے ہیں: ''یہ قول اس بات پر محمول ہے جب کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اس نے جنوں کو ان کی اصل صورت پر دیکھا ہے جس پر انہیں پیدا کیا گیا ہے۔ لیکن جہاں تک ان کو حیوانات وغیرہ کی صورت میں دیکھنے کا تعلق ہے تو یہ چیز لائقِ قدح نہیں ہے۔ جنوں کا مختلف صورتیں اختیار کرنا بہت سی روایات میں وارد ہے۔''(۷۷۶)

پس معلوم ہوا کہ جو شخص بھی جنوں کو اپنے قبضہ میں رکھنے کا دعویدار ہے' وہ بہت بڑا فریبی ہے

۷۷۵۔رواہ البخاری ۵٤۷/٦ ومسلم ۳۸٤/۱

۷۷٦۔فتح الباری ٤۸۹/٤

کیونکہ جب جنات رسول اللہ ﷺ کے قبضہ میں نہ تھے تو اس زمانہ کا یہ ڈھونگی کس طرح ان کو اپنے قبضہ میں کرسکتا ہے؟ ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ اگر کوئی جن کسی شخص کی اطاعت کرتا ہے تو وہ اس کے قبضہ میں ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنی رضامندی سے کرتا ہے۔ خود راقم نے اپنے والد (شیخ محمد امین اثری الرحمانی) اور تایا (شیخ حکیم عبدالسمیع شفاء اثری) رحمہما اللہ تعالیٰ سے سنا ہے کہ دادا رحمہ اللہ (محدثِ شہیر علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری، صاحبِ کتاب "تحفة الأحوذی" شرح "جامع الترمذی") اکثر رات کو وہ کمرہ چھوڑ کر گھر آجایا کرتے تھے جسے کہ آپ نے تصنیف وتألیف کے لئے مختص کر رکھا تھا اور کہتے تھے کہ ان کے تلامذہ (جو جنات تھے) انہیں سونے نہیں دیتے، باری باری کوئی سر دباتا ہے تو کوئی پیر، منع کرنے کے باوجود بھی وہ نہیں مانتے۔ اسی طرح راقم نے آں رحمہما اللہ سے ایک اور واقعہ یوں سنا ہے کہ دادا رحمہ اللہ کے بعض عرب اور دور دراز کے علاقوں سے تعلق رکھنے والے غیر عرب شاگرد اگر اپنے اہل وعیال کا خط کچھ عرصہ نہ پا کر افسردہ ہوتے تو دادا رحمہ اللہ ان سے کہتے تھے کہ رات کو سوتے وقت اپنے تکیہ کے نیچے لفافہ پر پتہ لکھ کر اس میں ایک سادہ کاغذ رکھ کر سوجانا، اور پھر وہ جنوں میں سے اپنے کسی شاگرد کو حکم دیتے تھے کہ وہ اس کے گھر سے خیریت معلوم کر کے لائے۔ صبح تکیہ کے نیچے لفافہ میں اس شخص کے اہلِ خانہ کی اصل تحریر میں لکھا خیریت کا خط ملتا تھا۔ جب راقم نے دادا رحمہ اللہ کے ایک معروف عرب شاگرد (ڈاکٹر محمد تقی الدین الهلالی المراكشی رحمہ اللہ، سابق استاذ جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ) سے مدینۃ النبی میں ایک ملاقات کے دوران اس بارے میں استفسار کیا تو آپ نے نہ صرف ان واقعات کی تائید کی بلکہ متعدد بار اپنے اور دادا رحمہ اللہ کے دوسرے تلامذہ، مثلاً شیخ عبداللہ القویعی النجدی رحمہ اللہ وغیرہ کے ذاتی تجربات ومشاہدات کی حکایت بھی کی۔

لیکن واضح رہے کہ یہ سب کچھ دادا رحمہ اللہ اور ان جنوں کے درمیان استاذ وشاگرد کے رشتہ کی بنا پر ان کی رضامندی سے ہوتا تھا' نہ یہ کوئی کرامت تھی اور نہ جنوں کی تسخیر کا معاملہ جیسا کہ امام

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جنوں کے انسانوں کے ساتھ تعلق کے کئی حالات ہوتے ہیں۔ان میں سے بعض وہ انسان ہوتے ہیں جو جنوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات، مثلاً صرف اللہ کی ہی عبادت کرنے اور اس کے نبی ﷺ کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں......اور بعض وہ انسان ہوتے ہیں جو جنوں کو مباح (جائز) کاموں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یہ اسی طرح کہ وہ کسی انسان کو ان چیزوں کا حکم دیں جو ان پر واجب ہیں، اور ایسی چیزوں سے منع کریں جو ان پر حرام ہیں، اور انہیں مباح کاموں میں استعمال کریں... اور بعض وہ ہیں جو جنوں کو ان کاموں میں استعمال کرتے ہیں جن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے، خواہ وہ شرک ہو، یا کسی معصوم الدم کا قتل، یا قتل کے بغیر ان پر ظلم وستم ہو، مثلاً بیماری میں مبتلا کر دینا، یا کسی چیز کو بھلا دینا وغیرہ، یا کسی فحش کام کو کروانا وغیرہ......الخ۔'' (۷۷۷)

۷۷۷۔ مجموع الفتاویٰ ۱۱/۳۰۷۔۳۰۸

فریبی عاملوں کے نرغہ میں پھنس جانے کے بعض دنیاوی نقصانات

جہاں تک ان عاملوں کے نرغہ میں پھنس جانے کے بعض دنیاوی نقصانات کا تعلق ہے تو جاننا چاہیئے کہ بعض اوقات یہ عامل حضرات علمِ قیافہ، مسمریزم، ہپناٹزم، ٹیلی پیتھی، فراست الید (پامسٹری)، علمِ جفر اور علمِ نجوم وغیرہ بھی جانتے ہیں۔ اور ان علوم کی مدد سے اپنے گاہکوں کو ذہنی طور پر اپنا مطیع یا غلام بنا لیتے ہیں۔ پھر جو چاہتے ہیں ان کے ساتھ کرتے ہیں۔ بعض اوقات یہ پیر اور عامل حضرات لوگوں کے گھروں میں گھس کر ان کے گھروں کے قیمتی سامان کا صفایا کر کے رفو چکر ہو جاتے ہیں اور کبھی گھر کی سیدھی سادھی خواتین کی عصمت سے کھلواڑ کرنے یا انہیں ورغلا کر اپنے ساتھ بھگا لیجانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ بعض نام نہاد پیر اور گدی نشین اپنی مریدنیوں سے مصافحہ کرنے، بغل گیر ہونے، پاؤں دبوانے، بوس و کنار کرنے اور دیگر جنسی خدمات لینے میں بھی کوئی عار نہیں سمجھتے۔ اس قسم کے واقعات اکثر و بیشتر اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں لیکن افسوس کہ پھر بھی لوگوں کو عبرت حاصل نہیں ہوتی۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ کبھی ان پیروں اور عاملوں کے نام بھی بڑے مضحکہ خیز ہوتے ہیں، مثلاً ''بوسہ پیر عرف ناخنوں والی سرکار'' جو کئی مرتبہ اپنے مریدوں اور مریدنیوں کو بھری محفل میں ایک دوسرے کا بوسہ لینے کا حکم دے چکا ہے۔ اسی طرح کوئی ''ڈنڈا پیر'' ہے تو کوئی ''ننگا پیر''۔ جاہل عوام تو جاہل ہی ہیں، اچھے پڑھے لکھے اور سمجھدار لوگ (حتی کہ بعض وزرائے حکومت) بھی ان سے آشیرواد لینے کے لیے اُن کے اڈّوں پر حاضری دیتے ہیں۔ کوئی سمجھتا ہے کہ ''ڈنڈا پیر'' کا ڈنڈا کھانے سے قسمت چمک جائے گی یا وزارتِ عظمیٰ مل جائے گی یا دنیا کی ہر بڑی سے بڑی مراد پوری ہو جائے گی تو کوئی سمجھتا ہے کہ ''ننگا پیر'' کا ننگ دیکھنا یا اس کا پیر اپنے سر پر لگوا لینا یا اس کے ناک کی غلاظت یا تھوک و بلغم یا جھوٹا حاصل کر لینا یا اس کی ڈانٹ یا گالی سن لینا ہی بڑا باعثِ سعادت اور فوز و فلاح ہے، **فلا حول ولا قوۃ إلا باللہ**۔

جادو اور جنوں کو دور کرنے کے بعض غیر شرعی طریقے

ذیل میں ہم چندان طریقوں کا تذکرہ کریں گے جنہیں بعض عامل جنوں کو بھگانے کے لئے اپناتے ہیں، لیکن شرعی اعتبار سے یہ طریقے قطعاً ناجائز اور حرام ہیں:

ا۔ منکرات کے ذریعہ علاج: اگر کسی عورت پر جادو یا جنوں کا اثر ہوتا ہے تو بعض معالج عورت کو دلہن کی طرح سجا سنوار کر چاندنی رات میں کھلے آسمان کے نیچے بے پردہ بٹھاتے ہیں، اس کے ارد گرد اگربتی، لوبان یا عود (خوشبو دار لکڑی) وغیرہ جلوا کر اس کی دھونی دلواتے ہیں، شمعیں روشن کی جاتی ہیں، دف بجائی جاتی ہیں، مریضہ کے ارد گرد کنواری لڑکیاں ترنم کے ساتھ بعض قصیدے یا اشعار پڑھتی ہوئی رقص کرتی ہیں اور معالج (خواہ غیر محرم ہی ہو) مریضہ کے جسم کے مختلف اعضاء پر کچھ وظیفہ پڑھ کر ہاتھ پھیرتا رہتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ معالج مریضہ کے ساتھ تنہا کمرہ میں بند ہو کر کوئی عمل پڑھتا ہے اور اس دوران اہلِ خانہ میں سے کسی کو کمرہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی ہے۔ گھر والوں کو یہ کہہ کر ڈرا دیا جاتا ہے کہ اگر کسی نے کمرہ میں جھانکنے کی کوشش کی یا جنوں کے ساتھ اس کی گفتگو سننے کی کوشش کی تو اس کی ساری کوشش رائیگاں ہو جائے گی اور جنات ناراض ہو کر کبھی باہر نہیں نکلیں گے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اس سننے یا دیکھنے والے شخص پر بھی سوار ہو جائیں یا دیکھنے والے کی آنکھ کی بینائی جاتی رہے یا سننے والے کے کان بہرے ہو جائیں، وغیرہ۔

۲۔ جنوں کی خوشنودی اور رضا مندی حاصل کرنا: بعض معالج اس جن کو راضی کرنے کے لئے اس کے تمام مطالبات پورے کرتے ہیں جو کہ آسیب زدہ پر سوار ہوتا ہے، اور ان مطالبات میں دوسرے امورِ محرمہ کے ساتھ جانوروں کی قربانی بھی شامل ہوتی ہے، حالانکہ جنوں کے لئے ذبیحہ صریح شرک ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام ٹھرایا ہے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی سحر زدہ شخص کے علاج کے لئے بعض عامل یا ساحر مخصوص نوعیت اور مخصوص صفات کے جانور یا پرندے منگواتے ہیں اور اس پر کوئی منتر پڑھ کر اللہ تعالیٰ کا نام لئے بغیر یا اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ کچھ دوسرے نام بھی لیتے ہوئے اس کو ذبح کرتے ہیں اور اس کا خون سحر زدہ کے سر یا جسم پر ملواتے ہیں یا حکم دیتے ہیں کہ اسے فلاں کنویں یا قبرستان میں ڈال آئیں۔ کبھی منتر پڑھتے ہوئے جانور کا سر کسی پتھر سے کچل کر یا اس کی گردن مروڑ کر یا گلا گھونٹ کر اسے مار دیا جاتا ہے اور اس میں پڑھی ہوئی سوئیاں چبھو کر اسے کسی قبرستان میں یا کسی درخت کے نیچے یا خشک کنویں میں دبوایا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ علاج کے ان طریقوں کے غیر شرعی ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

اسی طرح بعض جادوگر آسیب بھگانے کے لئے مریض یا مریضہ کو قرآنِ کریم پر بٹھا کر منتر پڑھے ہوئے پانی سے نہلانا تجویز کرتے ہیں، اور کبھی تو یہاں تک کہتے سنا گیا ہے کہ مریض یا مریضہ سے قرآن پر پیشاب کروانے سے وہ صحت یاب ہو جائے گا (یا ہو جائے گی) ۔ فلا حول ولا قوة إلا بالله۔

جنوں کی رضامندی کے ذریعہ علاج کے ان طریقوں کے حرام ہونے کی بعض وجوہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ ظالم کی ظلم پر اعانت ومدد۔

۲۔ ارتکابِ محرمات (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کاموں) میں جنوں اور جادوگروں کی اطاعت۔

۳۔ جنوں اور جادوگروں کے مطالبات پورا کر کے ان کی سرکشی، طغیان، کفر اور تمرد میں مزید اضافہ کا باعث بننا۔

۴۔ جنوں اور جادوگروں کے مطالبات پورا کرنے کے بعد بھی اس بات کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی کہ وہ ضرور اپنے وعدہ پر قائم ہی رہیں گے بلکہ مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے مطالبات کو پورا کروانے کے لئے بار بار مریضوں پر سوار ہو کر انہیں ستاتے رہتے ہیں۔

۳۔ جادوگروں کا جنوں اور شیاطین سے مدد و استعانت طلب کرنا:۔ جادوگروں اور کاہنوں کا بنیادی طریقہ جنوں اور شیطانوں سے مدد و استعانت طلب کرنا ہے جو کہ غیر اللہ سے استمداد و استعانت ہونے کے باعث شرک ہے۔ یہ چیز معلوم ہے اور اوپر بیان کی جا چکی ہے کہ شیاطین جادوگروں کی خدمت اور حکم اس وقت تک نہیں بجالاتے جب تک کہ وہ قولاً اور عملاً کوئی کفر نہ کریں۔ یہ بھی معلوم ہے کہ تمام جادوگر اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور شیطانوں کے مقرب اور ان کے مطیع و فرمانبردار ہوتے ہیں۔ ایسے بہت سے قصے عوام میں مشہور ہیں کہ جادوگروں کے پاس اس وقت تک شیاطین نہیں آتے یا اس وقت تک ان کی جادوگری کارگر نہیں ہوتی جب تک کہ وہ قرآنِ کریم پر جوتے سمیت پاؤں رکھ کر کھڑے نہ ہوں یا اسے لے کر بیت الخلاء میں نہ جائیں یا پاخانہ نہ کھائیں یا پیشاب سے قرآنی آیات نہ لکھیں، **فلا حول ولا قوۃ إلا باللہ**۔

۴۔ غیر اللہ کی قسم دلا کر علاج کرنا: بعض اوقات عامل اور جادوگر سحر زدہ پر سوار جن کو سلیمان علیہ السلام یا جنوں کے کسی سردار یا ان کی ملکہ کی قسم دلا کر انہیں جانے کے لئے کہتے ہیں، حالانکہ غیر اللہ کی قسم کھانا اور کھلانا حرام ہے۔ جس طرح انسانوں میں قبیلے، شعوب اور عشائر ہوتے ہیں اسی طرح جنوں میں بھی قبائل، شعوب اور عشائر ہوتے ہیں۔ ان میں بھی بعض اپنے قبیلوں کے سردار اور بعض عامی جن ہوتے ہیں۔ یہ عامل یا ساحر جب سحر زدہ کے جن سے گفتگو کے دوران یا اپنے معاون جنوں کی مدد سے اس سوار شدہ جن کے قبیلہ کا پتہ لگا لیتا ہے تو وہ اسے اس قبیلہ کے بڑے سردار یا اس کی ملکہ کی قسم کھلاتا ہے، پس وہ جن اپنے سردار سے خوف کھا کر مریض کے اندر سے باہر نکل جاتا ہے

لیکن یہ طریقہ علاج غیر اللہ کی قسم کھانے اور کھلانے دونوں کے باعث حرام ہے۔

۵۔سوار ہونے والے جن کو قید کروا دینا: کبھی عامل یا ساحر مختلف قسم کے شرکیہ اقوال وافعال کے ذریعہ سوار شدہ جن کے قبیلہ کے رؤساء (سرداروں) کا تقرب حاصل کرتے ہیں اور پھر ان سے اس سوار شدہ جن کو قید میں ڈالنے کا مطالبہ کرتے ہیں تاکہ مریض کو اس جن سے نجات مل جائے اور کبھی یہ عامل یا ساحر ان کو ڈرا دھمکا کر بوتل کے اندر جانے پر مجبور کرتے ہیں اور پھر انہیں اسی بوتل میں قید کر دیتے ہیں۔

۶۔جنوں کو جلا کر بھسم کرنا، انہیں سزا دینا اور قتل کرنا: عموماً شیاطین کسی انسان کی خدمت بجا لانا اپنے لئے کسرِ شان سمجھتے ہیں، جیسا کہ اور متعدد مقامات پر بیان کیا جا چکا ہے، اِلاّ یہ کہ ان کو عامل یا ساحر کے شرک کا یقین ہو جائے، خواہ وہ ظاہری ہو یا اس کے منتروں، طلسم یا دوسرے افعال میں پوشیدہ، جس کا مطالبہ شیاطین ان سے کیا کرتے ہیں۔ جب عامل یا ساحر ان منتروں کو پڑھ کر مریض کو کسی خوشبودار چیز کی دھونی دیتے ہیں تو گویا سوار شدہ جن کو جلاتے اور سزا دیتے ہیں۔ اگر سوار شدہ جن آسانی سے باہر نہ آئے تو اس دھونی سے جل کر مر بھی جاتا ہے۔ بعض اوقات عامل یا ساحر کے معاون جن اور شیاطین خود ان عاملوں یا ساحروں کو قرآن کی بعض آیات اور اس کے ساتھ کچھ ناقابل فہم منتروں کے الفاظ کا وِرد کرنے کا حکم دیتے ہیں جس سے وہ عامل یا ساحر یا دوسرے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ طریقہ قرآنی آیات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے درست ہے، حالانکہ اصلاً وہ شرک ہوتا ہے۔

۷۔بعض غیر مسنون مجربات کو اپنانا: جادو کے موضوع پر لکھی جانے والی اکثر کتابوں میں بعض بزرگوں کے مجربات منقول نظر آتے ہیں، اور ان عملیات کو سحر کے علاج کے لئے ''اکسیر'' بتایا جاتا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب نے ''القول الجمیل'' میں اور جناب اشرف علی تھانوی

صاحب نے ''بہشتی زیور'' میں بہت سے مجربات درج کئے ہیں، مگر عدم طوالت کے پیشِ نظر ہم یہاں ان کے تذکرہ سے گریز کرتے ہیں۔ان کے علاوہ اگر آج اسلامی کتب فروشوں کی دوکانوں میں دیکھا جائے تو وافر تعداد میں ایسے مجربات، وظائف وعملیات پر مشتمل مستقل کتابیں مختلف عنوانات سے مل جائیں گی حالانکہ ان میں مذکور آموزدہ مجربات میں سے بیشتر کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہوتی ،فإنا للہ وإنا إلیہ راجعون۔

میں کہتا ہوں کہ جو وظائف واعمال یا مجربات قرآن وسنت کی محکم نصوص سے ماٴخوذ نہیں ہیں، ان کا کسی خاص وضع ترکیب وکیفیت کے ساتھ اکسیر ہونا ایک دعویٰ بلا دلیل ہے۔ جہاں تک ان عملیات کے بعض ''مشائخ کے تجربات سے ثابت'' ہونے کا تعلق ہے، جیسا کہ عموماً دعویٰ کیا جاتا ہے، تو ہم اسے محض حسنِ اتفاق یا ان مشائخ کے سوئے فہم سے تعبیر کرتے ہیں۔ ذیل میں ایسے بعض مجربات کا تذکرہ تنقید کے لئے نہیں بلکہ محض قارئین کے علم وحذر کے لئے کیا جاتا ہے:

(۱) جناب محمد طاہر بن اُحمد بن قاسم صاحب (نبیرہ جناب محمد قاسم نانوتوی صاحب) لکھتے ہیں: ''یہ ایک کھلا ہوا تجربہ ہے کہ اگر کوئی شخص مغرب کی سنتوں میں معوذتین یعنی **قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ** اور **قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاس** کو پڑھنے کا التزام اور معمول کرلے تو ایسے شخص پر کسی قسم کا سحر مؤثر نہیں ہوتا اور ہر قسم کے شرور وفتن سے محفوظ رہتا ہے۔''(۷۷۸)

(۲) آں محترم مزید لکھتے ہیں: ''ان سورتوں (معوذتین) کا ایک نقش بھی اہلِ تجربہ نے لکھا ہے۔ اگر اس کو کسی ساعت سعید میں باوضو پاک وصاف جگہ میں زعفران یا اور کسی خوشبودار چیز سے لکھ کر بازو پر باندھا جائے یا کسی مریض کو پلایا جائے تو انشاء اللہ شرور آفات اور ہر قسم کے امراض سے انسان کو نجات حاصل ہوگی (پھر نقشِ معوذتین بناتے ہیں)''(۷۷۹)

۷۷۸۔جادو کی حقیقت اور اس کا قرآنی علاج ص ۸۲
۷۷۹۔جادو کی حقیقت اور اس کا قرآنی علاج ص ۸۲

(۳) آپ ایک اور دلچسپ عمل یوں بیان کرتے ہیں: ''جن لوگوں پر سفلی اعمال کا اثر ہو یا ان پر سحر کیا گیا ہو یا کوئی اور علوی عمل انسان پر مسلط ہو، ایسے مریضوں کے لئے ہم کو اپنے ایک علم دوست فاضل سے ایک مجرب عمل معلوم ہوا ہے جو بہت مختصر مگر کامیاب اور آموزدہ عمل ہے۔ ضرور تجربہ کرکے دیکھا جائے۔ ان شاء اللہ کلی نجات حاصل ہوگی۔ عمل یہ ہے: اتوار کے روز طلوعِ آفتاب کے وقت ننگے پاؤں زمین پر کھڑے ہوکر تین مرتبہ اول وآخر درود شریف کے ساتھ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَق اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاس پوری پڑھیں اور پڑھ کر اپنے پیروں کے نیچے کی مٹی لے کر ایک انگیٹھی میں جو پہلے سے سلگا دی گئی ہو جلا دیں۔ ان شاء اللہ کیسا ہی سحر ہو (اتر جائے گا)، مگر اعتقادِ قلبی شرط ہے اور وقتِ عمل یہ تصور کیا جائے کہ جو اثراتِ سحر وغیرہ میرے جسم میں ہیں وہ سب پاؤں کی جانب سے زمین میں جذب ہوتے جارہے ہیں...... الخ''(۷۸۰)

(۴) اسی طرح محمد طلحہ بن محمد زکریا کاندھلوی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: ''ذیل میں جن قرآنی آیات کو درج کیا گیا ہے وہ ہمارے خاندان میں ''منزل'' کے نام سے معروف ہیں۔ ہمارے خاندان کے اکابر عملیات اور ادعیہ میں اس منزل کا بہت اہتمام فرمایا کرتے تھے اور بچوں کو بچپن ہی سے یہ منزل بہت اہتمام سے یاد کرانے کا دستور تھا۔ بعض مخصوص آیات کا مخصوص مقاصد کے لئے پڑھنا مشائخ کے تجربات سے ثابت ہے۔ یہ منزل آسیب، سحر اور بعض دوسرے خطرات سے حفاظت کے لئے ایک مجرب عمل ہے۔ یہ آیات کسی قدر کمی بیشی کے ساتھ القول الجمیل اور بہشتی زیور میں بھی لکھی ہیں۔ القول الجمیل میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں: ''یہ تینتیس آیات ہیں جو جادو کے اثر کو دفع کرتی ہیں اور شیاطین اور چوروں سے پناہ ہوجاتی ہے۔'' اور بہشتی زیور میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ''اگر کسی پر آسیب کا شبہ ہو تو آیاتِ ذیل لکھ کر مریض کے

۷۸۰۔جادو کی حقیقت اور اس کا قرآنی علاج ص ۸۶۔۸۷

گلے میں ڈال دیں اور پانی پر دم کر کے مریض پر چھڑک دیں اور اگر گھر میں بھی اثر ہو تو ان کو پانی پر پڑھ کر گھر کے چاروں کونوں میں چھڑک دیں......الخ۔ (پھر وہ آیات درج فرماتے ہیں جو اس عمل منزل میں شامل ہیں۔ یہ آیات بالترتیب اس طرح ہیں: بسملة، سورة الفاتحة، بسملة، سورة البقرة: ۱۔۵، ۱۶۳، ۲۵۵۔۲۵۷، ۲۸۴۔۲۸۶، سورة آل عمران: ۱۸، ۲۶۔۲۷، سورة الأعراف: ۵۴۔۵۶، سورة الكهف: ۱۱۰۔۱۱۱، سورة المؤمنون: ۱۱۵۔۱۱۸، بسملة، سورة الصّٰفّٰت: ۱۔۱۱، سورة الرحمن: ۳۳۔۴۰، سورة الحشر: ۲۱۔۲۴، بسملة، سورة الجن: ۱۔۴، بسملة، سورة الكافرون: ۱۔۶، بسملة، سورة الإخلاص: ۱۔۴، بسملة، سورة الفلق: ۱۔۵، بسملة، سورة الناس: ۱۔۶)۔"[۷۸۱]

(۵) جناب عبدالکریم پاریکھ صاحب لکھتے ہیں: "سحر (جادو) ٹونا، ٹوٹکا ٹھوکا اور سفلی عمل سے متأثر مؤمن مرد، عورت، بچے اور بچیوں کے لئے ایک سفید بوتل میں پانی بھر کر اس نسخہ میں لکھی آیاتِ قرآنیہ اور حدیثِ پاک کی دعائیں پڑھ کر دم کر لیں اور نمازِ فجر کے بعد اور عشاء کی نماز کے بعد تھوڑا تھوڑا یہ پانی پلا دیا کریں۔ چہرہ پر اس پانی کا ہلکا چھڑکاؤ بھی کر سکتے ہیں، جیسے جیسے پانی ختم ہوتا جائے اس میں صاف ستھرا پانی ملا لیں، ہو سکے تو اس پانی میں زمزم بھی ملا دیں۔ یہ آیات اور حدیثِ پاک کی دعائیں پڑھ کر بدن پر دم بھی کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید کی یہ سینتالیس آیات اور حدیث شریف کی تین دعائیں نیز حدیث پاک میں آیا ہوا ایک درود شریف، یہ جملہ اکیاون ہیں جو جادو اور سحر کا مکمل توڑ ہیں۔ ان کو پڑھ کر بدن پر دم کرنے سے یا دم کئے ہوئے پانی کے پینے سے کسی بھی قسم کے جادو کے اثر سے ان شاء اللہ پہلے ہی دن محفوظ ہو جائیں گے۔ اگر جادو کا حملہ بہت شدید ہو تو کسی نیک صالح انسان یا کسی عالم سے یہ آیات اور حدیث شریف کی دعائیں بٹر پیپر پر زعفران سے لکھوا لیں اور اسے پانی سے اچھی طرح دھو لیں کہ کاغذ پر سے لکھے حروف دُھل جائیں پھر یہ پانی

۷۸۱۔منزل مترجم لمحمد طلحة كاندهلوى ص ۵۔۱۶

بوتل میں بھر لیں اور روزانہ بعد نمازِ فجر اور بعد نمازِ عشاء تھوڑا تھوڑا مریض کو پلاتے رہیں۔ یہ آیات قرآنی اور حدیث پاک کی دعائیں پڑھ کر بوتل کے پانی میں دم کرنا ہو یا مریض کے بدن پر دم کرنا ہو یا زعفران سے بٹر پیپر پر لکھنا ہو تو صرف عربی متن ہی پڑھیں یا لکھیں۔...... اس کتابچہ کے آخری حصہ میں آسیب اور شیاطین وغیرہ کے اثرات سے بچنے کے لئے آیاتِ قرآن مجید لکھی گئی ہیں۔ اگر کسی پر جن یا شیاطین کے اثرات ہو جائیں تو لکھی گئی آیات پڑھ کر اس پر دم کریں، ان شاء اللہ فائدہ ہوگا اور اگر حملہ شدید ہو تو زعفران سے بٹر پیپر پر یا کسی طشتری پر کسی نیک صالح انسان سے لکھوالیں اور لکھا ہوا پیپر یا طشتری بڑے برتن میں رکھ کر خوب اچھی طرح دھوئیں کہ لکھے ہوئے حروف والفاظ دھل جائیں اور ایک قطرہ بھی پانی نیچے نہ گرے، یہ پانی بوتل میں رکھ لیں۔ روزانہ بعد نمازِ عشاء تھوڑا تھوڑا پانی جس پر جن اور شیاطین وغیرہ کا اثر ہے اس کو پلا دیں۔ اگر مل جائے تو تھوڑا زمزم بھی اس پانی میں ملا دیں، جیسے جیسے پانی ختم ہوتا جائے مزید اور پانی اس میں ملا دیں یہ پانی اس وقت تک پلائیں جب تک مکمل شفا نہ ہو، اللہ نے چاہا تو بہت جلد شفا نصیب ہوگی اور تمام شیطانی اثرات ختم ہو جائیں گے۔ (آپ کی تجویز کردہ آیات بالترتیب اس طرح ہیں: تعوذ، بسملة، سورة النحل: ۹۸ ـ ۱۰۰، سورة الفاتحة: ۱ ـ۷، سورة البقرة: ۱۰۲، ۲۵۵، سورة آل عمران: ۱ ـ ۲، ۱۷۵، سورة الأنفال: ۱۱، سورة یونس: ۸۱، سورة بنی إسرائیل: ۸۲، بسملة، الٓمّٓصٓ، طٰهٰ، یٰسٓ، وَالْقُرْآنِ الْحَكِیمِ، حٰمٓ، عٓسٓقٓ، كٓهٰیٰعٓصٓ، قٓ، نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُونَ، سورة طٰهٰ: ۶۹، سورة المؤمنون: ۹۷ ـ۹۸، ۱۱۵، ۱۱۸، سورة الفلق: ۱ ـ۵، سورة الناس: ۱ ـ ۶، أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ، یَا رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیمِ كُنْ لِی جَارًا مِنْ كُلِّ شَرِّ الشَّیَاطِینِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ وَأَتْبَاعِهِمْ أَنْ یَفْرُطَ عَلَیَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا إِلٰهَ غَیْرُكَ، أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَیْطَانٍ وَ هَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَیْنٍ لَامَّةٍ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ

عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔ آسیب، جن، شیاطین کے شر سے بچنے کے لئے ان آیات کو پڑھ کر دم کریں ان شاء اللہ شفا ہوگی: تعوذ، بسملة، سورة یونس: ۵۹، سورة المؤمنون: ۱۰۸، سورة الرحمن: ۳۳، ۳۵، سورة الحجر: ۳۴۔۳۵، سورة آل عمران: ۲۶، یَا حَیُّ حِینَ لَا حَیَّ فِی دَیْمُومَةِ مُلْكِهِ وَبَقَائِهِ یَا حَیُّ، سورة الشعراء: ۷۸۔۸۵)۔"[۷۸۲]

کاش ان کتب کے مؤلفین نے یہ بات ذہن نشین کی ہوتی کہ مسنون اذکار اور دعائیں اپنی جامعیت، توقیفیت، زود اثری، باعث خیر و برکت اور اجر وثواب وغیرہ ہونے میں بلکہ ہر لحاظ واعتبار سے، وضعی دعاؤں اور وظائف وعملیات سے ہزار ہا درجہ بہتر اور افضل ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ان حضرات نے ایسا کیا ہوتا تو اپنی کتابوں میں مذکورہ بالا مجربات کا ہرگز تذکرہ نہ کرتے۔ مجھے خوف ہے کہ دینی معاملات میں اس قسم کی اختراعات کہیں عنداللہ ﴿لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾[۷۸۳] [اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو] کے حکم میں شمار نہ ہوں، کیونکہ مفسرین نے "اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھنے" کی مراد یہ بیان کی ہے کہ دین کے معاملہ میں اپنے طور پر کوئی فیصلہ نہ کرو اور نہ اپنی سمجھ اور رائے کو ترجیح دو بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مکمل اطاعت کرو اور ان کے احکام کے آگے اپنا سرِ تسلیم خم کر دو۔ دین میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ یا ایجاد اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے بڑھنے کی ایک ناپاک جسارت ہے۔

انہیں مجربات کے ضمن میں ایک یہ چیز بھی راقم کے علم میں آئی ہے کہ بعض عامل حضرات سحر کے مریض کے لئے سورہ فاتحہ، آیت الکرسی، آیاتِ سحر اور معوذتین وغیرہ کی تلاوت (یا دم) کی بجائے یہ تجویز کرتے ہیں کہ ایسے مریض کے پاس ٹیپ ریکارڈر سے کسی عمدہ قاری کی آواز میں

۷۸۲۔ جادو کا توڑ ص ۳۔۲۷ ۷۸۳۔ سورة الحجرات: ۱

ریکارڈ کی ہوئی ان آیات کی تلاوت کی کیسٹ چلائی جائے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس چیز سے انسان کے عمل میں کوتاہی آتی ہے اور عامل اجر وثواب سے بھی محروم رہتا ہے۔ پھر اگر سامع اس قرأت کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ اس سے غافل رہے تو یہ چیز اس کے لئے بے فیض بھی ہوتی ہے۔ اگر مسحور خود یا کوئی عامل اس کے پاس ان آیات کی تلاوت کرے تو ظاہر ہے کہ اس میں عامل کا اخلاص، توکل علی اللہ، ان آیات کے جنوں پر مؤثر ہونے کا یقین، توجہ الی اللہ، استعانت باللہ اور جنوں پر اس شخص کی خشیت وللّٰہیت کا اثر وغیرہ تمام چیزیں شامل ہوتی ہیں جب کہ کیسٹ چلا کر مسحور کو قرأت سنانے میں یہ چیزیں قطعاً مفقود ہوتی ہیں۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ مصنوعی وظائف اور اذکار واوراد میں نہایت تکلف اور غلو سے کام لیا جاتا ہے۔ کبھی ان میں مُسجّع و مُقفّیٰ کلمات ہوتے ہیں تو کبھی ان وظائف کی لمبی لمبی تعداد مقرر کی جاتی ہیں اور ان پر عمل کے مخصوص طریقے بھی تجویز کئے جاتے ہیں حالانکہ ان کے پاس ان چیزوں کو از خود متعین کرنے کی شرعاً کوئی اصل نہیں ہوتی بلکہ اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ وضعی اعمال ''اعتداء فی الدعاء'' کے حکم میں داخل ہیں جس سے منع کیا گیا ہے، واللہ أعلم بالصواب۔

ان وضعی عملیات وظائف کو اپنا کر نہ صرف یہ کہ ہم مسنون وظائف کو ترک کر چکے ہیں، بلکہ ہمارے دلوں سے ان کی قدر و قیمت بھی جاتی رہی ہے، حتیٰ کہ آج عام مسلمانوں کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی مسنون دعا یا وظیفہ بتایا جاتا ہے تو اس کے دل میں اس مسنون دعا کی کوئی خاص اہمیت اور قدر و قیمت پیدا ہوتی نظر نہیں آتی۔ مثال کے طور پر اگر کسی کو یہ بتایا جائے کہ مصیبت اور مشکلات کے حل کے لئے ''لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَکَ إِنِّی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِین'' پڑھنا اکسیر اور سنت نبوی سے ثابت وظیفہ ہے تو وہ بلا جھجک کہتا ہے: ''ہاں جناب یہ دعا تو اپنی جگہ

درست ہے، مگر مجھے تو آپ کسی بزرگ کا آزمایا ہوا وظیفہ بتائیں۔'' فَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔ اس جاہل کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کوئی بھی بزرگ یا شاہ یا ولی یا پیر یا عالم یا اس کا کلام رسول اللہ ﷺ یا آپ کے کلام سے بڑھ کر نہیں ہوسکتا ہے۔

لیکن اگر کوئی مولوی اس شخص کو اسی دعا کے ساتھ یہ بھی بتا دے کہ اس دعا کو رات کے آخری پہر میں دو رکعت نفل کے بعد ایک ہزار ایک بار پڑھنا، اس کے اوّل اور آخر میں ایک سو ایک بار درود شریف بھی ضرور پڑھنا اور اپنے پاس کسی برتن میں پانی رکھ لینا ہر ایک سو ایک بار وظیفہ پڑھ چکنے پر پانی کے برتن میں پھونکنا جب یہ وظیفہ پورا ہو جائے تو اس پانی میں سے کچھ پانی پی لینا اور کچھ پانی اپنے سر، چہرے اور جسم پر بہا لینا۔ اس عمل کو مسلسل چالیس دن تک کرنا تمہاری جو بھی پریشانی ہے وہ اس عمل سے یقیناً دور ہو جائے گی۔ اس عمل کو فلاں اور فلاں بزرگ نے آزمایا اور اکسیر پایا ہے۔ تو وہ شخص نہ صرف یہ کہ اس وضعی طریقہ سے بہت مرعوب ہوگا بلکہ اسے اس مولوی صاحب کا خلوص، ان کی بزرگی کی علامت اور اس وظیفہ کو ''نور علی نور'' تصور کرے گا' حالانکہ یہ ''ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ'' سے عبارت ہے۔

ہم اس طریقہ علاج کو اگرچہ حرام یا غیر مشروع یا ممنوع نہیں سمجھتے لیکن غیر مسنون، خود ساختہ، بلا دلیل، وضعی اور بدعی ضرور کہتے ہیں۔ اس طریقہ کا تذکرہ عنوان ''جادو اور جنوں کو دور کرنے کے بعض غیر شرعی طریقے'' کے تحت محض اس کے غیر مسنون اور بلا دلیل ہونے کی بنا پر کیا گیا ہے تاکہ قارئین کرام ان وضعی وظائف و عملیات سے اجتناب کریں اور صرف سنت نبوی سے ثابت عملیات کو ہی حرز جان بنائیں۔

غیر شرعی علاج کے طریقوں کو اپنانے کی ممانعت

بعض لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ علاج کے مذکورہ بالا غیر شرعی طریقے بحالتِ اضطرار حرام چیزوں سے جوازِ علاج کی قبیل سے ہیں لیکن یہ بہت بڑی خطا ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں میں کوئی شفا نہیں رکھی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تعلیقاً روایت کی ہے: ''إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَ كُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ '' (۷۸۴) [جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کیا ہے ان میں تمہارے لئے کوئی شفا نہیں رکھی ہے]۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حرام چیزوں سے علاج کرنے سے بصراحت منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے: ''إِنَّ اللّٰهَ أَنزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ ''(۷۸۵)[اللہ تعالیٰ نے مرض اور علاج دونوں کو نازل کیا ہے، اور ہر مرض کا علاج بھی بنایا ہے۔ لہٰذا تم علاج کیا کرو مگر حرام چیزوں سے علاج نہ کرو]۔

لیکن واضح رہے کہ علامہ الالبانی رحمہ اللہ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

٧٨٤۔رواه أبو داود (مع العون) في الطب باب في الأدوية المكروهة ٦/٤ (٣٨٧٤) وضعفه الألباني انظر ضعيف سنن أبي داود ص ٣٨٣ وغاية المرام (٦٦) والمشكاة (٤٥٣٨) وضعيف الجامع الصغير (١٥٦٩)

٧٨٥۔أخرجه البخاري تعليقاً في الأشربة باب شراب الحلواء والعسل، وأخرجه ابن أبي شيبة عن جرير عن منصور وسنده صحيح على شرط الشيخين وأخرجه أحمد في كتاب الأشربة (١٣٠) والطبراني في الكبير من طريق أبي وائل نحوه، كذا في فتح الباري ٧٨/١٠



جہاں تک حرام چیزوں، مثلاً مردار یا شراب وغیرہ سے علاج کے جواز والی بات کا تعلق ہے تو اس کا (جنوں کے لئے ذبیحہ وغیرہ کے ذریعہ علاج پر) استدلال قطعاً درست نہیں ہے، کیونکہ صحیح احادیث میں ممانعت وارد ہونے کے باوجود حرام چیزوں سے علاج کے بارے میں علماء کے مابین اختلاف مشہور ہے لیکن کفروشرک سے علاج کے حرام ہونے کے متعلق علماء کے مابین کسی طرح کا کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ سب کے نزدیک ان چیزوں سے علاج بالاتفاق ناجائز ہے۔[۷۸٦]

☆☆☆

۷۸٦۔مستفاد من مجموع الفتاویٰ ۱۹/٦۱



اختتامیہ

جادو کے افراد اور معاشرہ کے عقیدہ، اخلاق اور عقل پر پڑنے والے مضر اثرات کے پیشِ نظر بطورِ نصیحت ہم نے جادو، جنوں اور شیطانوں کے موضوع سے متعلق بیشتر اہم اور ضروری مباحث پیشِ نظر کتاب میں مختصراً جمع کر دیئے ہیں۔

اگر چہ کہ یہ موضوع بڑا طویل، دقیق، دشوار اور تفصیل طلب ہے مگر اللہ تعالیٰ کی مدد اور حسنِ توفیق سے اس بحث کی تکمیل اولاً عربی میں ۲۱/ذوالقعدہ ۱۴۱۹ھ کو اور اب اردو میں ۲۹/رجب ۱۴۲۳ھ کو ہوئی۔ فالحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات، وصلی الله علی نبینا محمد وآله وأصحابه وسلم.

غازی عزیر



مراجع ومصادر

١ـ القرآن الكريم ــ مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف المدينة المنورة، ١٤١٧هـ

٢ـ الأذكار المنتخبة من كلام سيد الأبرار - صلى الله عليه وسلم- محيي الدين النووى ـ دار الكتاب العربي، بيروت،١٣٩٩هـ

٣ـ الأدب المفرد (الجامع للآداب النبوية) ــ محمد بن إسماعيل البخاري، بتحقيق الألباني ــ دار الصديق، ١٩٩٩م

٤ـ إغاثة اللهفان في مصايد الشيطان ــ ابن القيم ــ دار المعرفة، بيروت.

٥ـ آكام المرجان في أحكام المرجان ــ بدر الدين أبو عبد الله الشبلي، الطبعة الثانية، ١٤٠٣هـ

٦ـ إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل ــ محمد ناصر الدين الألباني ــ المكتب الإسلامي، بيروت.

٧ـ آداب الزفاف ــ محمد ناصر الدين الألباني ـ الطبعة الثانية، المكتب الإسلامي، بيروت.

٨ـ الإصابة في تمييز الصحابة ـ ابن حجر العسقلانى ـ مصور عن الطبعة المصرية، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

٩ـ اسلامي انسائكلوپيڈيا ــ سيد قاسم محمود ــ شاهكار فاؤنڈيشن، كراچی.

١٠ـ اعتقاد أهل السنة شرح أصحاب الحديث (جملة ما حكاه عنهم أبو الحسن الأشعري وقرّره في مقالاته) ــ د/محمد عبدالرحمن الخميس ـ وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد، الرياض، ١٤١٩هـ

١١ـ بيان فضل علم السلف على علم الخلف ــ ابن رجب الحنبلي بتحقيق محمد بن ناصر

العجمي ـ دار الصميعي، الرياض، ١٩٩١م.

١٢ ـ البداية والنهاية ـ ابن كثير ـ الطبعة الثانية، مكتب المعارف، بيروت.

١٣ ـ تفسير ـ ابن القيم ـ مطبعة المدني.

١٤ ـ تفسير جامع البيان ـ أبو جعفر الطبري ـ مصور عن الطبعة المصرية.

١٥ ـ تفسير القرآن العظيم ـ أبو الفداء ابن كثير ـ دار الأندلس، بيروت، ١٩٦٦م.

١٦ ـ تفسير القرآن الكريم ـ عبدالرزاق بن همام الصنعاني ـ مكتبة الرشد، الرياض.

١٧ ـ تفسير الجامع لأحكام القرآن ـ القرطبي ـ دار الكتاب العربي، القاهرة، الطبعة الثانية.

١٨ ـ تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير الأعلام ـ محمد بن أحمد الذهبي، بتحقييق بشار عواد معروف وآخرون ـ مؤسسة الرسالة، ١٤٠٨هـ

١٩ ـ التاريخ الكبير ـ محمد بن إسماعيل البخاري، بتصحيح المعلمي ـ دائرة المعارف العثمانية، حيدرآباد، ١٣٧٨هـ

٢٠ ـ تلبيس إبليس ـ أبو الفرج ابن الجوزي ـ مكتبة المتنبي.

٢١ ـ تلخيص المستدرك ـ محمد بن أحمد الذهبي ـ مطبوع على هامش المستدرك، دار الفكر، بيروت، ١٣٩٨هـ

٢٢ ـ تذكرة الموضوعات ـ محمد طاهر الفتني ـ دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٣٩٩هـ

٢٣ ـ تنزيه الشريعة المرفوعة ـ علي بن محمد بن عراق الكناني بتحقيق عبدالوهاب عبداللطيف وعبدالله محمد الصديق ـ دار الكتب العلمية، بيروت، ١٩٨١م.

٢٤ ـ التعليق المفيد على كتاب التوحيد ـ عبدالعزيز بن عبد الله بن باز ـ مكتبة التراث الإسلامي، القاهرة.

٢٥ ـ تيسير العلي القدير لاختصار تفسير ابن كثير ـ محمد نسيب الرفاعي ـ مكتبة المعارف، الرياض، ١٤١٠هـ ـ



٢٦ـ تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان ــ عبدالرحمن السعدي ــ مؤسسة الرسالة، بيروت، ١٤١٧هـ

٢٧ـ تفهيم القرآن ــ سيد أبو الأعلى المودودي ــ إدارة ترجمان القرآن، لاهور، ١٤٠٧هـ

٢٨ـ تنقيح الرواة في تخريج أحاديث المشكوة ــ أبو الوزير أحمد الحسن الدهلوي ــ المجلس العلمي السلفي، لاهور.

٢٩ـ تحفة الأسماء ــ غازي عزير ــ مكتبة ضياء الحديث، لاهور، ١٩٩٥م.

٣٠ـ تحفة الأحوذي شرح جامع الترمذي ــ عبدالرحمن المباركفوري ــ نشر السنة، ملتان.

٣١ـ تذكير البشر بخطر الشعوذة والكهانة والسحر وتحذير المسلمين من أعمال السحرة والكهنة والمشعوذين ــ عبد اللّٰه بن جار اللّٰه بن إبراهيم الجار اللّٰه ــ ١٤٠٩هـ

٣٢ـ الترغيب والترهيب ــ عبدالعظيم بن عبد القوي المنذري ــ دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٣٨٨هـ

٣٣ـ التعليق المغني على هامش سنن الدار قطني ــ أبو الطيب شمس الحق العظيم آبادي ــ دار المحاسن للطباعة بمصر.

٣٤ـ جادو کا توڑ ــ عبدالكريم باريكھ ــ فريد بك ڈپو ، دهلي.

٣٥– جامع الترمذي مع تحفة الأحوذي ــ أبو عيسىٰ محمد بن عيسىٰ الترمذي ــ نشر السنة، ملتان.

٣٦ـ جامع الأصول في أحاديث الرسول ــــ ابن الأثير الجزري، بتحقيق عبدالقادر الأرناؤوط ــ مكتبة الحلواني وآخرون، ١٩٦٩م.

٣٧ـ جادو کی حقیقت اور اس کا قرآنی علاج ــ محمد طاهر ــ فريد بك ڈپو، دهلي، ٢٠٠١م.

٣٨– حاشية الدروس المهمة لعامة الأمة ــ عبدالعزيز بن عبد اللّٰه بن باز، إعداد أحمد بن صالح الطويان ــ دار طويق للنشر والتوزيع، الرياض، ١٤١٨هـ

٣٩ـ حقيقة الجن والشياطين من الكتاب والسنة ـ محمد بن علي حمد السيدابي ـ دار الحارث للنشر والتوزيع، الخرطوم، ١٤٠٧هـ

٤٠ـ حلية الأولياء وطبقات الأصفياء ـ أبو نعيم الأصفهاني ـ دار الكتاب العربى، بيروت، ١٣٧٨هـ

٤١ـ الدر المنثور ـ محمد جلال الدين السيوطى ـ دار الفكر، بيروت، ١٩٨٣م.

٤٢ـ دلائل النبوة ـ البيهقي ـ دار الكتب العلمية، بيروت.

٤٣ـ رسالة في أمراض القلوب ـ ابن القيم، بتحقيق محمد حامد الفقي ـ دار طيبة، الرياض.

٤٤ـ رسالة في السحر وعلاجه ـ عبدالعزيز بن عبد اللّٰه بن باز ـ الرياض.

٤٥ـ رياض الصالحين ـ محيي الدين النووي، بتحقيق شعيب الأرناؤوط وآخرون ـ مكتبة المنار، ١٤٠٩هـ

٤٦ـ رحمت عالم كى دعائيں ـ محمد صادق سيالكوٹى ـ نعماني كتب خانه لاهور، ١٩٨٢م.

٤٧ـ زبدة التفسير من فتح القدير ـ د/محمد سليمان الأشقرـ دار المؤيد، ١٤١٦هـ

٤٨ـ زاد المعاد في هدى خير العباد ـ أبو عبد اللّٰه ابن القيم، بتحقيق محمد حامد الفقي ـ مطبعة السنة المحمدية.

٤٩ـ سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة ـ محمد ناصر الدين الألباني ـ مكتبة المعارف، الرياض، ١٤٠٨هـ

٥٠ـ سلسلة الأحاديث الصحيحة ـ محمد ناصر الدين الألباني ـ الدار السلفية والمكتب الإسلامي، ١٤٠٤،١٤٠٥هـ.

٥١ـ سنن أبي داود مع عون المعبود ـ سليمان بن أشعث أبو داود السجستاني ـ نشر السنة، ملتان، ١٣٩٩هـ

٥٢ـ سنن النسائي مع التعليقات السلفية ـ أبو عبدالرحمن أحمد بن شعيب النسائي ـ

المكتبة السلفية ،لاهور.

٥٣ـ سنن الدرامي ــ أبو محمد عبد الله الدارمي، بتحقيق د/مصطفى ديب البغا ــ دار القلم، دمشق، ١٤١٢هـ

٥٤ـ سنن الدار قطني مع التعليق على المغني ــ علي بن عمر الدار قطني، بتحقيق محمد شمس الحق العظيم آبادي ــ دار المحاسن للطباعة بمصر.

٥٥ـ السنن لأبى عيسىٰ الترمذي ــ بتحقيق أحمد محٰمد شاكر ــ المكتبة الإسلامية.

٥٦ـ السنن لابن ماجه ــ أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، بترقيم فؤاد عبدالباقي ــ دارالفكر، بيروت.

٥٧ـ السنن الكبرىٰ ــ أبو بكر أحمد بن حسين البيهقي ــ دائرة المعارف، الهند، ١٢٤٤هـ

٥٨ـ السنن والمبتدعات ــ محمد عبدالسلام خضر الشقيري ــ دار الكتب العلمية، بيروت، ١٩٨٨م.

٥٩ـ سيرة ابن هشام، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

٦٠ـ شعب الإيمان ــ البيهقي ــ الدار السلفية، بومباي.

٦١ـ شرح السنة ــ الحسين بن مسعود البغوي، بتحقيق شعيب الأرناؤوط وآخرون ــ المكتب الإسلامي، بيروت، ١٤٠٣هـ

٦٢ـ شرح معاني الآثار ــ أحمد بن محمد الطحاوي ــ مصطفائي، الهند.

٦٣ـ شرح النووي على صحيح مسلم ــ محيي الدين النووي ــ دار الفكر، بيروت، ١٣٩٨هـ

٦٤ـ شرح العقيدة الطحاوية ــ محمد بن أبي العز الحنفي بتحقيق أحمد شاكر ــ وزارة الشؤون الإسلامية، الرياض، ١٤١٨هـ

٦٥ـ الصحاح ــ إسماعيل بن حماد الجوهري، بتحقيق أحمد عبدالغفور عطار ــ ط ثانية، ١٤٠٢هـ

٦٦ـ صحيح البخاري مع فتح الباري ـــ محمد بن إسماعيل البخاري ـ دار المعرفة، بيروت.

٦٧ـ صحيح الترغيب والترهيب ـ محمد بن ناصر الدين الألباني ـ المكتب الإسلامي، ١٤٠٦هـ

٦٨ـ صحيح مسلم بشرح النووي ـ مسلم، بترقيم فؤاد عبدالباقي ـ دار الفكر، بيروت، ١٣٩٢هـ

٦٩ـ الصارم البتار في التصدي للسحرة الأشرار ـ وحيد عبدالسلام بالي ـ دار البشير، القاهرة.

٧٠ـ صحيح الجامع الصغير وزيادته ـ الشيخ محمد ناصر الدين الألباني ـ المكتب الإسلامي، ١٤٠٦هـ

٧١ـ صحيح سنن الترمذي ـــ الألباني ـــ مكتب التربية العربي لدول الخليج العربي، ط-الثانية، ١٩٨٨م.

٧٢ـ صحيح سنن ابن ماجه ـ الألباني ـ مكتب التربية العربي لدول الخليج العربي، ط - الثانية، ١٩٨٨م.

٧٣ـ صحيح سنن أبي داود ـ الألباني ـ المكتب الإسلامي، بيروت، ١٩٨٠م.

٧٤ـ صحيح ابن حبان ـ تحقيق كمال يوسف الحوت ـ دار الكتب العلمية، بيروت، ط ـ الأولى.

٧٥ـ صفة صلاة النبي صلى الله عليه وسلم من التكبير إلى التسليم كأنك تراها ـ محمد ناصر الدين الألباني ـ المكتب الإسلامي، ١٤٠٣هـ

٧٦ـ صحيح ابن خزيمة ـ أبو بكر محمد بن إسحاق الخزيمة، بتحقيق د/محمد مصطفى الأعظمي وبمراجعة الألباني ـ المكتب الإسلامي.

٧٧ـ صحيح سنن النسائي ـ محمد ناصر الدين الألباني ـ المكتب الإسلامي، ١٩٨٨م.

٧٨ـ ضعيف سنن الترمذي ـ محمد ناصر الدين الألباني ـ المكتب الإسلامي، ١٤١١هـ

٧٩ـ ضعيف سنن النسائي ــ محمد ناصر الدين الألباني ــ المكتب الإسلامي.

٨٠ـ ضعيف سنن أبي داود ــ محمد ناصر الدين الألباني ــ المكتب الإسلامي، ١٤١٢هـ

٨١ـ ضعيف سنن ابن ماجه ــ محمد ناصر الدين الألباني ــ المكتب الإسلامي، ١٤٠٨هـ.

٨٢ـ ضعيف الجامع الصغير ــ محمد ناصر الدين الألباني ــ المكتب الإسلامي.

٨٣ـ الطب النبوي ــ أبو عبد الله ابن القيم، بتحقيق شعيب الأرناؤوط وآخرون ــ مكتبة طيبة، ١٤٠٧هـ

٨٤ـ عون المعبود شرح سنن أبي داود ــ أبو الطيب شمس الحق العظيم آبادى ــ نشر السنة، ملتان، ١٣٩٩هـ

٨٥ـ علاج الأمراض بالقرآن والسنة ــ عبدالمجيد عبدالعزيز الزاحم، بمراجعة عبد المحسن العبيكان ــ مكتبة دار الأرقم، القصيم، ١٤١٤هـ

٨٦ـ عالم الجن والشياطين ــ د/عمر سليمان الأشقر ــ دار النفائس، الأردن، ٢٠٠٠م.

٨٧ـ عالم السحر والشعوذة ــ عمر الأشقر ــ دار النفائس، الأردن.

٨٨ـ عالم الجن والملائكة ــ عبدالرزاق نوفل ــ دارالشعب.

٨٩ـ عالم الجن في ضوء القرآن والسنة ــ عبدالكريم نوفان ــ دار ابن تيمية.

٩٠ـ عقيدة المؤمن ــ أبو بكر جابر الجزائري ــ دار الشروق، جدة، ١٤١٣هـ

٩١ـ غرائب وعجائب الجن (أحكام المرجان) ــ الشبلي ــ مكتبة القرآن، القاهرة.

٩٢ـ فتح المجيد شرح كتاب التوحيد ــ عبدالرحمن بن حسن آل الشيخ ــ رئاسة إدارات البحوث العلميةوالإفتاء والدعوة والإرشاد، الرياض.

٩٣ـ فتح الباري شرح صحيح البخاري ــ أحمد بن على بن حجر العسقلاني، بتحقيق محب الدين الخطيب ــ دار المعرفة، بيروت.

٩٤ـ فقه العبادات ــ محمد بن صالح العثيمين، بإعداد أ. د/عبد الله محمد الطيار ــ دار

الوطن، الرياض، ١٤١٦هـ

٩٥ـ الفروع ـ ابن مفلح الحنبلي ـ دار مصر للطباعة، ١٣٩٧هـ

٩٦ـ فتاوىٰ مهمة لعموم الأمة ـ إعداد إبراهيم بن عثمان الفارس ـ مؤسسة الحرمين الخيرية، الرياض، ١٤١٣هـ

٩٧ـ فتاوىٰ ـ محمد بن صالح العثيمين ـ إعداد أشرف عبدالمقصود عبدالرحيم ـ دار عالم الكتب للنشر والتوزيع، الرياض، ١٤١١هـ

٩٨ـ الفصل في الملل والأهواء والنحل ـ ابن حزم الظاهري، بتحقيق د/محمد إبراهيم نصر وآخرون ـ مكتبات عكاظ، جدة، ١٤٠٢هـ

٩٩ـ فتوح مصر ـ أبو القاسم عبدالرحمن بن عبدالله المعروف بابن عبدالحكم المصري ـ ليدن، ١٩٢٠م.

١٠٠ـ كتاب عمل اليوم والليلة ـ أبو بكر أحمد بن السني، بتحقيق بشير محمد عيون ـ مكتبة دار البيان، دمشق، ١٤٠٧هـ

١٠١ـ كتاب عمل اليوم والليلة ـ النسائي ـ مؤسسة الرسالة، بيروت.

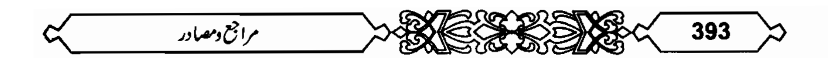
١٠٢ـ الكلم الطيب ـ ابن تيمية بتخريج الألباني ـ المكتب الإسلامي، بيروت.

١٠٣ـ كتاب العظمة ـ أبو الشيخ الأصبهاني بتحقيق د/رضاء الله المباركفوري ـ دار العاصمة، الرياض، ١٤٠٨هـ

١٠٤ـ كتاب الدعوة (الفتاوىٰ) ـ عبدالعزيز بن باز ـ مطابع العبيكان، الرياض، ١٤٠٨هـ

١٠٥ـ كتاب السنة ـ ابن أبي العاصم ـ المكتب الإسلامى، بيروت.

١٠٦ـ كتاب الضعفاء الكبير ـ محمد بن عمرو العقيلي، بتحقيق د/عبدالمعطي أمين قلعجي ـ دار الكتب العلمية، بيروت، ١٩٨٤م.



١٠٧ـ كتاب الكبائر ــ الذهبي ــ دار الفكر، بيروت، ١٩٩٣م.

١٠٨ـ اللآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة ــ جلال الدين السيوطي ــ دار المعرفة، بيروت، ١٩٧٥م.

١٠٩ـ لسان العرب ــ جمال الدين ابن منظور الأفريقي ــ دار صادر بيروت.

١١٠ـ لقط المرجان في أحكام الجان ــ السيوطي ــ دار الكتب العلمية، بيروت، ١٩٨٦م.

١١١ـ لوامع الأنوار البهية ــ السفاريني ــ طبع دولة القطر.

١١٢ـ اللؤلؤ والمرجان ــ محمد فؤاد عبدالباقي ــ دار إحياء التراث.

١١٣ـ مصنف ــ عبدالرزاق بن همام الصنعاني، بتحقيق حبيب الرحمن الأعظمي ــ المكتب الإسلامي.

١١٤ـ المجموع شرح المهذب ــ النووي ــ مطبعة التضامن الأخوي، ١٣٤٤هـ

١١٥ـ موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان ــ الهيثمي بتحقيق محمد عبدالرزاق حمزة ــ مكتبة المعارف، الرياض.

١١٦ـ ميزان الاعتدال في نقد الرجال ــ محمد بن أحمد الذهبي، بتحقيق علي محمد البجاوي ــ دار المعرفة، بيروت.

١١٧ـ الموطأ – مالك بن أنس بترقيم فؤاد عبدالباقى ـ دار إحياء التراث العربى بيروت.

١١٨ـ مشكاة المصابيح ــ خطيب التبريزي، بتحقيق محمد ناصر الدين الألباني ــ المكتب الإسلامي، دمشق، ١٣٨٠هـ

١١٩ـ مشكوة المصابيح مع تنقيح الرواة ــ خطيب البغدادي بتحقيق أبي الوزير أحمد الحسن الدهلوي ــ المجلس العلمي السلفي، لاهور.

١٢٠ـ المعجم المفهرس لألفاظ الحديث النبوي ــ د. أ. ى. ونسنك ــ مكتبة بريل بليدن، ١٩٣٦م.

١٢١ـ المغني ــ أبو محمد عبدالله بن أحمد ابن قدامة المقدسي، باختصار أبي القاسم الخرقي ــ مكتبة الرياض الحديثة، الرياض.

١٢٢ـ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج ـ الإمام النووي ـ ط المطبعة المصرية، ١٣٤٧هـ

١٢٣ـ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ــ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي ــ دار الكتاب العربي، بيروت، ١٤٠٢هـ

١٢٤ـ مجموع فتاوىٰ شيخ الإسلام أحمد بن تيمية، بترتيب عبدالرحمن بن محمد بن قاسم ـ مكتبة ابن تيمية، القاهرة.

١٢٥ـ المقالات والفتاوىٰ ــ عبدالعزيز بن باز، مترجم محمد خالد سيف ــ مكتبة دار السلام، الرياض ١٤١٩هـ

١٢٦ـ المستدرك على الصحيحين ـ أبو عبدالله الحاكم ـ دار الفكر، بيروت، ١٣٩٨هـ

١٢٧ـ المسند ــ أبو بكر أحمد بن عمرو البزار ـ مصورة الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة.

١٢٨ـ المسند ــ أحمد بن حنبل الشيباني، بتحقيق أحمد محمد شاكر ـ المكتب الإسلامي، بيروت، ١٣٩٨هـ

١٢٩ـ المسند ــ أبو يعلى الموصلي، بتحقيق حسين سليم أسد ـ دار المأمون للتراث، دمشق.

١٣٠ـ المسند ـ أبو داود الطيالسي ـ دار المعرفة، بيروت.

١٣١ـ مصنف ـ ابن أبي شيبة ـ حيدرآباد دكن، ١٣٣٣هـ

١٣٢ـ المعجم البلدان ــ ياقوت بن عبدالله الحموي الرومي البغدادي ـ دار صادر، بيروت، ١٩٧٩م.

١٣٣ـ منزل مترجم ــ محمد طلحة بن محمد زكريا كاندهلوي ـ كتب خانه يحيوي مظاهر علوم، سهارنپور، ١٣٩٩هـ

١٣٤ ـ الموضوعات ـ أبو الفرج ابن الجوزي بتحقيق عبدالرحمن محمد عثمان ـ المكتبة السلفية، المدينة المنورة، ١٩٦٦م.

١٣٥ ـ معالم السنن ـ حمد بن محمد الخطابي بتحقيق أحمد شاكر ومحمد حامد الفقي ـ أنصار السنة المحمدية، القاهرة، ١٣٦٧هـ

١٣٦ ـ النهاية في غريب الحديث ـ ابن الأثير ـ ط مصر، ١٣١١هـ

١٣٧ ـ نيل الأوطار من أسرار منتقى الأخبار ـ محمد بن علي الشوكاني، بتحقيق محيي الدين ديب مستو وآخرون ـ دار الكلم الطيب ، دمشق، ١٤١٩هـ

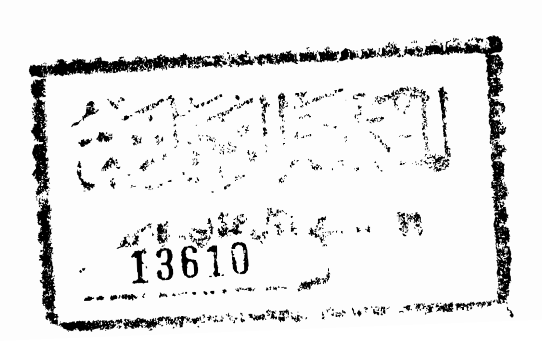
١٣٨ ـ الوفاء بأحوال المصطفى ـ أبو الفرج ابن الجوزي، بتحقيق مصطفى عبدالواحد ـ المكتبة النورية الرضوية بباكستان، ١٣٩٧هـ

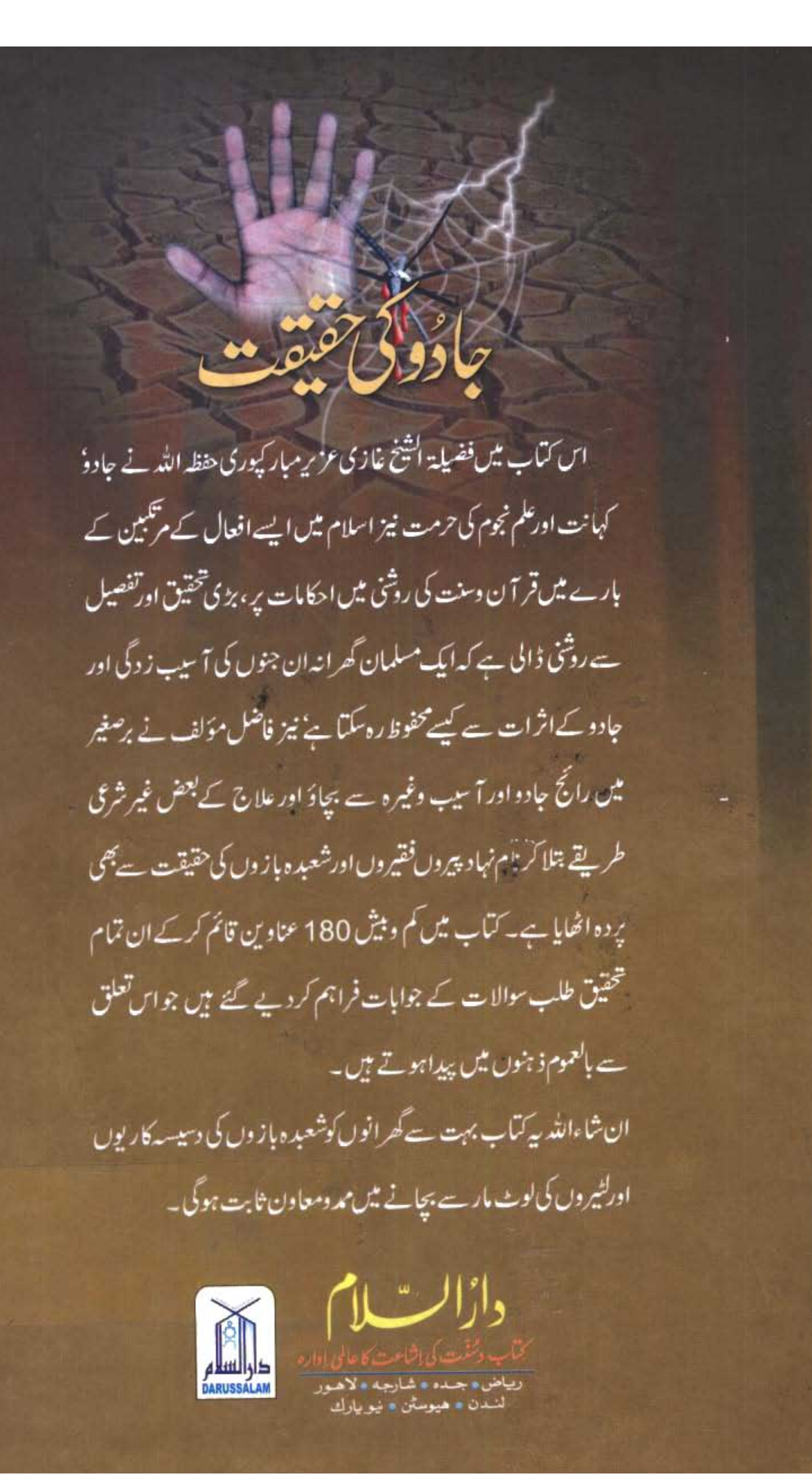
١٣٩ ـ الوابل الصيب ـ ابن القيم ـ السلفية وأنصار السنة المحمدية، لاهور.

١٤٠ ـ وقاية الإنسان من الجن والشيطان ـ وحيد عبدالسلام بالي ـ دار الكتب العلمية، بيروت.

141- Cassell Concise English Dictionary, Cassell Publications, London, 1995.

142- The New Encyclopaedia Britannica, Encyclopaedia Britannica Inc., Chicago, 15th Edition, 1988. وغيره




جادُو کی حقیقت
اس کتاب میں فضیلۃ الشیخ غازی عزیر مبارکپوری حفظہ اللہ نے جادو،
کہانت اور علم نجوم کی حرمت نیز اسلام میں ایسے افعال کے مرتکبین کے
بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں احکامات پر، بڑی تحقیق اور تفصیل
سے روشنی ڈالی ہے کہ ایک مسلمان گھرانہ ان جنوں کی آسیب زدگی اور
جادو کے اثرات سے کیسے محفوظ رہ سکتا ہے، نیز فاضل مؤلف نے برصغیر
میں رائج جادو اور آسیب وغیرہ سے بچاؤ اور علاج کے بعض غیر شرعی
طریقے بتلا کر نام نہاد پیروں فقیروں اور شعبدہ بازوں کی حقیقت سے بھی
پردہ اٹھایا ہے۔ کتاب میں کم وبیش 180 عناوین قائم کر کے ان تمام
تحقیق طلب سوالات کے جوابات فراہم کر دیے گئے ہیں جو اس تعلق
سے بالعموم ذہنوں میں پیدا ہوتے ہیں۔
ان شاء اللہ یہ کتاب بہت سے گھرانوں کو شعبدہ بازوں کی دسیسہ کاریوں
اور لٹیروں کی لوٹ مار سے بچانے میں ممد ومعاون ثابت ہوگی۔
دارُالسّلام
DARUSSALAM
کتاب وسُنّت کی اشاعت کا عالمی اِدارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاھور
لندن • ھیوسٹن • نیو یارك